www.kitabosunnat.com

طاقت اور مفادات کا عالمی کھیل

الزبتھ لیاگن

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

طاقت اور مفادات کا عالمی کھیل

الزبتھ لیاگن

انفارمیشن پراجیکٹ فار افریقہ

www.KitaboSunnat.com

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق محفوظ

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز

۲۰۰۴ء

نام کتاب : طاقت اور مفادات کا عالمی کھیل

مولفہ : الزبتھ لیاگن

مترجم : محب الحق صاحبزادہ

تدوین : سید راشد بخاری

مطبع : عبدالرافع کیونی کیشنز، مزنگ، لاہور۔

ISBN : 969-448-073-6

زیر اہتمام : انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز

بلاک ۱۹، مرکز ایف سیون، اسلام آباد

فون: ۳-۲۶۵۰۹۷۱، فیکس: ۲۶۵۰۷۰۴

ای میل : ips@ips.net.pk

ویب : www.ips.org.pk

تقسیم کنندہ : کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

قیمت 150/- روپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

- پیش لفظ — خالد رحمٰن — ۵
- دیباچہ — الزبتھ لیاگن — ۱۱

۱۔ بیرونی امداد کی حقیقت-۱ — ۱۷

۲۔ بیرونی امداد کی حقیقت-۲ — ۲۵

۳۔ کٹھ پتلی حکمران اور حاشیہ نشین ریاستیں — ۳۱

۴۔ آبادی: عالمی اثر اور اختیار کا بڑا عامل — ۳۹

۵۔ تحدید آبادی کی پالیسی تشکیل: اقوام متحدہ کی سرپرستی میں — ۶۱

۶۔ سیاسی قیادت پر اثر اندازی کے حربے — ۷۹

۷۔ یو ایس ایڈ کا آپشنز پراجیکٹ — ۹۳

۸۔ عالمی بنک کے خفیہ منصوبے — ۱۰۵

۹۔ اثر و رسوخ کا غیر محسوس جال — ۱۲۱

۱۰۔ مغربی استعمار کا نیا روپ — ۱۳۷

۱۱۔ علمی اور نفسیاتی محاذ: دانش گاہوں میں نقب — ۱۴۷

۱۲۔ انسان دوستی کا لبادہ — ۱۵۹

- اشاریہ — ۱۹۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

تھامس مالتھس (۱۷۶۶ء-۱۸۳۴ء) نے ۱۷۹۸ء میں Essay on Population اور پھر اس کے نظرثانی شدہ دوسرے ایڈیشن ۱۸۰۳ء میں Essay on the Principle of Population میں آبادی اور زمینی وسائل کے عدم تناسب کا جو نظریہ پیش کیا تھا وہ علمی اور تحقیقی بحث سے قطع نظر بیسویں صدی کے امریکی اور یورپی پالیسی سازوں کے لیے اپنے استعماری اور نسل پرستانہ عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ اور جواز بن گیا ہے۔ تیسری دنیا کے کسی ایشیائی یا افریقی دانشور کی طرف سے یہ دعویٰ بادی النظر میں ترقی یافتہ دنیا کے خلاف اس کے تعصب اور غصے کا شاخسانہ نظر آتا ہے جو عام طور پر اپنی پسماندگی، غربت اور جہالت کو اپنی نااہلی کی وجہ سمجھنے کے بجائے ترقی یافتہ اور خوشحال قوموں کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ یہ بات اس پس منظر میں اور بھی زیادہ قرینِ قیاس نظر آتی ہے جب دنیا کے دانشوروں کی بظاہر اکثریت مالتھسی نظریہ آبادی کے زیرِ اثر بڑھتی ہوئی آبادی کو اس دنیا کی بقا اور خوشحالی کے لیے سب سے بڑا خطرہ گردانتی ہے بلکہ آبادی اور وسائل کے تناسب کا یہ نظریہ ان کے ایمان کا حصہ بن چکا ہے۔

مالتھس نے اس وقت کے انگلستان کے گرتے ہوئے معیارِ زندگی کا سبب تین عوامل کو ٹھہرایا تھا: (الف) کثرتِ آبادی، (ب) بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وسائل کی کمیابی اور (ج) نچلے طبقوں کی غیر ذمہ داری۔ اس کا حل اس نے یہ تجویز کیا تھا کہ نچلے طبقوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خاندان کا سائز محدود رکھنا چاہیے اور غریب لوگوں کو اتنے بچے پیدا نہیں کرنے چاہییں جن کی وہ پرورش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ پودوں اور جانوروں کی طرح انسانوں کی آبادی جس رفتار geomatrical ratio سے بڑھتی ہے، پیداوار کی شرح، جس میں اضافہ arthematical ratio سے ہوتا ہے، بہت دیر تک اس کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ اس کے خیال میں زلزلے، قحط، بیماری اور دیگر آفات جن میں بیک جنبش ہزاروں اور لاکھوں انسان لقمۂ اجل بن جاتے ہیں، آبادی اور وسائل میں توازن برقرار رکھنے کا ایک قدرتی ذریعہ ہیں۔ ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ چارلس ڈارون نے اپنی خودنوشت سوانح حیات (۱۸۷۶ء) میں مالتھسی نظریۂ آبادی سے اپنے ''نظریۂ ارتقاء'' کی تشکیل میں استفادے کا بھی اقرار کیا ہے۔ موجودہ دنیا میں دیکھا جائے تو یہی دونوں نظریات مغربی فکر و عمل کی بنیاد ہیں۔

لیکن اس سارے معاملے کو ایک اور زاویے سے بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جس زاویے سے زیر نظر کتاب کی مؤلفہ الزبتھ لیاگن نے اس کا جائزہ لیا ہے۔ اس سے اس نظریے کے عملی دنیا میں استعمال کا وہ پہلو سامنے آتا ہے جو قوموں اور انسانوں کی بقا کی جدوجہد بالکل مخالف سمت سے شروع کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ یقیناً اس حوالے سے یہ کتاب بہت سے لوگوں کے خیالات کو اتھل پتھل کر دینے اور بہت سے مغربی نظریہ ہائے علم پر ایمان رکھنے والے اذہان کو جھنجھوڑ دینے کا باعث بن سکتی ہے۔

اب تک آبادی منصوبہ بندی پر زیادہ تر بحث کم از کم مذہبی حلقوں میں (خواہ وہ مسلمان ہوں، عیسائی ہوں، یہودی یا کوئی اور) مذہبی، اخلاقی اور نظریاتی حوالوں سے ہوتی رہی ہے۔ لیکن لیاگن نے اس کتاب میں قطعاً غیر نظریاتی انداز میں اقوام متحدہ اور امریکہ کی ایجنسیوں کی تیار کردہ ہزاروں رپورٹوں اور دستاویزات کی بنیاد پر تحدید آبادی کی مہنگی مہمات اور پروگراموں کو ایک سوچی سمجھی سیاسی اور جنگی حکمت عملی اور بنیادی انسانی حقوق کی سنگین ترین خلاف ورزیاں قرار دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کے خیال میں آبادی کی بہبود اور انسانیت کی بھلائی کے نام پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے جو کروڑوں ڈالر اور بیش بہا انسانی و مادی وسائل پسماندہ قوموں اور ترقی پذیر ممالک میں بے دریغ خرچ کیے جا رہے ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف اپنے سیاسی تفوق اور معاشی بالادستی کو قائم رکھنا ہے۔لیاگن نے ثابت کیا ہے کہ گزشتہ دو/ تین صدیوں میں جس دوران مغربی یورپ اور امریکہ نے پائیدار ترقی اور خوشحالی کی منازل طے کی ہیں ان کی آبادی میں شرح اضافہ آج کے کچھ ترقی پذیر ممالک کی آبادی میں شرح اضافہ سے بھی زیادہ تھی۔اور ان کی اس ترقی میں بڑھتی آبادی اور افرادی قوت نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔مثلاً

۱۷۹۰ء اور ۱۸۴۰ء کے درمیان پچاس برسوں میں امریکی آبادی ۴ملین سے بڑھ کر اندازاً ۱۸ملین ہوئی۔یہ تقریباً پانچ گنا اضافہ ہے۔تین دہائیاں بعد یعنی ۱۸۷۰ء میں یہ آبادی مزید دوگنی سے بھی زیادہ یعنی ۳۸.۵ ملین تھی۔اگلے دس برسوں میں (۱۸۷۰ء اور ۱۸۸۰ء) کے درمیان ۳۷ فیصد اور اضافہ ہوا اور آبادی ۵۰ملین سے زیادہ ہوگئی۔صدی اختتام کو پہنچی تو امریکی آبادی ۷۶ملین تھی ـــــ یہ سو برسوں میں پندرہ گنا اضافہ ہے۔اس کے بعد ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۰ء کے درمیان چالیس سالوں میں امریکی آبادی میں شرح افزائش آج کے بہت سے ترقی پذیر ممالک سے اونچی تھی اور اس کے نتیجے میں مزید ۵۶ملین افراد کا اضافہ ہوا۔بیسویں صدی کے نصف اول کے دوران امریکہ میں آبادی کی اوسط شرح نمو ۳ فیصد تھی۔یہی وہ عرصہ ہے جب امریکہ نے اپنی پیداواریت (productivity) اور دنیا میں اپنے مقام و مرتبہ میں بے حد موثر اضافہ کیا۔دلچسپ بات یہ ہے کہ آبادی میں اضافہ کا معتدبہ حصہ، بالخصوص بعد کے سالوں میں، بیرونی آبادکاروں کی وجہ سے ہوا، اور کسی معاشرے کے لیے مقامی طور پر پیدا ہونے والوں کی نسبت باہر سے آنے والوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھپانا زیادہ مشکل ہوتا ہے''*۔

اس کتاب میں بہت سے مغربی مفکرین، پالیسی سازوں، حکومتی اہلکاروں، خفیہ ایجنسیوں کے ذمہ داران کی تحریر وتقریر اور سرکاری اجلاسوں کے نوٹس سے سینکڑوں ایسے اقتباسات پیش کیے گئے ہیں جن میں بعض نہایت معروف افراد نے نہایت سنجیدگی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے نسل پرستانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام رنگدار اقوام کم تر اہلیت اور اہمیت کی حامل ہیں اس کے باوجود خدشہ یہ ہے کہ وہ محض اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کے زور پر دنیا میں تسلط اور غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ رنگ دار اقوام کی اس بڑھتی ہوئی آبادی کا مقابلہ کرنے کے لیے امریکہ اور یورپ کا اپنی آبادی کو بڑھانا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ کیونکہ امریکہ اور یورپی اقوام مالتھسی نظریہ کے تحت خود اپنے ہی دام میں پھنس کر اپنی آبادی کی شرح خطرناک حد تک کم کر چکی ہیں اور نوبت اب یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عام یورپی اور امریکی فرد خاندان اور بچوں کے کسی جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں چاہتا اور "Enjoy thyself" کے معروف مغربی اصول کے تحت اپنی زندگی ذمہ داری سے پاک اور عیش وعشرت سے بھرپور گزارنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مغربی پالیسی سازوں کو اب یہی حل نظر آتا ہے کہ دوسرے خطے کے لوگوں کی آبادیاں بھی اس حد تک کم کر دی جائیں کہ کبھی ان کے مقابل آنے کا خطرہ پیدا نہ ہو سکے۔ اس کے لیے گزشتہ کئی دہائیوں سے ایک ہمہ پہلو مہم چلائی جا رہی ہے۔ علمی ونظریاتی سطح پر لٹریچر کی تیاری اور اشاعت، ابلاغی محاذ پر سرگرمی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی میدانوں میں آبادی کے حوالہ سے مطلوب پالیسی اقدامات اور ان اقدامات کے لیے بااثر حلقوں کی حمایت کا حصول اس ہمہ پہلو مہم کے اہم عنوانات ہیں۔ اور حکمت عملی یہ ہے کہ براہ راست بھی اور بالواسطہ طور پر عالمی اداروں کے ذریعہ بھی غربت کے خاتمہ، اقتصادی ترقی اور ماں اور بچے کی صحت جیسے پروگرامات کے پردے میں تحدید آبادی کی مہم کو کامیاب بنایا جائے۔ اس ضمن میں اگر ترغیب وتحریص سے کام نہ نکل سکے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ، جبر، زور زبردستی حتیٰ کہ ایٹمی اور کیمیائی جنگ کے بارے میں بھی سوچنے اور عمل کرنے کے لیے تیار رہا جائے۔ یہ بات بہت خوف ناک اور بظاہر نا قابل یقین ہے لیکن الزبتھ لیاگن نے اس مہم کے ان تمام پہلوؤں کی نشان دہی کرتے ہوئے اپنے دلائل کے لیے امریکہ، ورلڈ بنک اور دیگر عالمی اداروں کی دستاویزات کو بنیاد بنایا ہے جو نا قابل تردید ہیں۔

یہ کتاب (Excessive Force: Power, Politics, and Population Control) ۱۹۹۵ء میں واشنگٹن (امریکہ) سے ''انفارمیشن پراجیکٹ فار افریقہ'' کے تحت تحقیق و تدوین کے بعد شائع ہوئی ہے۔ ۱۹۹۶ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ اس منصوبہ پر کچھ افریقی امریکی صحافیوں نے کام شروع کیا تھا جسے بعد ازاں اس کی ضخامت اور اس کے لیے درکار محنت اور وسائل کے پیش نظر مذکورہ بالا ادارے کے تحت پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا۔

اصل انگریزی کتاب کے ضمیمہ جات میں مؤلفہ نے امریکہ اور اقوام متحدہ کی امدادی ایجنسیوں کی طرف سے مختلف ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی کے ایک سو ازتیس منصوبوں، ان کے مقاصد اور طریقہ کار کی تفصیلات دی ہیں، ان کے علاوہ وہ چوبیس بیشتر افریقی و دیگر ممالک میں امریکی امدادی ایجنسی ''یو ایس ایڈ'' کے خصوصی منصوبے ''آپشنز'' پراجیکٹ کے مقاصد، اقدامات، مختص رقوم، مطلوبہ نتائج وغیرہ کی تمام تفصیلات بھی ضمیمہ الف میں شامل ہیں۔ یہ تمام تکنیکی تفصیلات انگریزی کے ۲۰۲ صفحات پر محیط ہیں، جنہیں طوالت کے خوف اور عام قاری کی دلچسپی کے پیش نظر ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تاہم ان میں سے بیشتر کا حوالہ کتاب کے متن میں آ گیا ہے۔ زیادہ متجسس قاری اور محققین مکمل معلومات کے لیے انگریزی کتاب کے ضمیمہ جات سے رجوع کر سکتے ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اس کتاب کے اردو ترجمے اور اشاعت کی اجازت کے لیے انفارمیشن پراجیکٹ فار افریقہ کا ممنون ہے۔ خاص کر اس کی مؤلفہ الزبتھ لیاگن نے اس ترجمہ میں خاصی دلچسپی ظاہر کی ہے۔ آئی پی ایس اس سے پہلے بھی پاکستان کے حوالے سے ۱۹۹۳ء میں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع پر ایک کتابچہ (از محب الحق صاحبزادہ) شائع کر چکا ہے۔ ہمارے رفیق کار صاحبزادہ محب الحق نے اس کتاب کا ترجمہ بھی بے حد محنت اور دلچسپی کے ساتھ کیا ہے جس کے لیے وہ ہمارے شکریے اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اردو کتاب کی تدوین اور ٹیکنیکل ایڈیٹنگ کے لیے سید راشد بخاری اور تزئین و کمپوزنگ کے لیے مرزا لیاقت بیگ اور طاہر عباسی کا شکریہ بھی واجب ہے۔

خالد رحمٰن
ایگزیکٹو ڈائریکٹر
انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اسلام آباد
مئی ۲۰۰۲ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

الزبتھ لیاگن

بیرونی امداد کا اس سے زیادہ اہم پروگرام کیا ہوسکتا ہے کہ ہر بالغ انسان تک مانعات حمل (contraceptives) کی رسائی یقینی بنا دی جائے؟ لیکن بہت سے لوگوں کی نظر میں بنیادی انسانی ضروریات ایسی چیزیں ہیں جنہیں مانعات حمل پروگراموں پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے۔ مثلاً قحط زدہ آبادی کے لیے خوراک، بیمار یا زخمی کے لیے علاج، مہاجرین کے لیے پناہ گاہ، یا بے گھروں کے لیے سر چھپانے کی جگہ کی فراہمی ایسی ہی بنیادی انسانی ضرورتیں ہیں۔

اس کے باوجود ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومت اور اس کی ایجنسیوں کا اصرار ہے کہ ان بنیادی انسانی ضرورتوں پر ''تحدید آبادی'' کے پروگراموں کو فوقیت دی جانی چاہیے۔ ان ایجنسیوں میں ''ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی''، ''وزارت خارجہ''، ''وزارت دفاع''، ''سی آئی اے'' اور ان سب اداروں میں تعامل وارتباط کی ذمہ دار اعلیٰ ترین ایگزیکٹو باڈی یعنی ''قومی سلامتی کونسل'' شامل ہیں۔ اور یہ امریکی سرکاری ادارے اقوام متحدہ کے دور دور تک رسائی رکھنے والے اداروں، قرض دینے والے طاقتور عالمی اداروں، بے شمار نجی فاؤنڈیشنوں، ملٹی نیشنل کارپوریشنوں اور دنیا کے دوسرے صنعتی خطوں میں سیاسی لیڈروں کی روزافزوں تعداد کے ساتھ مل کر یہ سارا کام کر رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام آدمی کے خیال میں حمل کی تحدید (control) ایک قطعی نجی معاملہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ بہتوں کو اس بات سے کراہت ہوگی کہ لوگ کسی کی تولیدی صلاحیت (fertility) کے متعلق اسے لیکچر دیں۔ لیکن درحقیقت نجی معاملہ ہوتے ہوئے بھی، انسانی تناسل ایک سنگین سیاسی مکالمے کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر کھلے عام یہ اعلان کرتے پھرنا کہ ایک خاص گروہ یا آبادی دوسرے گروہ کی نسبت زیادہ بچے پیدا کر رہی ہے، صریحاً بے حسی اور اپنا فیصلہ ٹھونسنے کی تعصب پر مبنی کوشش ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ چونکہ بالآخر ہم سب نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے، اس لیے تولید ہی قوموں کے مستقبل کا فیصلہ کرتی ہے۔ یہی وہ اصل وجہ ہے کہ مغرب کے پالیسی ساز اس سوال میں اتنی غیر معمولی دلچسپی لے رہے ہیں۔

دنیا کے مختلف خطوں میں انسانی شرح پیدائش کا بہ غور جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ''اقوام کے مستقبل'' سے متعلق اور آبادی کے تناسب سے مختلف علاقوں کو حاصل شدہ فوائد میں بعض نہایت بامعنی تبدیلیاں وقوع پذیر ہونے والی ہیں۔

مثلاً بیسویں صدی کی ابتدا سے صنعتی ممالک میں شرح پیدائش معلوم تاریخ کی کم ترین سطح پر پہنچی ہوئی ہے۔ جبکہ دوسری طرف ترقی پذیر دنیا کے اکثر حصوں میں تولیدی صلاحیت کی اونچی سطح برقرار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی حلقہ بندی ایسے طریقوں سے تبدیل ہونے والی ہے جن کا عام تصور ذرا مشکل ہے۔ اس وقت کی صورت حال کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے جب دنیا کے نسلی اور گروہی تناسب میں ڈرامائی تبدیلیاں رونما ہوں گی ـــــ تبدیلی کے یہ رجحانات شمال اور جنوب میں طاقت کے توازن کا روپ کیا بنا دیں گے؟ آبادی کی تبدیلی کا دولت، وسائل اور ٹکنالوجی کی عالمی تقسیم پر کیا اثر ہوگا؟ ہمارے بچوں کو وراثت میں جو دنیا ملے گی، اس کا حکمران کون ہوگا؟

بے شک وہ دور لد گیا جب بین الاقوامی خاندانی منصوبہ بندی کا مطلب مطب ہائے صحت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام، تربیت دہندگان اور ضروری آلات اور دواؤں کی فراہمی تھا۔ آج کا آبادی منصوبہ بندی کا پروگرام، جو بڑی حد تک امریکی سی آئی اے کے خفیہ اطلاعاتی تجزیوں پر مبنی ہے، ۱۹۵۰ء کی دہائی کی انتہائی جارحانہ سیاسی جنگی مہمات کی سی وسعت اور خصوصیات کا حامل ہے۔ یہ پروگرام ہر لحاظ سے مکمل ہے کہ درپردہ ''مقامی'' محاذ بھی قائم ہیں، سیاسی فیصلوں پر اثر انداز ہونے کے لیے خفیہ ادائیگیاں بھی ہو رہی ہیں، برمحل (in-place) ایجنٹوں کی تقرری بھی ہوتی ہے، دانش وروں میں نفوذ بھی ہے، مخالفین کو خوفزدہ کرنے اور ڈانٹ ڈپٹ کا باقاعدہ انتظام ہے، فریب کارانہ رابطے ہیں، میڈیا میں عمل دخل ہے، دھمکیاں ہیں، اور مقرر اہداف اور الٹی میٹم ہیں۔

آئندہ صفحات میں بیرونی امداد کے امریکی پروگرام کی مختصر تاریخ کو بالخصوص اس پروگرام کے مقاصد اور جنوبی کرۂ ارض کی ابھرتی اقوام کے لیے اس کے لازمی نتائج کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر اُن آراء کا احاطہ کیا گیا ہے جو گزشتہ پچاس برسوں کے دوران مختلف سائنسدانوں، معلمین، ماہرین فن، فوجی اہل کاروں اور سیاسی زعماء نے بدلتی کثافت آبادی کی اہمیت کے متعلق پیش کیں۔ کتاب میں نظریات اور سیاسی تجزیہ سے آگے بڑھ کر آبادی پروگراموں پر حقیقی عمل درآمد کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ یوں اس کتاب میں پیش کردہ نتائج ممکن ہے بہت سوں کے لیے صدمے کا باعث ہوں۔

اس کام کے لیے کافی عرق ریز تحقیق کی ضرورت پڑی جو کئی برسوں پر محیط تھی اور جس کے لیے چار براعظموں کا سفر کرنا پڑا۔ تحقیق و تفتیش کے دوران بہت سی امریکی ایجنسیوں کے حضور فیڈرل ''فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ'' سے متعلق درخواستیں دینی پڑیں اور عملاً ہزارہا دستاویزات، رپورٹوں، جرائد اور کتب کی چھان بین کی گئی۔ ۱۹۹۰ء میں یہ ضخیم اور محنت طلب کام متعدد افراد کی تحویل سے لے کر ''انفارمیشن پراجیکٹ فار افریقہ'' کے باقاعدہ تفویض شدہ کام کے طور پر جاری رکھا گیا۔ یہ ادارہ صحافتی رپورٹروں کی ایک جمعیت ہے جس میں اشاعتی اور نشریاتی اداروں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق پیشہ ور صحافی اور مشیر شامل ہیں، جو علم وفن کے کئی میدانوں سے متعلق ہیں اور جن کی اکثریت کا تعلق کئی افریقی ممالک سے ہے۔

اس کتاب کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ اُن افراد پر تنقید کی جائے یا اُنھیں مطعون کیا جائے جو خاندانی منصوبہ بندی کی مہمات میں تو شریک ہیں لیکن جو اُس بین الاقوامی ''پاپولیشن اسٹیبلشمنٹ'' سے بہر طور متفق نہیں، نہ انہیں اُس کے اصل مقاصد کا بیشتر ادراک ہے، جو اس پورے پروگرام کی منصوبہ بندی کرتی اور اس کے لیے وسائل مہیا کرتی ہے۔ نہ ہی اس کتاب کی تالیف اُن لوگوں پر حملہ ہے جو خود مانع حمل طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔ بلکہ اس کا اصل مقصد مغرب میں رہنے والے اکثر لوگوں کے اس عام تصور کا جائزہ لینا ہے کہ دوسرے خطوں کے لوگوں کو اپنی تولیدی صلاحیت پر ''بند باندھنا چاہیے''، وہ بھی صرف اس لیے کہ وہ ثقافت، طبقہ، دینی وابستگی، طرز حیات یا سیاسی تشخص میں ''اینگلوسیکسن معیار'' سے مختلف ہیں۔ کتاب میں اس امر کا بالخصوص جائزہ لیا گیا ہے کہ جب ایک ''گروہ کی برتری'' کے تصور کو کھینچ تان کر عالمی سیاست کے اکھاڑے میں لا کھڑا کیا جائے جہاں یہ طاقت کسی وقت ملک گیری (conquest) کے ہتھیار کا روپ دھار لے، تو نتائج کتنے ہولناک ہو سکتے ہیں۔

انسانی آبادی کی شرح نمو (growth) آج کی دنیا کا سب سے اہم موضوع ہو سکتا ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ اکیسویں صدی کے اہم ترین واقعات بڑی حد تک اُن تبدیلیوں کی وجہ سے پیش آئیں جو مختلف گروہوں کی آبادیوں میں ظاہر ہوں گی۔ یقیناً آبادی کے یہ نئے ابھرتے رُجحانات ایک بالکل ''نئی دنیا'' کی تخلیق کا باعث ہوں گے، جس میں اقوام اور آبادیوں کے درمیان وسائل کی تقسیم کا نیا انتظام ضروری ہوگا۔ اسی طرح اشیاء اور محنت کی قدر (value) اور سیاسی قوت کی تقسیم بھی از سرِ نو مرتب کرنی ہوگی۔ مزید برآں یہ ترتیبِ نو ایک ایسی دنیا میں ہوگی جس میں رنگدار افراد کی آواز نسبتاً بلند آہنگ ہوگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ آبادیاتی رجحانات کے غیر معمولی سیاسی مضمرات کے تناظر میں دنیا بھر میں چلائی جانے والی تولیدی مداخلت (reproductive intervention) کی مہم حیرت انگیز اہمیت اختیار کر لیتی ہے۔ مقام، رنگ اور طبقہ سے قطع نظر دنیا کے سبھی لوگ اس عمل سے متاثر ہوتے ہیں۔ واشنگٹن، لندن اور نیویارک کے مضطرب منصوبہ ساز مغرب کے اثر و اقتدار کے اچانک زوال کے جو اندازے قائم کر رہے ہیں، ان کے علاوہ بھی بہت سے معاملات غور و فکر کے متقاضی ہیں۔ اس مکالمہ میں استعمار کا مسئلہ بھی زیر بحث آئے گا اور نام نہاد "تیسری دنیا" کی سوچی سمجھی محرومیوں کا تذکرہ بھی ہوگا۔ خاص طور پر یہ سوال کہ اس وقت کیا ہوگا اگر تحدید آبادی کے موجودہ پروگرام آج کے جاری جغرافیائی اور سیاسی ارتقائی تموج کو لگام دینے میں ناکام ہو جائیں۔

اس کتاب کے مؤلفین اور محققین کو پورا یقین ہے کہ بہت بڑے بڑے مفادات داؤ پر لگے ہوئے ہیں۔ یعنی یہ کہ دنیا کے سیاسی اداروں کا کنٹرول اور دنیا کی ساری دولت تک رسائی کسے حاصل ہو؟ چنانچہ کسی مرحلہ پر قتل عام (mass genocide) منظّم طور پر ایک حقیقی امکان کی صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ اگر یہی وہ آخری چارۂ کار رہے جسے مغربی منصوبہ ساز اختیار کرنے کا سوچ رہے ہیں تو پھر وہ یہ عمل بھی کر گزریں گے خواہ اس میں سمجھدار اور واقف حال لوگوں کی رائے شامل ہو یا نہ ہو۔

یہ کتاب جنوبی کرۂ ارض کی اُن اقوام کے لیے تیار کی گئی ہے جن کا یہ حق ہے کہ وہ حقائق اور کوائف اُن کے علم میں آئیں جنہیں اب تک حکومتوں نے بیشتر خفیہ رکھا اور انہیں پتہ چلے کہ ان کے متعلق کیا سوچا گیا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس کتاب کی وجہ تالیف یہ ہے کہ ہر شخص کو پس منظر کے وہ حقائق معلوم ہو جائیں جن کی اسے انسانیت کے مستقبل سے متعلق مناظرہ میں اپنا جائزہ اور مطلوبہ کردار بہ خوبی ادا کرنے کے قابل ہونے کے لیے اشد ضرورت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۱-

بیرونی ''امداد'' کی حقیقت-۱

استعمار سے محکوم اقوام کو جو سب سے بڑا نقصان پہنچا اسے اوراق تاریخ اور انسانوں [کے اذہان] سے محو کیا جا رہا ہے۔ جنگ ہو یا امن، استعماری نظام محکوم سے اس کا آزادانہ کردار، اپنی قسمت یا دنیا کے معاملات میں اس کا فیصلے کا اختیار اور ہر طرح کی ثقافتی اور سماجی ذمہ داری سلب کر لیتا ہے
---البرٹ میمی[1]

چونکہ ایک طاقت کی حتمی سلامتی کا مطلب باقی ساری طاقتوں کی حتمی غیر سلامتی ہے، اس لیے اس کا حصول صرف فتح سے ممکن ہے۔ جائز فیصلے سے ایسا کبھی نہیں ہوتا---ہنری کسنجر[2]

یہ توقع عبث ہے کہ دنیا کی طاقتور ترین فوجی اقوام ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہیں گی جب کہ دوسری اقوام محض افزائش نسل سے طاقت کا توازن بدل دیں---برٹرینڈ رسل[3]

زمانۂ قدیم ہی سے حکومتیں دوسری حکومتوں کی سرگرمیوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتی رہی ہیں۔ لیکن گزشتہ کچھ دہائیوں سے ایک قلیل تعداد کی دولت منداقوام کے ترقی پذیر ممالک کو سیاسی طور پر کنٹرول کرنے کے مواقع بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان اقدامات کے مضمرات بھی کافی زیادہ ہو گئے ہیں۔

---

1. Albert Memmi cited in Walter Rodney, *How Europe Underdeveloped Africa* (Washington, DC., 1982),225.
2. Henry Kissinger cited in John Stoessinger, *The Might of Nations: World Politics in Our Time*, rev. ed. (New York, 1965), 219.
3. Bertrand Russell, *Marriage and Morals* (London, 1985), 161.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی رسوخ کئی طرح سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اقتصادی ذریعہ ___ یعنی تجارت، قرض اور امداد کی راہ سے وسائل کی تخصیص اور تقسیم کو متاثر کرنا ___ شاید سب سے زیادہ رُوبہ کار طریقہ ہے جس کے ذریعے صنعتی ممالک ترقی پذیر ممالک پر ''اصلاح'' کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں۔ سفارت کاری کا بھی اہم کردار ہے اور یہ معاشی اقدامات کے پہلو بہ پہلو جاری رہتی ہے۔ اسی طرح [جدید] ذرائع ابلاغ کو بھی ان مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں وائس آف امریکہ جیسے بین الاقوامی نشریاتی اداروں سے لے کر ثقافتی اور تعلیمی مواد اور معلومات کے تجارتی بنیاد پر تبادلوں سمیت تمام طریقہ ہائے کار شامل ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خفیہ آپریشن یا فوجی اقدامات کر کے ایک قوم کسی دوسری قوم کو اپنی پسند کے لگے بندھے انداز میں ردعمل ظاہر کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

دوطرفہ امداد کی مسلمہ تعریف صرف اتنی ہے کہ ایک ملک یا حکومت کے وسائل دوسرے ملک کی طرف منتقل ہوں۔ لیکن رائج الوقت بیرونی امداد کا نظام محض اقتصادی پروگرام سے کچھ زیادہ ہو گیا ہے اور معاملہ اب یہ نہیں کہ ایک قوم کے فنڈ اور اشیاء، دوسری قوم کے استعمال میں آئیں۔ مغرب کم ترقی یافتہ اقوام کو جو اقتصادی ''امداد'' دیتا ہے اس کا زیادہ تر حصہ ''تکنیکی امداد'' کی شکل میں ہوتا ہے۔ ایسی امداد کے تحت وصول کنندہ ملک کو حقیقی اشیاء اور اموال تو کم ہی ملتی ہیں، زیادہ تر ایسی خدمات اور سرگرمیاں ہوتی ہیں جو خود امداد کرنے والے ملک نے ہی سرانجام دینی ہوتی ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدد وصول کرنے والے ملک کو ان خدمات کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ یہ بھی عام ہوتا ہے کہ ''امدادی'' پروگرام غریب ممالک میں ان کی مرضی یا علم کے بغیر جاری رہتے ہیں۔

مزید براں فنی اور مادی امداد سیاسی تبدیلی کا طاقتور ہتھیار بن چکی ہے۔ اب اکثر و بیشتر تکنیکی امداد کے پردے میں ایسے امور انجام دیے جاتے ہیں جن کے ایک سے زیادہ مقاصد ہو سکتے ہیں۔ امداد دہندہ ملک وصول کنندہ ملک سے رابطہ کے وقت پراجیکٹ میں دیئے گئے اہداف کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوری فوائد کی تفصیل بیان کرتا ہے لیکن ساتھ ہی بجٹ اخراجات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے قطعی مختلف نتائج کو بنیاد بناتا ہے۔

بیرونی امداد خواہ اقتصادی ہو، فوجی ہو یا اطلاعاتی اور ثقافتی پروگراموں کی طرح سماجی، اس کا ایک واضح اور غیر مبہم ہدف ہوتا ہے کہ ایک ایسی نظریاتی فضا پیدا کر دی جائے کہ وصول کنندہ اقوام کو مخصوص عقائد و ایمانیات کی طرف کھینچا جائے اور ان تک رسائی کی راہیں کھلی رہیں۔ کافی وقیع اور وزنی شہادتیں موجود ہیں کہ یہ بے جواز اور غیر قانونی مقاصد اس حقیقی مالی یا مادی مدد پر بہت بھاری ہوتے ہیں جو محتاج ممالک کسی بھی شکل میں وصول کر پاتے ہیں۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ''مددگار'' اقوام (donor nations) اور نام نہاد ''تیسری دنیا'' کے امداد حاصل کرنے والے ممالک کی سیاسی اور معاشی تاریخ کے وسیع فرق کو پیش نظر رکھا جائے۔ موخر الذکر صدیوں کے استحصال اور عدم استحکام کی بنا پر بیرونی اثرات کے لیے نرم چارہ بن چکے ہیں۔ ان کے لیے ناممکن ہوتا ہے کہ چالاکی اور پرکاری سے تیار کردہ اور قطعی غیر مقبول پروگراموں کو بھی رد کر سکیں۔

یہ بات عموماً تسلیم شدہ ہے کہ جنوبی خطے کی ''کم ترقی پذیری'' (under development) وہ عمل ہے جو اصل اور مکمل استعماریت سے صدیوں پہلے شروع ہو چکا تھا۔ یورپ نے سولھویں صدی عیسوی کے بعد جب تجارتی ایمپائر کھڑی کرنے کی کوشش شروع کی تو اس نے ایک ''مڈل مین'' یا آڑھتی کا نظام وضع کیا جو دوسروں کے اموال و اشیاء سے بے تحاشا نفع اندوزی کا ذریعہ بن سکے۔ مثلاً برصغیر کا تیارہ کردہ کپڑا بیچنے کے لیے افریقہ لے جایا گیا تو خود افریقی کپڑے نے انگلینڈ کی راہ لی۔ اس طرح انگریزوں کو نہ صرف خود اپنے تیار کردہ مال سے بہتر چیز ملی بلکہ انہیں وہ مالی مفاد بھی ملا جس سے وہ اپنی جہاز رانی کی قوت اور منفعت بڑھانے کے قابل ہوئے۔ اس نظام کا ایک اثر اس پیداواری نظام کی توڑ پھوڑ تھا جو پیدا کار (producing) ملکوں میں پہلے سے قائم تھا۔ جلد ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام یورپ نے اپنی ٹیکسٹائل مصنوعات کے لیے اُن منڈیوں کی راہ ڈھونڈنی شروع کر دی جو اصل اور قدیم پیدا کار تھیں۔ یوں ایسی تجارتی ترغیبات سامنے آئیں جو یورپی اقتصادیات کے حق میں تھیں۔ کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ اس عمل کے نتیجے میں غیر یورپی ممالک مجبور ہو گئے کہ وہ صرف خام مال مہیا کرتے رہیں اور آہستہ آہستہ صنعت وحرفت سے ہاتھ اٹھالیں۔ جیسے ماہر عمرانیات انجز ریڈمین (Anges Riedmann) کا کہنا ہے کہ:

> افریقی مزدور نے یورپ اور نئی دنیا (امریکہ) میں دولت پیدا کی۔ جواب میں افریقی آبادیوں کو برانڈی، جن، بندوقیں یا ایسی ہی تیار اشیاء ملیں جو نہ صرف بالقوۃ تباہ کن تھیں بلکہ جلد ہی خرچ ہو گئیں یا برت کر فرسودہ ہو گئیں جبکہ اُن سے پیداواریت یا ٹیکنالوجی کی پیش رفت کو کوئی تحریک نہ ملی[۴]۔

اس غیر متوازن اور یک رُخے تجارتی معاملے نے یورپ کو فالتو محاصل اکٹھا کرنے میں مدد دی۔ اس سے مزید نئی ٹیکنالوجی پیدا کی گئی جس سے توازن اور بھی یورپ کے حق میں ہو گیا۔ ''اٹھارہویں صدی کے آخر میں جب بیرونی تجارت سے حاصل شدہ منافع سے مزید سرمایہ کاری کی گئی تو انگلینڈ میں بڑی اہم ایجادات اور اختراعات سامنے آئیں''۔ یہ خیال والٹر روڈنی نے استعمار کے اثرات کے اپنے ایک معیاری مطالعہ میں ظاہر کیا۔ وہ لکھتا ہے:

> یقیناً نئی مشینری اس ابتدائی جمع شدہ مال کی عنایت ہے جس سے سرمایہ کاری کی گئی جبکہ یہ مال تجارت اور غلاموں کی فروخت سے حاصل ہوا۔ [مغرب کی] افریقی اور ہندوستانی تجارت نے برطانوی صنعت کو مستحکم کیا اور اس نے آگے اُن ممالک کی رہی سہی صنعت کو بھی پیس کر رکھ دیا جو آج ''نیم ترقی یافتہ'' کہلاتے ہیں[۵]۔

---

4. Agnes Riedmann, *Science that Colonizes: A Critique of Fertility Studies in Africa* (Philadelphia, 1993), 21-22.
5. Rodney, *How Europe Underdeveloped Africa*, 104.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درحقیقت یہ محکوم ممالک کے خام مال تک رسائی تھی جس نے ترقی یافتہ ممالک کی صنعتی ترقی کو ممکن بنایا اور اس نے بالآخر تجارت کو بھی کم کر دیا۔

انیسویں صدی کے آخر میں استعمار جیسے جیسے باقاعدہ آگے بڑھتا گیا تو محکوم ملکوں میں موجود ارزاں لیبر کا فائدہ اٹھانے کے لیے یورپی اقوام نے بیرونی صنعتی چوکیاں (out posts) قائم کر دیں۔ یہ ارزاں مزدور اور ہنرمند گزشتہ صدیوں میں مقامی صنعتوں کے زوال کے بعد فراوانی سے میسر تھے۔ جس طرح ریڈمین نے خیال ظاہر کیا ہے "نیم ترقی یافتہ" اقتصادیات کی تشکیل میں یہ آخری فیصلہ کن اقدام تھا:

> نوآبادیاتی دور سے پہلے کے لوہار نے کدال اور کھرپے بنائے، بولٹ اور گھنٹیاں ڈھالیں، زیورات تیار کیے اور بعد میں یورپی ہتھیاروں کی نقل میں چقماقی آتش زن بندوقیں تیار کیں۔ لیکن ۱۹۵۰ء کی دہائی میں فولاد کو مقامی سطح پر پگھلانے اور اُسے موڑنے جوڑنے کا سلسلہ بالکل غائب ہو چکا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ فولادی اشیا کی درآمد تھی۶۔

نوآبادیاتی استعمار کا جواب قومی آزادی کی صورت میں ہی دیا جا سکتا تھا لیکن حاکم قوتوں نے ایسی کسی خواہش اور کوشش کی بیخ کنی کے لیے وہ سب کچھ کیا جو اُن کے بس میں تھا۔ باقاعدہ سیاسی انتظام کے تحت وہ سارے شہری ادارے تباہ کر دیے گئے جنہیں صورت پذیر ہونے میں صدیاں لگی تھیں۔ ایک اجنبی طرز حکمرانی، نظام تعلیم اور ثقافت ٹھونسی گئی جس سے یورپی غلبے کا اظہار ہوتا تھا۔ جہاں بیرونی آقاؤں کو اپنی بڑی بستیاں قائم کرنا مشکل لگا (جیسے افریقہ کے اکثر حصوں میں)، وہاں پوری احتیاط سے مقامی نمائندوں کا جال پھیلایا گیا تاکہ اپنا انتظامی کنٹرول باقی رہے۔ مفتوح لیڈروں کو مجبور کیا گیا کہ مقام اختیار سے دست بردار ہو کر پنشن اور بے معنی خطابات پر اکتفا

---

6. Riedmann, *Science that Colonizes*, 21.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ جب اس عمل سے جائز مقتدرات (authorities) کو محکوم بیوروکریسی کی سطح پر اتار لیا گیا تو استعماری قوت کو موقع ملا کہ وہ کسی بھی رنگ کی قوم پرستی یا حق خود ارادیت کو بے معنی بنا کر رکھ دے۔ روڈنی کہتا ہے: ''اس [پنشن گیر یا خطاب یافتہ] گروہ کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے۔ یہ پوری طرح بکے ہوئے افریقی گروپ کی موجودگی ہی ہے جو 'نیم ترقی یافتگی' کی تعریف کی تکمیل کرتی ہے[8]''۔ بالآخر پنجۂ استعمار میں گرفتار اقوام کو کلی محتاجی کی سطح تک اتار لیا گیا۔ ایک اسکالر کے الفاظ میں کلی محتاجی کی اس صورت حال کو مستقلاً قائم رکھنے کے بڑے پختہ ارادے ہیں:

> روایتی معاشرے کی شکل اس حد تک بگاڑ کر رکھ دی گئی کہ پہچانی نہیں جاتی۔ اس کی آزادی سلب ہو چکی۔ اس کا بڑا کام اب یہی رہ گیا ہے کہ عالمی منڈی کے لیے شرائط کے تحت اشیاء تیار کرے۔ چونکہ اسے کنگال کیا جا چکا ہے اس لیے یہ شرائط اسے کسی بنیادی جدت (modernization) کے امکان سے محروم کر چکی ہیں۔ چنانچہ یہ روایتی سوسائٹی ترقی کی کسی درمیانی منزل پر بھی نہیں بلکہ ایک مکمل طور پر محتاج (dependent)، حاشیہ بردار ثانوی سوسائٹی ہے جس کا انجام ہے بند گلی اور اس طرح کسی ترقی پر کلی قدغن[9]۔

بدرجہ آخر وہ واقعات جو سولھویں سے بیسویں صدی عیسوی کے دوران ظہور پذیر ہوئے ایک نیم ترقی یافتہ ''تیسری دنیا'' سامنے لائے ایک ایسی تیسری دنیا جسے بالارادہ کسی حقیقی ترقی کے قابل چھوڑا ہی نہیں گیا۔ یقیناً آج کی ''تیسری دنیا'' کے دروازے ہر طرح کی بیرونی مداخلت کے لیے چوپٹ کھلے ہیں۔ اندریں حالات مغرب کی طرف سے دی جانے والی عصری ''تکنیکی امداد'' کو ماضی کے استحصال اور ان مددگاروں کا اپنے لیے بے پناہ سیاسی فوائد کے حصول کے تناظر

7. Ibid; 25.
8. Rodney, *How Europe Underdeveloped Africa*, 27.
9. Samir Amin cited in Riedmann, *Science that Colonizes*, 23.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دیکھا جانا چاہیے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اصحاب نظر اس سے پرے بھی بہت کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ اگلے صفحات کی بحث سے واضح ہو جائے گا کہ بیرونی امداد چند باہم مربوط نظریات کے مجموعہ سے تشکیل پاتی ہے۔ ان نظریات میں سفید نسل کی بالاتری کا تصور ہے، مشرق و مغرب کے درمیان برس ہا برس کی کشمکش ہے کہ دور پار کی آبادیوں پر کس کا اختیار چلے، اور صنعتی دنیا کے پالیسی سازوں کی یہ خواہش ہے کہ اُن کا اپنا اقتدار باقی اور محفوظ رہے جس کے لیے ان ممکنہ قوتوں کو دبا کر رکھنا ہے جن سے مسابقت یا ہمسری کا خدشہ موجود ہے۔

انہی وجوہات سے ۱۹۵۰ء کی دہائی کے اواخر میں واشنگٹن کا حلقہ اقتدار اُن نتائج و عواقب پر کھلی بحث کر رہا تھا جو افریقہ میں ''طاقت و اختیار کے مقامات سے سفید فام نسل کی قبل از وقت واپسی سے سامنے آتے[10]''۔ صدر آئزن ہاور کا ایک مشیر جس نے موجودہ دور میں امریکی بیرونی امداد کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا، اس امدادی پروگرام کا جواز یہ پیش کرتا ہے کہ مغربی لیڈر: ''جنگ، امن اور پارلیمانی امور کا زیادہ تجربہ رکھتے ہیں، بہ نسبت اُس جذباتی طور پر بے حد پرجوش افریقی، ایشیائی اور عرب عوام کے جو تعداد میں ہم سے زیادہ ہے[11]''۔ اور صدر جان ایف کینیڈی کے سیکرٹری امور خارجہ کو تشویش رہی: ''اگر تم اطراف (periphery) پر توجہ نہیں دیتے تو اُن میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ اور پہلی بات جو تمہارے علم میں آتی ہے وہ یہ کہ کنارہ ہی مرکز بن چکا ہوتا ہے[12]''۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ امدادی ترقیاتی سکیموں کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وصول کنندہ اقوام خود کفیل ہو جائیں۔ ان کی حیثیت صرف انتظامی نگرانی اور اقتصادی استیلا اور غلبہ کے لیے

---

10. Thomas J. Noer cited in Michael H. Hunt, *Ideology and U.S. Foreign Policy*, (New Haven, 1987), 165.
11. C. D. Jackson, quoted in Hunt, *Ideology and U.S Foreign Policy*, 164.
12. Secretary of State Dean Rusk at news conference, 4 May 1961, cited in Hunt, *Ideology and U.S Foreign Policy*, 152.

 www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہتھیار کی ہوتی ہے۔ بلکہ امریکی سرکاری رازدانوں کا موجودہ خیال یہ ہے (اگرچہ اس کا اظہار کم ہی ہوتا ہے) کہ ایک ترقی پذیر دنیا جسے امریکی امداد اور امریکی فنی مہارت کی حاجت نہ ہو: ''غیر محدود حد تک اس قابل ہوگی کہ وہ وسائل استعمال کرتی چلی جائے جن کی خود داخلی طور پر [امریکہ کے اندر] بے حد ضرورت ہوگی''[13]۔

شمال کی ''بڑی اقوام'' نے ترقی پذیر دنیا کے خلاف جو سیاسی اور معاشی ہتھیار پوری قوت سے استعمال کیے، اُن میں عملاً سب سے موثر، بلکہ سب سے زیادہ جابرانہ اور تحدیدی حربے یہی ''بیرونی امداد'' اور ''قرض کے پروگرام'' تھے۔ براہ راست فوجی اقدام کے برعکس روز روز کی مداخلت کے لیے موزوں ترین طریقہ ''امداد'' ہی کا ہے۔ اس سے امداد دہندہ کو ''بلند اخلاقی'' کی سند بھی حاصل رہتی ہے۔ وہ ''مشاورت'' کے پردہ میں ڈسپلن بیچتا ہے اور ''زبردستی'' کے نتائج کو ''اصلاح'' قرار دیتا ہے۔ یہ پروگرام جس درجہ کامیاب رہتا ہے یعنی امداد دہندہ کو جتنا زیادہ فائدہ حاصل ہوا تنا ہی اس پر عمل در آمد کم خرچ ہوتا ہے۔

آئندہ صفحات میں عصری ''تکنیکی امدادی پروگراموں'' کی مثالیں پیش کی گئی ہیں جن کا طے شدہ مقصد جمہوری اقدامات کو سبوتاژ کرنا ہے، غریبی میں اضافہ کرنا ہے، کرپشن بڑھانی ہے اور جھگڑے اور تصادم میں شدت لانا ہے۔ یہ حقیقت کہ ان سارے اقدامات کا ایک نتیجہ مستقبل کی آبادیوں کو متاثر کرنا ہے یہ ثابت کر رہا ہے کہ ان کا اصل محرک جذبہ عالمی قوت کے نظام کو بچانا اور قائم رکھنا ہے۔ اور گزشتہ پچاس برسوں کے دوران امریکی عمائدین آبادی کے رجحانات کو قابو میں رکھنے کے لیے جن غیر معمولی انتہاؤں تک گئے ہیں، وہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اس ایک مسئلہ کو کتنی زیادہ اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں۔

13. Hunt, *Ideology and U.S Foreign Policy*, 197.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیرونی ''امداد'' کی حقیقت-۲

جب سے بیرونی امداد کا سلسلہ شروع ہوا ہے، ہمارے ہر صدر نے بار بار اس فیصلے کا اظہار کیا کہ یہ امداد ریاست ہائے متحدہ کے قومی مفادات اور دنیا بھر میں کمیونسٹ کوششوں کی روک تھام کے لیے لازمی ہے --- بیرونی امداد کا پروگرام اُن بہت سے آلات (instruments) میں سے ایک ہے جو ہم اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک بھرپور طور پر استعمال کر سکتے ہیں اور آزاد دنیا کے دفاع اور اس کے مفادات کو بڑھانے کے لیے اس کا استعمال پوری قوت سے لازماً ہونا چاہیے --- (امریکی صدر کے نام رپورٹ، ۲۰ مارچ ۱۹۶۳ء)۱

ایک عظیم قوت کے ظہور کا انحصار اس امر واقعی پر ہے کہ اقوام کی اقتصادی (اور تکنیکی اور فوجی) قوت متوازی شرح سے نہیں بلکہ امتیازی (differential) فرق کے ساتھ بڑھے۔ یعنی نسبت باہمی سے بعض ریاستیں قوت حاصل کر رہی ہوں تو بعض کھو رہی ہوں --- کچھ وقت گزرنے پر مختلف ریاستوں کی طاقت کی شرح نمو کا یہ فرق پورے عالمی نظام میں قوت کی نئی تقسیم کا باعث بنتا ہے --- کرسٹوفر لین۲

سرکاری طور پر امریکی اقتصادی امداد کی ابتدا ۱۹۴۷ء میں مارشل پلان سے ہوئی۔ پروگرام کو یہ نام سیکرٹری آف سٹیٹ جارج مارشل کی وجہ سے ملا جنھوں نے یہ منصوبہ ترتیب دیا اور اسے روبہ

1. Committee to Strengthen The Security of the Free World. Report to the President of the United States. *The Scope and Distribution of United States Military and Economic Assistance Programs*. 20 March 1963: 1-2
2. Christopher Layne. "The Unipolar Illusion: Why New Great Powers Will Emerge". *International Security* 17. no. 4(Spring 1993): 10.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل لائے۔ پلان دوسری جنگ عظیم میں یورپ کے تباہ شدہ شہروں اور صنعتوں کی بحالی کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ اس تعمیرنو کا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ امریکہ کے بڑے اتحادیوں کی معاشیات کو تقویت دی جائے بلکہ انہیں سیاسی طور پر متاثر کرنا بھی تھا۔ اس ہمہ گیر یورپی امداد کا بنیادی جواز بالیقین یہ تھا کہ زعمائے مغرب کی وفاداری [سرمایہ دار] مغرب سے استوار رہے اور وہ کمیونزم کے دام میں آنے سے بچے رہیں۔ پیٹر کلووکوریسی اس بات کو اپنی عصری بین الاقوامی مسائل کی تاریخ میں واضح کرتا ہے:

> مارچ ۱۹۴۷ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے برطانیہ سے اس کا روایتی لیکن اب بہت مہنگا ہو جانے والا کردار اپنے ہاتھ میں لیا کہ روسیوں کو مشرقی بحیرۂ روم سے باہر رکھا جائے۔ [صدر] ٹرومین نے یونان اور ترکی کو امریکی چھتری مہیا کی اور جن ریاستوں کو کمیونزم کا خطرہ تھا انہیں مادی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ تین ماہ بعد ہی ریاست ہائے متحدہ نے مارشل پلان کا افتتاح کر دیا کہ یورپ کو مکمل اقتصادی تباہی سے بچایا جائے، ورنہ ڈر تھا کہ یہ پورا براعظم روسی قوت اور کمیونسٹ اکساہٹوں کے سامنے لاچار پڑا ہوگا[3]۔

اُس وقت مارشل پلان ایک نیا طریقہ اور جدت تھی جس کے ذریعہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سامنے اپنے سیاسی، اقتصادی اور سلامتی کے اہداف کا حصول پیش نظر تھا۔ اس کے مادی مقاصد ـــــ یعنی جنگ سے تباہ حال یورپی شہروں کی تعمیرنو ـــــ ایک مناسب وقت میں ہی حاصل ہو سکتے تھے لیکن یورپ میں اس نئے بیرونی امدادی پروگرام کے سیاسی اور نظریاتی اہداف اچھے خاصے موضوعی (subjective) تھے۔ ایک اعلیٰ سی آئی اے اہل کار نے اپنی یادداشتوں (مطبوعہ ۱۹۸۸ء) میں لکھا ہے:

---

3. Peter Calvocoressi, *World Politics Since Nineteen Fourty-Five*, 6th ed. (London, 1991), 14.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی آئی اے نے خود مغربی یورپ کے اندر ایک --- باقاعدہ پروگرام شروع کیا جو عملاً مارشل پلان ہی کا ایک خفیہ حصہ (covert annex) تھا۔ جنگ نے یورپ کے صنعتی ڈھانچے کو جتنا تباہ کیا تھا اُتنی ہی بربادی وہاں کی ثقافتی اور دانش ورانہ زندگی کی ہوئی تھی۔ [سی آئی اے کی] مالی معاونت اُن ثقافتی گروہوں کی حیاتِ نو کے لیے مخصوص تھی جو جنگ میں بچ گئے تھے۔ مطبوعات، اجتماعات اور کانگریسوں کو مالی اعانت (subsidy) دی گئی۔ مصنفین اور فن کاروں کی انفرادی مدد کی گئی۔ کتابوں کو ضمانت مہیا کی گئی، سفری وظیفے دیے گئے اور لیکچرز کے لیے دورے منظم کیے گئے۔ 'کانگریس آف کلچرل فریڈم' جیسے اداروں کی بنیاد رکھی گئی۔[4]

گو تعمیرِ نو کے کام کے تکمیل پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ساری سرگرمیاں ماند پڑتی گئیں لیکن پروگرام سے منسلک بعض نظریاتی امور طویل عرصے پر محیط تھے۔ انہی یادداشتوں میں مذکور ہے:

ان ابتدائی ایام میں ایک دُوررس کوشش کے پیشِ نظر ایک انتہائی کٹھن اور جانکسل ہدف تھا یعنی ''سرخ محاذوں'' کا برابری کی سطح پر مقابلہ کرنا۔ ان بین الاقوامی پیش کار تنظیموں کے وسیع سوویت سلسلہ کا مقابلہ، جن کا مقصد جمہوری بائیں بازو کو استعمار مخالف سوویت کیمپ میں لانا تھا --- ان پیشہ ورانہ اور سماجی گروپوں میں موجود غیر کمیونسٹ عناصر کو متبادل فورم مہیا کرنے کے لیے سی آئی اے نے بین الاقوامی تنظیمی پروگرام کے تحت جوابی محاذ قائم کیے۔ ان جمہوری محاذوں میں سے بعض تو جاندار اداروں کی شکل میں باقی رہے، باقی ختم ہو گئے۔[5]

---

4. Harry Rositzke, *The CIA's Secret Operations: Espionage, Counterespionage and Covert Action* (Westview Press, 1988), 158-159.
5. Ibid., 159.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض حوالوں سے ترقی پذیر دنیا کے لیے بیرونی امداد کا پروگرام مارشل پلان کی توسیع تھی لیکن کئی اہم تر حوالوں سے یہ بیرونی امداد، یورپ میں تعمیر نو پروگرام سے بنیادی طور پر قطعی مختلف تھی۔ جنوبی کرۂ ارض کی امداد ۱۹۴۹ء میں اس وقت شروع ہوئی جب صدر ہیری ٹرومین نے اپنے ''چار نکاتی پلان'' کا اعلان کیا۔ اس کا مقصد غریب اقوام کو ''تکنیکی امداد'' دے کر اپنا اتحادی اور حلیف بنانا تھا۔ تکنیکی امداد مہیا کرنے کا انداز اس طریقے سے یکسر مختلف تھا جو مارشل پلان کے تحت یورپ کے لیے وضع کیا گیا تھا۔ اس امر کے باوجود کہ جنگ عظیم کے بعد کی امریکی نوتعمیری کوششوں کے پہلو بہ پہلو نظریاتی اثرات پھیلانے کی مہم بھی جاری رہی لیکن کم از کم نظری طور پر یورپ کو دی جانے والی امداد اس انداز سے ترتیب دی گئی تھی کہ وصول کنندہ کو ''منصوبہ سازی اور عمل درآمد کی قابل لحاظ ذمہ داری'' بھی حاصل رہے۔ امریکی بیرونی مداخلت کی ایک ہمہ پہلو تاریخ میں مارشل پلان کی وضاحت یوں بیان کی گئی ہے:

> --- اس اصول سے قطعی مطابقت رکھتے ہوئے کہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں کم از کم مداخلت ہو، اس [پلان] نے امریکی صلاحیتوں کا بھی خیال رکھا۔ وسیع بیرونی امداد کے انتظام میں اس وقت واشنگٹن کے محدود تجربہ کے پیش نظر ریاست ہائے متحدہ کے لیے اس کے علاوہ اور کیا چارہ کار تھا کہ [امدادی پلان پر] عمل درآمد کا بیشتر کام یورپیوں کے ہاتھوں میں ہی رہنے دے[6]۔

مزید براں، یورپ کی تعمیر نو ایک ایسا ہدف تھا جس کا مدعا اور مفہوم متعین کرنا آسان تھا۔ اس کے صریح مقاصد تھے جن کا کم و بیش حصول ایک طے شدہ وقت اور ایک بڑی حد تک صحیح اخراجاتی تخمینوں کے اندر ممکن تھا۔ اس کے برعکس تکنیکی امداد نے تاریخی طور پر قطعی مبہم مقاصد پیش کیے۔ نیز جنوبی کرہ کے لیے وضع کردہ پروگرام نے کبھی یہ امید نہیں دلائی کہ وہ کیا واضح نتیجہ حاصل

6. John Lewis Gaddis, *Strategies of Containment: A Critical Appraisal of Postwar American National Security Policy*, Oxford University Press, 1982, P. 37

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا یا کوئی ایسا نتیجہ جو ایک ہدف کے حصول کے بعد سامنے آئے گا۔ بلکہ یہ ساری مہم روز اوّل سے امداد دہندہ ملک کو وصول کنندہ ملک میں مسلسل اور غیر مختتم مداخلت کا موقع دیتی تھی۔ وصول کنندہ ملک کو مغربی یورپ والا قابل قدر اتحادی کا سا مقام حاصل نہیں تھا۔ مقامی قیادت اور اہل کاروں کو امداد کنندہ ملک کی مقرر کردہ حدود کے اندر ہی ان امدادی پروگراموں پر عمل درآمد میں شریک کیا گیا۔

اس صورت حال میں، امریکی بیرونی امدادی کوشش نے روز افزوں ناخوشگوار شکلیں اختیار کیں۔ بعض اوقات اس امداد کے پردے میں خفیہ آپریشن کیے گئے، جیسے یورپ میں۔ اکثر یہ سرگرمیاں ''ترقیاتی امداد'' کے لبادے میں چھپا کر ہوتی رہی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— ۳ —

کٹھ پتلی حکمران اور حاشیہ نشین ریاستیں

> ہم کھل کر تو نہیں کہہ سکتے لیکن ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ افریقہ کے ''مردان آہن'' کا ہماری طرف ہونا ہماری ضرورت ہے۔ یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ جلد ہی افریقہ کا زیادہ بڑا حصہ آزاد ہو گا اور امریکہ کا یہ سوچنا نری سادگی ہو گی کہ افریقہ جمہوری ہو گا --- چونکہ افریقہ کے مضبوط افراد کو ساتھ رکھنا ہمارے لیے لازمی ہے، اس لیے شاید بعض ممالک میں ہمیں فوجی مردانِ آہن تیار کرنے ہوں گے تا کہ مزدور تنظیموں کی شکل میں کمیونسٹ کوششوں کا جواب دیا جا سکے۔ جناب صدر نے اس بات سے اتفاق کیا کہ افریقہ میں ایسے افراد تک رسائی کی کوشش ہمارے لیے مناسب رہے گی۔ --- صدر نے سٹانز سے پوچھا کہ آیا وہ افریقی براعظم کا دورہ کرنے کے بعد وہاں کے امور کا ماہر ہو چکا ہے؟ مسٹر سٹانز نے جواباً کہا کہ وہ ماہر ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن اس کا تاثر یہ ہے کہ بہت سے افریقی ابھی تک جنگلی ہیں (belonged in the trees) --- قومی سلامتی کونسل[۱]

درج بالا مکالمہ دنیا کے چند طاقتور ترین افراد کے درمیان ہوا۔ یہ وہی افراد ہیں جنہوں نے ترقی پذیر دنیا کے لیے امریکی خارجہ پالیسی کے خدوخال ایسے طریقوں سے تیار کرنے میں مدد دی

۱۔ ۱۴ جنوری ۱۹۶۰ء کے اس اجلاس کی کارروائی کا مکمل متن امریکی حکومت کے ''امریکہ کے بیرونی تعلقات'' ۱۹۵۸ء-۱۹۶۰ء، جلد ۱۵ (واشنگٹن) ص ۳-۷۴-۸۷ میں شائع ہوا ہے۔ ''مسٹر سٹانز'' کا حوالہ صدر آئزن ہاور کے بجٹ ڈائریکٹر موریس سٹانز کے لیے ہے۔ میٹنگ میں جو دوسرے اصحاب موجود تھے وہ یہ ہیں: قومی سلامتی کے مشیر اور سابقہ سربراہ ''سائیکالوجی اسٹریٹجی بورڈ'' گارڈن گرے، ڈائریکٹر سی آئی اے، ایلن ڈبلیو ڈلس، ڈپٹی ایگزیکٹو سیکرٹری برائے قومی سلامتی کونسل، ماریون ڈبلیو بوگز، انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ برائے سیاسی امور، لیونگسٹن ٹی مرچنٹ، سیکرٹری خزانہ، رابرٹ بی اینڈرسن، اور ڈپٹی سیکرٹری دفاع جیمز ایچ ڈگلس جونیئر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب بھی واضح موجود ہیں بلکہ بظاہر ان کی چھاپ مستقل ہے۔ یہ تجویز کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ افریقہ میں طاقتور افراد سے تعلق جوڑے اور طاقتور فوجی افراد تیار کرے رچرڈ نکسن نے پیش کی تھی جو تب امریکہ کے نائب صدر تھے اور ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۴ء صدر رہے۔ اُس وقت کے صدر مملکت ڈوائٹ آئزن ہاور نے کھل کر تسلیم کیا کہ 'آمر' سیاسی لحاظ سے مفید رہیں گے۔

اجلاس کے ایک مرحلہ پر سی آئی اے کے ڈائریکٹر ایلن ڈلس نے زور دیا ــــ اور یہ بات بوگز (Boggs) نے ریکارڈ کی جسے تب انتہائی خفیہ رکھا گیا ــــ کہ ایک ایسا طریقہ وضع کیا جائے کہ ان افراد کو ''صلہ و انعام ملے جن کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہو کہ وہ مقامی لیڈروں کو مشورے دیں''۔ نائب صدر نے اس میں اضافہ کیا کہ افریقہ میں بڑے گراں قدر کام انجام دیے جا سکتے ہیں اگر ''ہماری سفارتی نمائندگی کا معیار بہتر بنا لیا جائے [اور] اگر ہم سیاسی طور پر پرکار (sophisticated) سفارت کا وہاں بھیجیں[۲]''۔ گرے (Gray) نے گروپ کو بتایا کہ ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۳ء کے لیے بجٹ میں افریقہ کی اقتصادی امداد کی مد میں ۵ ملین ڈالر اور تکنیکی امداد کے لیے ۶ ملین ڈالر مختص کیے جا چکے ہیں۔ نائب صدر نکسن نے سوال اٹھایا کہ کیا یہ رقم کافی ہوگی۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے مرچنٹ نے جواب دیا کہ ''خصوصی تکنیکی امداد کے لیے ایک سپیشل افریقہ فنڈ مستقل بنیادوں پر قائم کرنے کا معاملہ زیر غور ہے جو ۱۹۶۱ء کے لیے باہم سلامتی کی قانون سازی (Mutual Security Legislation) کا حصہ ہوگا[۳]''۔ یہ ساری رقم اُن افراد کے ہاتھ میں تھی جو افریقہ پر فوجی آمریت کے ذریعہ تسلط کے ضمن میں پرجوش تھے اور جن کا یہ حوصلہ تھا کہ استہزائی طور پر افریقی عوام کو ''جنگلی'' قرار دیں۔

امریکی اقتصادی موجودگی --- بہ طور خاص بیرونی امداد اور تکنیکی امداد کی فراہمی --- کے

2. Ibid, 76

۳۔ ایضاً، صفحات ۷۶-۷۷ کے مطابق آئزن ہاور انتظامیہ کا ارادہ تھا کہ افریقہ فنڈ کے لیے ۲۵ ملین ڈالر زائد مانگ لے جس کا مقصد ''تکنیکی اور محدود متعلقہ امداد'' مہیا کرنا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمن میں ہمیشہ یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ [مقامی] عمائدین اور لیڈروں کے حوالے سے مطلوبہ عمل ابھارنے کا کس قدر موثر ذریعہ بنی یا اس نے کم ترقی یافتہ اقوام کو مخصوص پالیسی اختیار کرنے پر کس قدر مجبور کیا۔ اس امداد کے ذریعہ ایک اور مقصد بھی حاصل ہوتا رہا ہے جو [امریکی] خارجہ پالیسی کی تشکیل کے لیے ازحد لازمی ہے یعنی خفیہ معلومات اور کوائف اکٹھے کرنا۔

افریقہ میں آزادی کے شروع کے برسوں ہی سے خفیہ سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ بلکہ ۱۹۵۸ء کی ایک ابتدائی میٹنگ میں ایک ماہر نے ''قومی سلامتی کونسل'' کو مشورہ دیا کہ: ''صحارا کے جنوب کا افریقہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے[۴]''۔

بعد میں ۲۶ اگست ۱۹۵۸ء کی قومی سلامتی کونسل کی خفیہ رپورٹ میں شامل ایک تجزیہ وسائل کے معاملہ کو تفصیلاً لیتا ہے: ''صحارا کے جنوب میں افریقہ کی تزویراتی (strategic) قدر و قیمت بنیادی طور پر اس کا جغرافیائی محل وقوع ہے جو مشرق بعید کے لیے ہوائی اور سمندری راستوں کو آر پار کاٹتا ہے یا اس علاقے میں تزویراتی اہمیت کی حامل اشیاء (strategic materials) کی موجودگی ہے[۵]''۔

امریکی حکومت کی اعلیٰ ترین سطح کے لیے مذہب، قوم پرستی اور کثافت آبادی کے معاملات خصوصی دلچسپی کا باعث تھے۔ سیکرٹری آف سٹیٹ جان فاسٹر ڈلس کے نام ۱۹۵۸ء کی ایک یادداشت انتہائی بوجھل اور تکلیف دہ تفصیلات میں جا کر مذکورہ مسائل اور مغربی استعماری ارادوں میں تعلق قائم کرتی ہے۔:

سیاہ فام افریقیوں کے لیے اسلام کی اپیل قدرتی ہے --- اسلام کا نظم مواخاۃ حقیقی

---

4. Memorandum of Discussion at the 365th Meeting of the National Security Council, 8 May 1958, *Foreign Relations*, 1958-1960, 14.

5. National Security Council, "Statement of U.S. Policy Towards Africa South of the Sahara Prior to Calender Year 1960," NSC 5818 26 August 1958, reprinted in *Foreign Relations*, 1958-1960, 26.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے--- یہ افریقی عادات و رسوم اور توہمات تک میں ڈھل سکتا ہے اور یہ سفید فام یورپیوں کا مذہب نہیں --- مغربی افریقہ کے سبزہ زاروں اور صحرائی علاقوں میں ''محمڈن ازم'' کا ایک بہت بڑا جتھا موجود ہے۔ یہ آبادی زیادہ تر حامی (Hamitic) یا نیلوٹی (Nilotic) قبائل پر مشتمل ہے جو نسل، زبان، مذہب اور طور طریقوں میں ساحلی نیگروؤں سے شعوری طور پر مختلف ہیں۔ موریطانیہ، سینی گال اور فرانسیسی سوڈان سو فیصد مسلمان ہیں۔ جبکہ دوسرے علاقوں کے شمالی حصے بیشتر محمڈن ہیں۔ مثلاً نائیجیریا کی کل ۳۴ ملین ملکی آبادی میں سے ۱۶ ملین مسلمان ہیں۔ مغربی افریقہ کے ساحلی نیگروؤں کی روز افزوں تعداد اسلام قبول کر رہی ہے--- مشرقی ساحل پر وسیع اسلامی آبادیاں ہیں جو مصر سے چل کر زنجبار سے ہوتی ٹانگانیکا تک جاتی ہیں۔ جنوبی علاقوں کو چھوڑ کر باقی سوڈان، صومالی لوگ اور تقریباً آدھے حبشی (Ethiopians) مسلمان ہیں۶۔

آبادی سے متعلق یہ تفصیلی مشاہدات بے مقصد نہ تھے۔ فی الحقیقت خفیہ یادداشت اس تنبیہ پر اختتام پذیر ہوئی:

میرا خیال ہے ہمیں ایک اور سیاہ فام مہدی کے ظہور کے متعلق چوکنا رہنا چاہیے جس کا ایک اسلامی قومی حکومت میں یہ لوگ اتباع کریں گے۔ یہ ۲۵ سے ۳۰ ملین جنگجو لوگ ہیں۔ اگر ایسی کوئی تحریک سامنے آتی ہے تو یہ موریطانیہ سے کانگو تک سارے مغربی ساحل کے سیاسی ڈھانچے کو اتھل پتھل کر کے رکھ سکتی ہے۷۔

---

6. Holmes (Special Assistant to Secretary of State) to Secretary of State John Dulles Memorandum, 6 February 1958, *Foreign Relations* 1958-1960, 7-8.

۷۔ ایضاً۔ متن کے تحت ایک حاشیہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ مصنف (ہومز) کا اشارہ خاص طور پر محمد احمد ابن عبداللہ کی طرف تھا، جس نے: ''جون ۱۸۸۱ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور جس کے پیروکاروں نے بعد میں خرطوم پر قبضہ کر لیا تھا اور برطانوی جنرل جارج ''چائنیز'' گورڈن کو لڑائی کے دوران قتل کر دیا تھا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی تاریخ کے اس مرحلہ پر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سامنے اپنے مفادات بڑھانے کے چند ادھورے آپشن تھے۔ ظاہر ہے ایک بار آزادی حاصل کرنے کے بعد افریقی اقوام اپنے دروازے ایک استعماری قوت کے لیے بہ خوشی نہ کھولتے۔ جبکہ بہت سی نوآبادیاتی حکومتیں امریکی مداخلت کو ایک ناپسندیدہ مسابقت سمجھتی تھیں۔ حل یہ تھا کہ اس انداز سے نفوذ کیا جائے کہ امریکی حکومت کو اس عمل سے قدم بھر دور ہی رکھا جائے۔ جوہری طور پر اسی طرزِ عمل نے آج تک کی مغربی دخل اندازی کے لیے زمین ہموار کی۔

وہ ممکنہ راہیں اور ذرائع جو ذرا فاصلے پر رہ کر دخل اندازی کے لیے اختیار کیے گئے اور جن کا اس دور میں تیار کردہ دستاویزات میں ذکر ملتا ہے، اقوامِ متحدہ کی مختلف ایجنسیاں تھیں۔ ان میں بالخصوص ''اقتصادی کمیشن برائے افریقہ'' اور ''بین الاقوامی قرض دہندہ مالیاتی ادارے'' شامل تھے اس کی تشریح اس لائحہ عمل میں کی گئی تھی جو اس سارے عمل کو کوآرڈی نیٹ کرنے والے ادارے (Operations Coordinating Board) نے تیار کیا۔ یہ ادارہ ایک اونچے درجے کا یونٹ تھا جس کی ذمہ داری تھی کہ بیرونی دنیا میں پروپیگنڈا اور خفیہ کارروائیوں کی نگرانی کرے۸۔ ۱۹۵۸ء میں حکومت نے افریقہ کے لیے وزارت خارجہ کے ''کمیشن برائے تکنیکی تعاون'' کی ماتحتی میں ''باہم تعاون کی فاؤنڈیشن برائے افریقہ (ساؤتھ آف صحارا)'' کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ ایک ''انتہائی خفیہ'' مذاکراتی دستاویز میں بتایا گیا کہ ''نوآبادیات کو امداد'' اگر کثیر فریقی (multilateral) تنظیم کے فریم ورک میں پیش کی جائے تو یہ کم ناگوار اور ناپسندیدہ

۸۔ ''رپورٹ آف دی آپریشنز کوآرڈی نیٹنگ بورڈ، ۲۳ اپریل ۱۹۵۸ء''۔ فارن ریلیشنز'' ۱۹۵۸-۱۹۶۰ء میں بار دگر اشاعت، ۱۱۳، ایک اور اہم سٹڈی، جسے ۲۶ اگست ۱۹۵۸ء کی نیشنل سکیورٹی کونسل سٹڈی میں پالیسی اعلان کے طور پر شامل کیا گیا زیادہ تفصیل میں جا کر بتاتی ہے کہ کثیر فریقی اقتصادی اداروں کو کیسے استعمال کیا جائے۔ سٹڈی وضاحت کرتی ہے کہ انہیں ''مختلف دوطرفہ امدادی پروگراموں میں معقول ربط کی بنیاد'' کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دیکھیے: ''فارن ریلیشنز'' ۱۹۵۸-۱۹۶۰ء، ۲۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے گی کیونکہ اس کا انداز باہمی اشتراک کا ہوگا[9]۔ لیکن ''پرائیویٹ'' سرگرمیوں کی ترویج نے، جن میں سرمایہ کاری بھی شامل تھی، امریکی حکومت کو نادر موقع فراہم کر دیا کہ وہ براعظم میں اپنا عمل دخل روز افزوں بڑھائے لیکن اس طرح کہ نہ تو افریقیوں کو اعتراض کا موقع ملے اور نہ ہی یورپی نو آبادیاتی طاقتوں کو شک گزرے۔ ''قومی سلامتی کونسل'' کے ۱۹۵۸ء کے پالیسی ہدایت نامے میں کہا گیا کہ: ''ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو چاہیے کہ نجی بیرونی سرمایہ کاری کی راہ کی رکاوٹیں دور کرنے کی کوشش کرے اور نئے نئے راستے تلاش کرنے کی حوصلہ افزائی کرے تا کہ علاقے میں امریکی اور آزاد دنیا کی سرمایہ کاری کا سلسلہ جاری رہے[10]''۔ اسی طرح امریکی پالیسی سازوں نے افریقہ میں مشنری سرگرمیوں اور دوسری تعلیمی اور ثقافتی کوششوں پر زور دیا۔ ۷ اگست ۱۹۵۸ء کے ''قومی سلامتی کونسل مطالعہ[11]'' میں بتایا گیا کہ: ''مسٹر رینڈل نے اس یقین کا اظہار کیا کہ افریقہ میں مشنری تحریک کے طفیل امریکہ کے لیے بہت وسیع پیمانے پر خیر سگالی کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں''۔ اس کے تین ہفتے کے اندر ایک پالیسی مطالعہ میں ٹھوس سفارشات پیش کی گئیں۔ من جملہ:

> ایسے تعلیمی اور تربیتی پروگراموں کو خصوصی توجہ دیں جو علاقے میں مغربی تعلیم کے پروردہ (Western oriented) زعماء تیار کرے۔--- تعلیمی میدان میں نجی امریکی اداروں کے بڑھتے کردار کی حوصلہ افزائی کی جائے اور علاقے میں مزید مشنری سکول کھولے جائیں۔--- افریقی امور کی تربیت پا کر ماہر بننے والے امریکیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور انہیں مدد فراہم کی جائے[12]۔

افریقہ میں بیرونی اثرات کا پروگرام، اگرچہ دوسرے علاقوں کی بہ نسبت دیر سے شروع ہوا،

9. "U.S. Policy Toward Africa South of the Sahara Prior to Calender Year 1960." NSC 5719/1 memoranda to National Security Council from the Executive Secretary, 29 July, 5-6 August, 1958, reprinted in *Foreign Relations*, 1958-1960, 19.
10. NSC 5818, 26 August 1958, reprinted in *Foreign Relations*, 1958-1960, 35.
11. NSC 5719/ 1, 7 August 1958, reprinted in *Foreign Relations*, 1958-1960, 20.
12. NSC 58128, 26 August 1958, reprinted in *Foreign Relations*, 1958-1960, 36.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اُن سے مختلف نہ تھا۔ محتاج وصول کنندگان کے سامنے منصوبے یوں پیش ہوتے گویا یہ معقول اور منظّم ترقی کا ذریعہ ہوں گے۔ لیکن فی الحقیقت ان کا جواز صرف یہ امریکی تشویش تھی کہ علاقے میں ایک کم سے کم سطح کی امریکی اضافی قوت (leverage) موجود رہے۔ اقوام متحدہ میں امریکی مشن کے الفاظ میں اس موجودگی کا مقصد اس عام تباہی کو روکنا تھا ''جس کا سامنا ہمیں اس صورت میں کرنا ہوگا اگر سوویت کمیونزم کے قدم وہاں [افریقہ میں] جم گئے....''[۱۳]۔

مزید براں سوچ یہ تھی کہ ''حساس آپریشنوں'' پر کثیر فریقی پروگراموں کا نقاب پڑا رہے گا یا انہیں نجی سرگرمیاں قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ حد درجہ قابل اعتراض حرکتیں بھی ایسے خفیہ انداز سے ہوں گی کہ خود اُن کی موجودگی بھی پردۂ اخفا میں رہے گی۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں یہ پروگرام اپنی ارتقاء کے نئے مراحل میں داخل ہوا۔ اب مقاصد کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ انحصار کھلے کھلے دباؤ پر تھا۔

13. Telegram from the U.S. Mission at the United Nations to the Department of State. New York, 17 March, 1959, reprinted in *Foreign Relations*, 1958-1960, 43.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

–۴–

آبادی: عالمی اثر اور اختیار کا بڑا عامل

اگلی چند دہائیوں کی شرح آبادی کا رُجحان تقسیم آبادی میں جو اچانک اور عظیم تبدیلی لانے والا ہے اس کے نتیجہ میں دنیا کے سیاسی جغرافیہ کو نئی ترتیب ملنے والی ہے اور اس کے عمومی خدوخال کا اندازہ اب بھی ہو سکتا ہے۔ نوجوان قوتیں سامنے آئیں گی جن کی طاقت کا بیشتر انحصار اُن کی آبادی کے حجم اور اس سے پیدا شدہ تحرک (stimulus) پر ہوگا۔ پرانی قوتیں گھٹتی آبادی کے نتیجے میں اپنی چمک دمک کھو بیٹھیں گی ---جین کلاڈ چیسنائیس[1]

دنیا کی شرح آبادی کا اُن مقامی پُر تشدد واقعات اور بین الاقوامی مناقشوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ حصہ ہوگا جو امریکی مفادات کو بری طرح متاثر کریں گے۔ آبادی کی نمو (growth) بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کو سیاسی رنگ دینے میں بھی تقویت کا باعث ہوگی۔ اس سے [کم ترقی یافتہ ممالک کے] اس میلان اور پیش قدمی میں بھی اضافہ ہوگا کہ دولت اور بین الاقوامی امور میں اختیار کی از سرنو تقسیم ہو---"سنٹرل انٹیلی جنس ایجنسی (CIA)[2]

جنوبی کرۂ ارض میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی توجہ کئی طرح کے تزویراتی مفادات پر مرکوز ہے۔ مثلاً افریقہ میں اہم معدنی وسائل اور شرق اوسط کے تیل تک رسائی، امریکی سرمایہ کاری اور دوسرے مالی مفادات کا تحفظ، لاطینی امریکہ کی طرح دنیا کی بڑی عالمی آبی گزرگاہوں مثلاً سویز

1. Jean- Claude Chesnais, "The Africanization of Europe", *The American Enterprise 1*, no. 3 (May/ June 1990): 24.
2. Central Intelligence Agency, "Political Perspectives on Key Global Issues". March 1977 (declassified in part, January 1995), 4.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پانامہ نہروں کا استعمال اور بالخصوص ایشیا میں فوجی اڈوں کے ضمن میں معاہدات۔ ان سارے خدشات کا مرکزی نکتہ بہرحال صرف ایک ہے یعنی آبادی اور عالمی نظام پر اس کے اثرات۔ سادہ تر الفاظ میں چھوٹی آبادیوں کی نسبت بڑی آبادیوں کے لیے منظم ہوکر اپنی طاقت منوانا آسان ہوتا ہے۔ آبادی بڑھتی ہے تو اُسے اپنے قدرتی وسائل کی بھی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ اس کا اثر خام لوہے اور تیل وغیرہ جیسے برآمدی اموال کی قیمت پر پڑتا ہے جبکہ یہ اشیاء روایتی طور پر مغربی صنعتی برتری قائم کرنے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک دنیا کی پیداوار کا بڑا حصہ پیدا بھی کرتے ہیں اور صرف بھی کرتے ہیں اور اس طرح بین الاقوامی تجارت کے میدان میں اپنے آپ کو اقتصادی مسابقت کار بنادیتے ہیں۔ مزید یہ کہ یہ ترقی یافتہ ممالک بڑی بڑی فوجی قوتیں تشکیل دینے اور علاقائی (بلکہ عالمی) تنازعات پر چھا جانے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ غیر جمہوری ممالک میں بھی آبادی کے بڑے گروہ ہی اس قابل ہوتے ہیں کہ عوامی امور پر اثر انداز ہوں۔ گروپ یا قومی سطح پر طاقت کی اہمیت کا اظہار ذیل کے الفاظ میں کیا گیا ہے:

> سیاسیات کا تعلق قوت و اختیار میں تفوق (primacy) سے ہے۔ بین الاقوامی سیاست میں قوت کا مطلب ایک عامل (actor) کی دوسرے عامل کے طرزِ عمل کو متاثر کرنے کی اہلیت ہے خواہ دونوں طرف کا عامل حکومت ہو یا کوئی اور۔ بین الاقوامی برتری یا تفوق کا مفہوم یہ ہے کہ ایک حکومت یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ بہت سے دوسرے عاملین کے بہت سے امور و معاملات میں نسبتاً زیادہ اثر انداز ہو سکے ---قوت کی وہ مقدار جو ایک عامل کو حاصل ہے، وہ ہے: وزن کا کردار (فیصلہ سازی میں شمولیت کا درجہ)، میدان کار (scope - یعنی وہ قدریں جو متاثر ہوتی ہیں)، اور حلقۂ اثر (domain - لوگ جو متاثر ہوتے ہیں)۳۔

3. Samuel P. Huntington, "Why International Primacy Matters", *International Security* 17, no. 4 (Spring 1990): 68.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لفظوں میں، اس کا امکان زیادہ ہے کہ ایک بڑی آبادی کو چھوٹی آبادی پر کنٹرول حاصل ہو بہ نسبت اس کے کہ چھوٹی آبادی کو یہ طاقت حاصل ہو۔ یہی وجہ تھی کہ (امریکی) قومی سلامتی کونسل کی ابتدائی مطالعاتی کاوشوں میں مخصوص آبادیاتی گروپوں مثلاً افریقہ کی مسلم آبادی کے حجم کا بار بار تذکرہ ہوتا رہا ہے، اس لحاظ سے بھی کہ اصل تعداد کیا ہے اور یوں بھی کہ دوسروں سے اس کا تناسب کیا ہے۔ مثلاً یہی مطالعہ بتاتا ہے:

> طاقتور ہونا اور یہ کہ دوسروں کو بھی ایسا ہی لگے، بالیقین افراد اور اقوام کی خود توقیری (self-esteem) میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ قوت اپنے عامل کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ ماحول کو اپنی خواہش و مفاد کے روپ میں ڈھال دے۔ بالخصوص یہ مملکت کو اپنی سلامتی کی حفاظت کے قابل کرتی ہے اور اس سلامتی کو لاحق خطرات کو ٹالتی، موڑتی اور شکست دیتی ہے۔ قوت، ایک ریاست کو یہ موقع بھی فراہم کرتی ہے کہ اپنی قدریں دوسری اقوام میں رائج کی جائیں اور بین الاقوامی منظریوں ڈھالا جائے کہ اس طاقتور قوم کی قدروں کا عکاس ہو[4]۔

یہ دیکھتے ہوئے کہ شمال کے صنعتی ممالک میں شرح آبادی کم ترین سطح پر ہے جبکہ قریب قریب سبھی ترقی پذیر ممالک میں یہ شرح اونچی اٹھتی جارہی ہے، آبادی کا موضوع اور اس کا گروہی قوت سے تعلق امریکی حکومت اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے لیے باعث تشویش بن جاتا ہے۔ یہ رجحانات واضح طور پر بتاتے ہیں کہ بہت کم وقت میں عالمی آبادی کے توازن میں ڈرامائی تبدیلی آنے والی ہے۔ بلکہ ان خدشات کا اظہار شمال کے حلقوں میں زیادہ تواتر سے ہونے لگا ہے۔ فرانسیسی صدر یارک شیراک کے مشیر پئیر ے لیلوش کا کہنا ہے:

> اندازہ ہے کہ افریقی آبادی اگلے تیس برسوں میں تین گنا ہو جائے گی اور اندازاً ۶ ا ء

4. Ibid, 69-70.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلین تک پہنچ جائے گی۔ مزید یہ کہ شرق اوسط، وسطی ایشیا اور برصغیر ہند [و پاک] میں شدید غربت، دھما کہ خیز آبادیاتی صورت حال اور سیاسی عدم استحکام موجود ہے۔ مل ملا کران سب علاقوں کی آبادی تیس سالوں کے اندر قریباً ۴ بلین ہوگی، جبکہ اس کے قریب شمال میں [صرف] ۵۰۰ ملین سالخوردہ یورپین بیٹھے ہوں گے اور وہ بھی گھٹتی آبادی کے جھکڑ کی زد میں ۵۔

جامد یا زوال پذیر یورپی آبادی اور اس سے متصل جنوب میں انسانی پیدائش کی مسلسل بڑھتی ہوئی شرح نمو، مستقبل کے متعلق مسٹر لیلوش کے تصور سے زیادہ گنجلک ہے کہ فرانس میں ہر طرف ایشیائی اور افریقی چہروں کی بھرمار ہوگی، اجنبی مذاہب، بیرونی زبانیں اور انقلابی تصورات ہوں گے۔ دنیا کے انسانی حلقوں میں جو تبدیلیاں آتی ہیں اُن کا راست اثر سارے عالم میں سماجی فائدے اور مادی اشیا کی تقسیم پر پڑتا ہے۔ ایک مصنف کا بیان ہے:

قطع نظر اس کے کہ بہ حیثیت مجموعی کسی قوم کے اندر یا ساری دنیا میں کیا وقوع پذیر ہوتا ہے، ایک ایک گروپ یا قوم کی بڑھوتری یا شرح نمو کا انداز مختلف رہے گا۔ اس کا یہ بدیہی نتیجہ ہے کہ وقت کے ساتھ گروپوں اور اقوام کے آپس کے تعلقات میں تبدیلی آئے۔..... اگر ہم یہ حساب لگا سکیں کہ کسی بڑی سوسائٹی کے اندر اس کے ایک حصے لیکن منفرد اور ممتاز گروہ کا کیا کچھ داؤ پر لگا ہوا ہے تو یہ اندازہ بھی کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے مفاد کی حفاظت چاہے گا بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنا حصہ بڑھاتا جائے گا۔ ..... ہمیں صرف یہ یقین ہے کہ دوسرے گروہوں سے اس کے تعلقات میں فرق پڑے گا اور یہ آبادیوں [کے حجم] میں پیدا ہونے والے فرق کی نسبت سے ہوگا۶''۔

5. Pierre Lellouche.: "France in Search of Security", *Foreign Affairs 72*, no. 2 (Spring 1993): 123-124.
6. Neil W. Chamberlain, *Beyond Malthus: Population and Power* (New York-London, 1970), 11-12.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی سطح پر تبدیلیوں کے ظہور سے پہلے ہی اس کا امکان ہے کہ خود ممالک کے اندر یہ ایسی تبدیلیوں کا باعث ہوں جن کا آگے چل کر بین الاقوامی سیاسی ماحول پر اثر ہوگا۔ ایک معاصر مصنف شرق اوسط اور جنوبی افریقہ کی مثالیں دے کر نسلی گروہوں کے خوف کی نشان دہی کرتا ہے کہ: ''جیسے ڈارون کے نظریہ کے مطابق [بقاء کی] جدوجہد میں ہوتا ہے کہ تیزی سے بڑھنے والی انواع (species) جامد یا گھٹتی ہوئی آبادی میں چپکے سے نفوذ کرتے کرتے بالآخر اسے پوری طرح مغلوب کر لیتی ہیں[7]۔''

> اسرائیل کے اندیشے کہ اس کی اپنی [پھیلائی ہوئی] سرحدات کے اندر عرب آبادی یہودیوں کی بہ نسبت زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے، لبنان میں عیسائی اور مسلم آبادی کا تناسب (مسلمانوں کے حق میں) تبدیل ہونا، اور کوبیک [کینیڈا] اور فجی جیسے دور دراز خطوں میں تناؤ اور خدشات ہمیں گھٹتی آبادیوں کے سیاسی مضمرات کی یاد دلاتے ہیں۔ --- انسان کو حیرت ہوتی ہے کہ جب جنوبی افریقی حکومت نے نسلی امتیاز کی پالیسی ترک کرنے کا فیصلہ کیا تو اس پر سفید آبادی کے سکڑتے ہوئے حجم کا کتنا اثر تھا جو ۱۹۵۱ء میں ملکی آبادی کا پانچواں حصہ اور ۱۹۸۰ء کی دہائی کی ابتدا میں ساتواں حصہ رہ گئی تھی اور ۲۰۲۰ء میں اندازاً کل آبادی کا نواں یا گیارہواں حصہ ہوگی[8]۔

اس سلسلہ میں امریکی پالیسی سازوں کا خوف یہ نہیں ہے کہ ان ممالک کے لیڈر بدلتی آبادیوں کے تناظر میں مقامی معاملات میں مختلف موقف اختیار کر لیں گے۔ بلکہ خوف یہ ہے کہ خود یہ آبادیاں ''انتہا پسند'' ہو جائیں گی۔ یا جیسے سی آئی اے کی ۱۹۸۴ء کی ایک رپورٹ کے الفاظ ہیں:

''اپوزیشن عناصر کی چابکدستی اور سازباز کا شکار ہو جائیں گی[9]۔''

7. Paul Kennedy, *Preparing for the Twenty-First Century*, (New York 1993), 40.
8. Ibid.
9. Central Intelligence Agency, Directorate of Intellegence, *CIA Views on Third World Population Issues*, 11 June 1984 (declassified, January 1995), 5.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی کے متعلق سی آئی اے کا اندازہ اس نصیحت کے ساتھ شروع ہوتا ہے: ''بدلتی آبادی اور اس کا دباؤ تیسری دنیا میں سیاسی عدم استحکام کے بنیادی فیصلہ کن عوامل ہیں۔ اور یہ بات امریکی مفادات کے لیے حد درجہ اہم ہے[10]''۔ یہ رپورٹ زیادہ بارآور (high fertility) معاشروں کی چار خصوصیات بیان کرتی ہے: نوجوانوں کی زیادہ بڑی تعداد، سرحدات سے باہر نقل مکانی، مدنیت (urbanization)، اور بدلتی نسلی تشکیل (ethnic structurs) یہ سب مل کر ''حکومت کے لیے خطرات سے پُر بدامنی پیدا کر سکتے ہیں[11]''۔ سی آئی اے مزید کہتی ہے کہ ترقی پذیر دنیا میں نوجوانوں کا اثر و غلبہ بالخصوص بہت اہم مسئلہ ہے کیونکہ نو عمر لوگوں میں یہ رجحان ہوتا ہے کہ ''انتہا پسند سیاستدان یا مذہبی جنگجو انہیں اپنی صفوں میں بھرتی کر لیں[12]'' بہت سے محققین کے خیال میں یہ ''نوجوان عامل'' اتنا ہی اہم ہے جتنا خود پوری آبادی کا حجم:

> ایک بڑھتی ہوئی آبادی کا نوجوان طبقہ تبدیلی کے لیے دباؤ ڈالنے میں بڑا کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس طبقہ کا تعلق اُن گروہوں سے ہے جو عموماً غیر متوازن طور پر نقصان میں رہتے ہیں۔ موجود ہیئت مقتدرہ میں ان کا بہت کم حصہ ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تصوراتی اور زیادہ بے چین ہوتے ہیں۔ ان کا تناسب ایک مستحکم یا بڑھتی شرح نمو والی آبادی میں روز افزوں ہوتا ہے۔ کل آبادی کے تناسب سے نوجوانوں کی تعداد اور کثافت ایک اشارہ ہو سکتا ہے کہ تبدیلی کے لیے دباؤ کی قوت کیا ہوگی[13]۔

''لاطینی امریکہ میں آبادی کی بڑھوتری اور امریکی قومی سلامتی'' (*Population Growth in Latin America and U.S. National Security*) نامی کتاب

---

10. Ibid., 1.
11. Ibid.
12. Ibid., 2.
13. Chamberlain, *Beyond Malthus*, 54-55.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹۸۶ء) زیادہ کھل کر بات کرتی ہے:

> قریب قریب سبھی لاطینی امریکی ممالک میں آدھی آبادی ۱۸ برس سے کم عمر کی ہے۔ بعض ممالک میں آدھی آبادی ۱۵ برس سے بھی کم عمر ہے۔ ان دم بخود کر دینے والے اعداد کی وجہ یقیناً مسلسل اونچی شرح پیدائش ہے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ نوزائیدہ اور کم سن بچوں کی دیکھ بھال اور حفظان صحت کے بہتر اقدامات بھی شامل ہیں۔ سیاسیات اور خارجہ امور پر ان اعداد و شمار کے مضمرات بے حد زیادہ ہیں[14]۔

مصنفین کا یہ بھی خیال ہے کہ اس صورت حال کا ایک ممکنہ شاخسانہ یہ ہو سکتا ہے کہ "دنگا فساد اور انقلابی سرگرمیاں ہوں، سیاسی نظم میں اکھاڑ پچھاڑ ہو اور آخر کار جنگ ہو، خانہ جنگی یا بین الاقوامی جنگ"[15]۔

اسی نظریہ کے مطابق جب ایک بار حکومتوں کے لیے یہ پُر خطر عناصر مختلف اقوام میں اتنی قوت اور اعتبار حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ قومی پالیسیوں کی تشکیل نو منوا سکیں (اور ان کا امریکی مفادات کے خلاف ہونا صاف ظاہر ہے) تو نئے بلاک اور صف بندی ہونے لگے گی۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں "تیسری دنیا" کی آبادی کی نمو پرانے نظام کی بقا کے لیے خطرہ بنتی ہے کیونکہ یہ مقابلے کے نئے تصورات ابھارتی اور نئی سامنے آنے والی اقوام کی نسبتی قوت میں اضافہ کرتی ہے۔ آبادی سے متعلق ایک مطبوعہ تحریر جو جنگ عظیم دوم سے پہلے اور بعد یکساں مقبول تھی آبادی اور مقتدرہ کے تعلق کو درج ذیل الفاظ میں واضح کرتی ہے:

> یہاں دعویٰ اور نظریہ یہ ہے کہ مختلف اقوام میں آبادی کی بدلتی ہوئی شرح افزائش کا نتیجہ اُن اقوام کو میسر وسائل پر آبادیوں کے دباؤ میں تبدیلیوں کا باعث ہوتا ہے۔

14. Haward J. Wiarda and Ieda Siqueira Wiarda, "Population, Internal Unrest and U.S. Security in Latin America", in *Population Growth in Latin America and U.S. National Security* ed. John Saunders (Westchester, MA., 1986), 161.
15. Ibid, 159.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے جیسے یہ بدلتے دباؤ زیادہ سے زیادہ محسوس ہوتے ہیں ان کا لازمی نتیجہ تند و تیز ہاتھا پائی ہوگا تا کہ ایسے نئے انتظامات ٹھونسے جائیں جو بڑھتی آبادیوں کے حق میں ہوں۔ مزید یہ کہ جو تناؤ اور کشاکش کی صورتیں پیدا ہوں گی وہ ان اقوام اور آبادیوں کی صنعتی قوت میں اضافے کے ساتھ ساتھ مہیب تر ہوتی جائیں گی۔ اس ہیبت میں اضافہ اُن کی سیاسی تنظیم سے بھی ہوگا کیونکہ یہ نظم انہیں متحدہ حرکت و عمل کے قابل بنائے گا تا کہ وہ دنیا کے وسائل میں زیادہ بڑے حصہ کے لیے اپنے وہ مطالبات بہ قوت منوا سکیں جنہیں وہ جائز اور منصفانہ سمجھتے ہیں[16]۔

بہ الفاظ دگر ــــ پورے جنوبی کرہ میں قومی آبادیاں شمالی کرّہ کی بہ نسبت بہت زیادہ تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہیں اور یہ بڑھوتری ایسے وقت ہو رہی ہے جب یہ علاقے صنعت اور ٹیکنالوجی میں جدیدیت (modrenization) کے دہانے پر ہیں۔ ترقی اور عددی غلبہ و قوت اُن کی یہ صلاحیت یقینی بنا رہی ہیں کہ وہ پرانی طاقتوں کو چیلنج کریں۔ ایک اور مصنف یوں تشریح کرتا ہے:

> یہ بات عام طور پر معلوم ہے کہ جو ممالک فی الوقت صنعتی عمل سے گزر رہے ہیں وہیں افزائش آبادی کی رفتار بھی بہت تیز ہے۔ یہ حقیقت جسے ''آبادیاتی مرحلہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے ایک قوم کی طاقت کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔ صنعتی پیش رفت آبادی میں اضافے کا سبب بنتی ہے اور یہ زیادہ آبادی مزید صنعتی پھیلاؤ کا ذریعہ بن سکتی ہے[17]۔

چنانچہ یہ امر قطعاً باعث حیرت نہیں کہ خوشحال اقوام کی دی ہوئی ترقیاتی امداد ــــ اور بے دلی سے تسلیم کیا گیا تحدید آبادی کا ''اصلاحی'' پروگرام جو ترقیاتی امداد جواباً خریدتی ہے ــــ دولت و

16. Warren S. Thompson, *Population Problems*, 4th ed. (New York, 1953), 349.
17 John G. Stoessinger, *The Might of Nations: World Politics in our Time*, rev. ed. (New York, 1965), 20.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثروت میں حسب وعدہ اضافہ کرنے میں بُری طرح ناکام رہے ہیں۔ فی الاصل امداد دینے والے ممالک کو ایسی کوئی دلچسپی نہیں کہ جنوب کی اقوام اقتصادی ترقی کرتی ہیں۔ انہیں زیادہ تشویش ان اقوام کی بڑھتی آبادی سے ہے۔ یہ صورت حال مزید نکھر جاتی ہے اگر نو آبادیاتی دور سے پہلے اور اس کے دوران یورپ میں آبادی کی افزائش کو مدنظر رکھا جائے۔ پھر اس تاریخ کا موازنہ یہ دیکھتے ہوئے کہ موجودہ شرح افزائش کم ہے، مستقبل کے امکانات سے کیا جائے:

> یہ یورپ کا صنعتی انقلاب تھا جس نے اس کے پہلو بہ پہلو آبادی کے عظیم اضافہ کو سہارا دیے رکھا اور رسل و رسائل اور فوجی اسلحہ کی ترقی یافتہ شکل پیدا کی اور اس طرح براعظم کو باقی دنیا پر ہلہ بولنے پر اکسایا۔ ۱۸۴۶ء اور ۱۸۹۰ء کے دوران یورپ سے نقل مکانی کرنے والوں کی اوسط سالانہ تعداد ۳۷۷۰۰۰ تھی۔ لیکن ۱۸۹۱ء اور ۱۹۱۰ء کے عرصہ میں یہ اوسط تعداد ۹۱۱۰۰۰ سالانہ کو جا پہنچی۔ درحقیقت ۱۸۴۶ء سے ۱۹۳۰ء کے عرصے میں پانچ کروڑ سے زیادہ یورپی نئی زندگی کی تلاش میں سمندر پار گئے۔ چونکہ خود یورپ کے اندر بھی اس عرصہ میں آبادی بڑھ رہی تھی اس لیے دنیا میں اس کی آبادی کا تناسب بتدریج بڑھتا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق 'قفقازی آبادی سن ۱۸۰۰ء میں نوع انسانی کا ۲۲ فیصد تھی اور ۱۹۳۰ء میں ۳۵ فیصد'۔ یہ تھی وہ آبادیاتی بنیاد اس [منظر] کی جسے بعد ازاں 'مغربیت کا عالمی انقلاب' کا نام ملنا تھا۔ قطع نظر اس کے کہ باقی دنیا کو یہ بات پسند تھی یا نہ تھی وہ مجبور تھی کہ مغربی انسان کی توسیع، اس کی پالیسیوں، تصورات اور اقتصادیات کو قبول کیا جائے۔ ان میں سے بہت سی آبادیاں تو یورپی آبادکاروں (immigrants) کے راست سیاسی کنٹرول میں آ گئیں ۱۸۔

18. Kennedy, *Perparing for the Twenty-First Century*, 42. The author's quotes are attributed to C.M. Cipolla, *The Economic Survey of World Population* (Harmondsworth, Middlesex, 1978) and Theodore H. Von Laue, *The World Revolution of Westernization* (New York-Oxford, 1987).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ چند دہائیوں میں بہت سے مقالے لکھے گئے ہیں جو صنعتی دنیا میں تولیدی صلاحیت (fertility) کی کمی کا ذکر کرتے ہیں جو وبا کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ یہ معاملہ باقاعدہ جماعتوں (panels) اور کمشنوں کا مطالعاتی موضوع، بعض ممالک میں ولادت افزا (pro natalist) قانون سازی اور مختلف سرکاری اداروں کی گہری تحقیقی کاوشوں کا عنوان بن چکا ہے۔ جوہری طور پر بہت سے مغربی ممالک میں شرح پیدائش ان [کم ترین] سطحات پر ہے جن کی تاریخ میں کوئی مثال موجود نہیں۔ مثلاً جرمنی کی کل تولیدی شرح ۱٫۳ کی سطح تک گر گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک جرمن جوڑا اوسطاً بہ مشکل ایک بچے سے زیادہ پیدا کر پائے گا۔ سادہ لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ نسل کے ۲ افراد کی جگہ لینے کے لیے اگلی نسل میں ۱٫۳ افراد ہوں گے۔ یہ ایک نسل کی آبادی میں ۳۵ فیصد حقیقی کمی ہے۔ اٹلی میں تولیدی صلاحیت ۱٫۵ تک اتر آئی ہے۔ قریب قریب پورے مغربی یورپ میں آبادی کی شرح پیدائش ایسی سطح پر ہے کہ کہیں بھی ایک جوڑے کی جگہ لینے کے لیے دو بچے نہیں ہوں گے۔ بلکہ یورپ کی تولیدی صلاحیت بہ حیثیت مجموعی صرف ۱٫۶ فیصد ہے۔

آبادی کے ان رجحانات کی اہمیت سی آئی اے اور امریکی خارجہ پالیسی کی تشکیل و تنفیذ سے متعلق دوسرے اداروں کی نگاہ سے اوجھل نہیں۔ ''نوجوانوں کی قلت'' [19] نامی رپورٹ میں سی آئی اے یہ خدشہ ظاہر کرتی ہے کہ: ''مغربی ملکوں میں مزدوروں کی تعداد میں شدید اور امکانی طور پر بہت زیادہ کمی'' واقع ہو سکتی ہے، اگست ۱۹۹۰ء میں شائع شدہ یہ رپورٹ وضاحت کرتی ہے کہ ''نوجوانوں کی قلت'' تب واقع ہوتی ہے جب ۱۵ سے ۲۴ برس کی عمر کی آبادی کل ملکی آبادی کے ۱۵ تا ۲۰ فیصد تک ہو یا کم ہو جائے۔ رپورٹ کے مطابق اس عمر والوں کی ''خصوصی اہمیت'' ہے کیونکہ

19. Central Intelligene Agency, *Youth Deficits: An Emerging Population Problem August 1990 (Unclassified); reprinted in Population and Development Review* 16 no. 4 (December 1990): 801-807.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ لوگ ہیں جو نئی کام کرنے والی قوت بنتے ہیں۔ سی آئی اے میں موجود ماہرین کہتے ہیں:

آبادی کا رجحان پتہ دے رہا ہے کہ نیا عمرانی (social) تناؤ دنیا کے کئی ممالک میں شروع ہونے والا ہے۔ یعنی آبادی کا ایسا ڈھانچہ اور ترتیب جس میں نوجوانوں کی تعداد غیر معمولی اور بے مثل طور پر کم ہوگی۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی کی ابتدا سے سبھی ترقی یافتہ ممالک میں ایک خاتون کے ہاں بچوں کی جو اوسط تعداد پیدا ہوئی ہے وہ اس تعداد سے کم ہے جو آبادی کو موجودہ سطح پر رکھ سکے۔ کم تولیدی کیفیت کا جاری رہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ نومولود بچوں کا ہر نیا جتھا چھوٹا ہوگا۔ اس کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ آبادی میں نوجوانوں کی تعداد نسبتاً کم ہوگی ۲۰۔

سی آئی اے کا تجزیہ ہے کہ ۱۹۸۰ء میں ۵ملین سے زیادہ آبادی کا کوئی بھی ملک ایسا نہ تھا جسے نوجوانوں کی کمی کا سامنا ہو۔ لیکن ۱۹۸۵ء تک ۷ اقوام اس درجہ میں اتر آئی تھیں۔ دہائی ختم ہونے سے پہلے ۹ مزید ممالک اس کیٹیگری میں شامل ہو چکے تھے۔ رپورٹ مزید کہتی ہے:

گزشتہ دو دہائیوں میں پیدائش اطفال کی جو تعداد رہی اس کی بنا پر ہمارا اندازہ ہے کہ سال ۲۰۱۰ء تک کم از کم ۲۹ ممالک میں نوجوانوں کی کمی ہوگی۔ ان میں تقریباً سبھی صنعتی ممالک اور بعض اہم ترقی پذیر ممالک شامل ہوں گے ۲۱۔

امریکی محکمہ دفاع میں قائم ''آفس آف دی ڈائرکٹر آف نیٹ اسسمنٹ'' (Office of the Director of Net Assessment) نے ۱۹۸۸ء میں مطالعات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا جن کا مقصد اسی مذکورہ حوالے سے تولیدی رجحانات کا جائزہ لینا تھا۔ ان میں یہ بات سامنے آئی کہ: ''اہم آبادیاتی حقیقت جو آج دنیا کو متاثر کر رہی ہے وہ عمومی طور پر آبادی کی [انسانی] عمروں کا انداز ہے۔'' اور یہ نتیجہ ہے، ''ماضی کی اونچی تولیدی شرح میں زوال اور اوسط

20. Ibid., 801-802.
21. Ibid., 802.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمروں (life expectancy) کے بڑھ جانے کا[22]"۔

ترقی یافتہ دنیا میں صورت حال زیادہ واضح ہے جہاں ۲۰۲۵ء میں اوسط درمیانی عمر قریباً ۳۹ ہوگی۔ اس کے مقابل ترقی پذیر دنیا میں یہ عدد ۳۰ ہوگا (جبکہ افریقہ کی طرح کے بعض علاقوں میں اس سے بھی کافی کم)۔ اوسط عمروں کے اس انداز کی اہمیت یہ حقیقت ہے کہ بڑھتی عمروں کا نتیجہ کم پیداواریت اور ممکنہ اقتصادی جمود ہوتا ہے۔ اس صورت حال میں کارکنوں کی بہ نسبت فارغ شدہ افراد (retirees) کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے جس کا مطلب ٹیکسوں اور سوشل سیکورٹی اخراجات میں اضافہ ہے۔ مسلح افواج کو زیادہ رقم اور زیادہ افراد کے حصول کے لیے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جبکہ آبادی کی پیداواری بنیاد سکڑنے کی وجہ سے رقم کم میسر ہوتی ہے[23]۔

یہاں پھر زیادہ اہم اور بنیادی مسئلہ خوشحال اقوام کا یک طرفہ زوال نہیں بلکہ زیادہ اہم شمال کی ''بوڑھی'' اقوام اور جنوب کی نئی ابھرتی اقوام کی افزائش کی متقابل شرحیں (comparative rates of growth) ہوتی ہیں۔ امریکی وزارت دفاع (پینٹاگان) کے اسی مطالعہ میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس [۲۰ویں] صدی کے بقیہ عرصہ اور اگلی صدی کی پہلی دہائی کے دوران بڑھنے والی آبادی کا پورا ۹۳ فیصد حصہ ترقی پذیر اقوام میں سامنے آئے گا جس سے اُن کی دنیا کی آبادی میں حصہ اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں ۸۰ فیصد سے زیادہ ہو جائے گا۔

آنے والے برسوں میں اہم ترین مسائل میں سے ایک یہ ہوگا کہ آبادیوں کے ضمن میں جو کچھ ظہور میں آئے گا اس کا دنیا بھر میں فوجی تنظیمات اور اُن کے حجم پر کیا اثر

22. Gregory D. Foster et al., "Global Demographic Trends to the Year 2010: Implications for U.S. Security", *The Washington Quarterly* 12, no. 2 (Spring 1989): 5-24.
متن کے تحت ایک نوٹ میں وضاحت ہے کہ مقالہ ایک وسیع رپورٹ کی تلخیص ہے، جس میں بعض حصے علی حالہ شامل ہیں، جو کمیشن آن انٹگریٹڈ لانگ ٹرم سٹرٹیجی'' کے لیے تیار کی گئی جو محکمہ دفاع کے ڈائرکٹر نیٹ اسسمنٹ کے ماتحت قائم ہے۔

23. Ibid., 6-7.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑتا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی ترقی یافتہ دنیا میں آبادیاتی عوامل کے ضمن میں جو خدشات ابھریں گے وہ اُن سے قطعاً مختلف ہوں گے جن کا سامنا ترقی پذیر دنیا کو ہوگا۔ گرتی ہوئی تولیدی شرح کی وجہ سے ریاست ہائے متحدہ اور اس کے نیٹو (NATO) کے اتحادیوں اور ایسے ہی سوویت یونین اور اس کے وارسا معاہدے کے حلیفوں کے لیے اپنی اپنی فوجی قوت موجودہ سطح پر برقرار رکھنا مشکل تر ہوتا جائے گا۔ اس کے مقابل بہت سے کم ترقی یافتہ ممالک (LDCs) میں غیر معمولی اونچی شرح تولید کے ساتھ ساتھ اگر اسی حساب سے روزگار کے مواقع پیدا نہ کیے جا سکے، تو بے روزگاری کا بہتر متبادل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ متاثرہ ممالک میں فوجی تنظیمات اور اداروں میں وسعت پیدا ہو۔ بہ الفاظ دگر جہاں مزدور قوت نیم بے روزگار (under employed) ہوگی وہاں فوجی اداروں کے لیے فطری تحریک پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ اندرونی یا بیرونی سلامتی کے مقاصد کے تحت غیر استعمال شدہ افرادی قوت کو کام میں لائیں'' ۲۴۔

فوجی محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ''اگلے برسوں میں جو تنازعات غالب رہیں گے وہ افرادی قوت کو کھپانے والے علاقائی تنازعات ہیں''۔ چنانچہ ترقی پذیر قومیں یقیناً اپنی شرح آبادی کے نتیجہ میں ''زیادہ قوت اور اثر'' کی مالک ہوں گی ۲۵۔

واشنگٹن کے سرکاری حلقوں میں اس آخری گھڑی (eleventh hour) کی مایوسی کا تاثر نمایاں طور پر ۱۹۸۸ء میں محکمہ دفاع کے ''خطرے کی گھنٹی بجانے والوں'' کی سفارشات ہیں کہ آبادی کی منصوبہ بندی کو وہی مقام اور اہمیت دی جائے جتنی نئے جنگی ہتھیاروں کے حصول کے نظام کو ملتی ہے:

24. Ibid., 6.
25. Ibid.,

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کی مشکلات اور غیر یقینی کیفیت تسلیم، لیکن اس ملک کے پالیسی سازوں اور تزویراتی منصوبہ بندی کرنے والوں کے لیے آنے والی دہائیوں میں سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہ ہوگا کہ وہ آبادی کے رجحانات، اسباب اور اثرات پر سنجیدہ توجہ دیں۔ ریاست ہائے متحدہ کو وسائل کی کمی کا سامنا شروع ہو گیا ہے۔ اب پہلے سے زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ کام کیے جائیں کہ قومی سلامتی پر خرچ ہونے والا ہر ڈالر زیادہ بڑی گونج پیدا کرے۔ یہ دعویٰ کرنا کہ دفاع پر اخراجات میں کمی لازماً تزویراتی ضعف اور ناتوانی لاتی ہے نری احمقانہ بات ہے۔ بلکہ پالیسی سازوں کے لیے لازمی ہے کہ واقعات اور حالات کے ظہور سے پہلے ان کا اندازہ لگا لیں۔ انہیں سیاسی تدبّر اور مہارت کا ہر وہ حربہ استعمال کرنا چاہیے جو دسترس میں ہو (ترقیاتی امداد اور آبادی کی منصوبہ بندی بھی اتنی ہی اہم ہے جتنا نیا اسلحہ بندی کا نظام)۔ مزید یہ کہ وہ اس مفروضے سے جان چھڑا لیں کہ خطرہ اپنی ہیئت کذائی (posture) کا خود فیصلہ کرتا ہے۔ اُنہیں آگے بڑھ کر اس شکل وصورت کا خود فیصلہ کرنا چاہیے جو درپیش خطرہ آخر کار اختیار کرتا ہے[۲۶]۔

کثافت آبادی میں جو تبدیلی واقع ہوگی وہ متوقع طور پر اُس اضافی برتری اور فائدہ مندی کو ختم کر دے گی جو ہر قابل تصور حوالے سے امیر اقوام کو حاصل ہے۔ البتہ عصری لٹریچر بتاتا ہے کہ چار شعبے ـــ ثقافت، نسل، اقتصادیات اور فوجی تفوق ـــ آبادی سے متعلق افراد اور اداروں (establishment) کے لیے زیادہ فکر وتردّد کا باعث ہیں۔ مستقبل میں یورپی ثقافت کو کس حد تک عالمی معیار کی حیثیت حاصل رہے گی یہ مسئلہ تجارتی کتابوں کا موضوع رہا ہے۔ جیسے ۱۹۸۷ء میں سامنے آنے والی کتاب ''قحط اطفال'' (*The Birth Dearth*) میں بن ویٹن برگ (Ben

26. Ibid., 24.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Wattenberg) جو ایک ذی اختیار ادارے "امریکن انٹر پرائز انسٹی ٹیوٹ" (واشنگٹن ڈی سی) سے متعلق اسکالر ہیں، یہ دلیل دیتے ہیں کہ:

> مغربی ثقافت کم و بیش چالیس سال پہلے جب دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی، ایک غالب ثقافت اور تہذیب تھی جبکہ مغرب کا حصہ دنیا کی آبادی میں قریباً ۲۲ فیصد تھا۔ آج ہمارا حصہ ۱۵ فیصد ہے اور ہم اب بھی غالب ہیں۔ [لیکن] اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ۲۰۲۵ء میں ہماری آبادی دنیا کی ۹ فیصد سے کم ہوگی۔ اور ۲۱۰۰ء میں ہم صرف ۵ فیصد ہوں گے۔

ان کا خیال ہے کہ ان حالات میں:

> یہ کہنا غیر حقیقت پسندانہ ہوگا کہ ہماری قدریں جوں کی توں باقی رہیں گی جبکہ ہماری تعداد کم، کم اور مزید کم ہوتی جائے گی اور ہماری اقتصادی اور فوجی قوت مسلسل رُو بہ زوال ہوگی۔ یہ مشکل ہوگا کہ حقیر اور کمزور پڑتی اقلیتیں (یعنی مغرب والے) دنیا میں قدروں کا آہنگ مرتب کر سکیں ۲۷۔

چنانچہ ویٹن برگ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ:

> اگر مغرب کی تولیدی صلاحیت اگلی دہائیوں میں واپس عوضی سطح (replacement) تک اٹھ بھی جائے، تب بھی تیسری دنیا کی آبادی آج کے مقابلے میں دنیا کی آبادی کا زیادہ بڑا حصہ ہوگی۔ اور تیسری دنیا کے یہی ممالک نسبتاً زیادہ خوشحال اور طاقتور بھی ہوں گے --- کیا ہم چینیوں، ہندوستانیوں، انڈونیشین، نائجیرین اور برازیلین کے متعلق مناسب علم رکھتے ہیں؟ کیا ہم ان کی زبانیں جانتے ہیں؟ کیا ہمیں اُن کی ثقافتوں کا پتہ ہے؟ ہمیں یہ سب معلوم ہونا چاہیے۔ یہی تو اگلی صدی کی .

---

27. Ben Wattenberg, *The Birth Dearth* (New York, 1987), 97-98.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادیاتی عظیم طاقتیں (super powers) ہیں [۲۸]۔

کچھ ایسے ہی خام اور جارحانہ وطن پرستی پر مبنی (chauvinistic) اندازے آبادیاتی ماہرین کے ہیں۔ یہ اُن اداروں سے منسلک افراد ہیں جو سرکاری معاہدات کے تحت ترقی پذیر ممالک میں مانع حمل طریقے عام کرنے پر مامور ہیں۔ سرد جنگ کی انتہا پر جان ڈی راک فیلر (سوم) کی تشکیل دی ہوئی ''پاپولیشن کونسل'' کو ''یوایس ایڈ'' (US AID) کی طرف سے کافی بڑی رقم بہ طور گرانٹ ملتی ہے، تاکہ وہ فیملی پلاننگ اطوار میں نفسیاتی - سماجی تحقیق کرے، نئے مانعات حمل کے ''کلینیکل ٹیسٹ'' (clinical tests) کرے اور پالیسی سازوں کے لیے ترقی پذیر دنیا میں رسائی کا اڈا ہو۔ ساتھ ہی وہ اقوام متحدہ اور کئی یورپی ممالک کی طرف سے آبادی اور خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق کئی سرگرمیوں کی مالی معاونت کرے۔ کونسل کے ''مرکز برائے پالیسی سٹڈیز'' نے مارچ ۱۹۸۲ء میں ایک ورکنگ پیپر شائع کیا۔ اس میں امیر اور غریب اقوام کے درمیان اُس ''واضح فرق'' کا جائزہ لیا گیا تھا ـــــ جو امیر اور غریب اقوام کے درمیان مشہود (observed) اور متوقع (anticipated) قومی اور علاقائی شروح افزائش میں پایا گیا۔ اس دستاویز میں تنبیہ کی گئی کہ:

> سست افزائشی اقوام کے نقطہ نظر سے عالمی آبادی کے نمو کا رُوپ ایک طویل مدتی تشویش کا واضح اشارہ ہے، اگرچہ اسے کھل کر بیان نہیں کیا گیا۔ نظریہ ارتقا کی دنیا میں اگر دو آبادیوں کی شرح نمو کا فرق برقرار رہے جبکہ دونوں ایک ہی ماحولیاتی جوف (niche) میں موجود ہوں تو انجام بالکل واضح ہے ـــــ بالآخر کم افزائشی آبادی کا مکمل خاتمہ اور تیز افزائشی آبادی کے لیے جگہ خالی کر دینا ـــــ چونکہ انسانی آبادی کی شرح افزائش سماجی توافق (adjustment) کے تحت ہوتی ہے اور شعوری

28. Ibid., 164.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدامات کے ذریعے نسبتی قدر و جسامت بدلے بھی جا سکتے ہیں، اس لیے یہاں حیاتیاتی (biological) اصول راست طور پر لاگو نہیں ہوتا۔ تاہم آبادیاتی وزن میں اضافی یا نسبتی تبدیلی بہت تیزی سے ظہور میں آ سکتی ہے اور اگر کوئی قیامت خیز واقعات نہ ہوں (جو یقیناً موجودہ رجحان ہی کو تقویت بھی دے سکتے ہیں) تو مذکورہ تبدیلی کو واپس پھیرا نہیں جا سکتا۲۹۔

اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جن گروہوں کی تولیدی شرح مسلسل نیچے رہی ہے (یعنی یورپی نسل کے افراد)، انہیں سمجھایا جا رہا ہے کہ ایشیائی، افریقی، عرب اور لاطینی امریکی قوموں کے ہاتھوں اُن کا 'مکمل صفایا' قضائے مبرم ہے۔ ہاں اگر شعوری کوشش کی جائے کہ یہ میلان اور روش بدلے، تب شاید ایسا نہ ہو۔

نسلی بقا کے اس موضوع گفتگو کے متوازی مراعات یافتہ کلاس کی لفاظی (rhetoric) کا ایک نمونہ ایک دوسرے گروپ سے وابستہ سرکاری کارندے کا ہے جو امریکی حکومت کی فوجی اور تحدید آبادی سے متعلق سرگرمیوں میں کئی طرح سے شریک ہے۔ فیلیس ٹی- پائیوٹرو (Phyllis T. Piotrow) جو جان ہاپکنز یونیورسٹی (بالٹی مور) میں ایک ممتاز نفسیاتی ''آپریشنز ٹاسک فورس'' کی سربراہ ہے، یہ رپورٹ دیتی ہے:

> جہاں باہم پیوست کچھ گروپ مختلف تولیدی شرحیں رکھتے ہوں تو جس گروپ کی فی کس آمدنی سب سے زیادہ اور اقتصادی قوت مضبوط ترین ہوتی ہے اُسی کی شرح تولید سب سے کم ہوتی ہے۔ ان حالات میں آبادی کی افزائش، سماجی اور سیاسی برتری، اقتصادی استحکام اور صورت حال کو جوں کا توں برقرار رکھنے کے ہدف کے لیے خطرہ بن جاتی ہے۔ یہ خطرہ بہ آسانی سیاسی شورش بن کر ابھر سکتا ہے۔ جب ایسا

29- Paul Demeny, "International Aspects of Population Policies", by the Population Council, Center for Policy Studies, Working Paper No. 80, New York, March 1982, 8.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے تو فوری اسباب بے شک سیاسی ہی نظر آئیں گے لیکن ان کی تہہ میں کارفرما اصل اسباب آبادیاتی ہی ہوتے ہیں۳۰۔

پائیوٹرو ایک ایسی ''تیسری دنیا'' کا تصور پیش کرتی ہے جو نقطۂ ابال پر ہے:

بڑھتی ہوئی بے چینی کی صورت حال میں، جسے مفلس و محتاج شہری اور دیہی آبادیوں کے نئے گروہ مزید بگاڑ رہے ہیں، [اس صورت حال میں خرابی کا ذمہ دار قرار دینے کے لیے] بیرونی (foreign) قربانی کے بکرے ڈھونڈ لانا کچھ مشکل نہ ہوگا، نہ خوشحال ملکوں کے خلاف سخت تنفر پھیلانے میں دقت ہوگی۔ مایوسی کا علاج یہ ہوگا کہ بیرونی مفادات کو نقصان پہنچایا جائے، کاروبار ضبط ہوں، بیرونی تاجر قیادت اغوا ہو، ہوائی جہاز ہائی جیک ہوں اور دوسری دہشت گرد کارروائیاں ہوں۳۱۔

اس ایقان کے ساتھ کہ ''خوشحال ممالک'' کی حفاظت [باقی دنیا میں] برتھ کنٹرول کے ذریعے ہی ممکن ہے، پائیوٹرو اس امر واقعی کا رونا روتی ہے کہ اگرچہ ورلڈ بنک کی یہ پالیسی کہ تحدید آبادی پر عمل ہو ''اُن بہت سے عوامل میں سے ہے --- جو قابل بھروسہ ہیں'' لیکن ''اس کی راہ میں کئی سیاسی اڑچنیں حائل ہیں۳۲''۔ مزید براں پائیوٹرو یہ اشارہ دیتی ہے کہ مالی ''ترغیبات'' صرف اُن محتاج جوڑوں کو دی جائیں جو فیملی پلاننگ قبول کریں۳۳۔

---

30. Phyllis T. Piotrow, "Population Policies for the 80s: Meeting the Crest of the Demographic Wave", in *Six Billion People: Demographic Dilemmas and World Politics*, ed. Georges Tapinos and Phyllis T. Piotrow, Council on Foreign Relations (New York, 1978), 143.
31. Ibid.
32. Ibid, 110-116.
انسٹی ٹیوٹ آف پولیٹیکل سٹڈیز (پیرس) میں اقتصادیات اور آبادیات کے پروفیسر اور پائیوٹرو کے معاون ایڈیٹر جارجز ٹاپی نوس اس پر اضافہ کرتے ہوئے تنبیہ کرتا ہے (کتاب مذکورہ کے صفحہ ۱۶ پر) کہ: ''اقتصادی اور سیاسی وسائل پر زیادہ سے زیادہ اختیار کے لیے کوشاں گروہوں کی اختلافی شرح پیدائش نسلی خود آگاہی کو بڑھاتی ہے اور اُس سیاسی لین دین کو اتھل پتھل کر دیتی ہے جو ان کے درمیان پہلے وقتوں میں طے پایا تھا۔''

33. Ibid., 110-116.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنا ہی معاندانہ اقوام متحدہ کی امداد حاصل کرنے والا واشنگٹن ڈی سی میں قائم ادارہ ''پاپولیشن انسٹی ٹیوٹ'' ہے جسے زیادہ آبادی سرطان لگتی ہے اور جو دنیا کے گرد صنعتی ممالک کی فوجی برتری کا راگ الاپ رہا ہے۔ گروپ نے ۱۹۸۹ء میں جو اختصاریہ (Briefing paper) تیار کیا اُس میں کہا گیا ہے کہ: ''سلامتی کا سب سے بڑا اور حاوی مسئلہ جو ۱۹۹۰ء کی دہائی اور اگلی صدی میں درپیش ہے اُس کا تعلق وسائل (resources) سے ہے، یا اس کوشش سے جو صنعتی دنیا کو ترقی پذیر دنیا سے ضروری لوازمہ کے حصول کے لیے کرنی پڑے گی''۔

امریکی سلامتی کے لیے زیادہ اہم مسئلہ جس کی شدت بڑھتی جائے گی، مناسب مقدار میں اُن تزویراتی اور فیصلہ کن (critical) اشیاء کی فراہمی ہوگی جو اقتصادی اور فوجی استعمال میں آتی ہیں۔ اگلی صدی کا اصل مقابلہ شمالی اور جنوبی خطوں کے درمیان وسائل کے حصول کے لیے ہوگا۔ مشرق اور مغرب کے روایتی جھگڑے نہیں ہوں گے[۳۴]''۔

یہی اشاعت اس حقیقت کا حوالہ دیتی ہے کہ امریکہ کو اپنی ''کوبالٹ'' کی بیشتر مقدار لازماً دو ممالک ـــــ زائر اور زیمبیا ـــــ سے منگانی ہے۔ ان دونوں ہی ممالک میں اگلے ۲۳ برس کے دوران آبادی دگنی ہو جائے گی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ: ''کم سے کم خدشہ یہ ہے کہ ہماری کوبالٹ کی زیادہ تر درآمد کا مستقبل غیر یقینی ہے[۳۵]''۔ یہی کچھ کولمبیم (columbium) کی درآمد کے لیے ''بڑھتے ہوئے خطرات سے پُر'' مستقبل کے متعلق بھی کہا جاتا ہے جو زیادہ تر برازیل، نائیجیریا اور تھائی لینڈ سے حاصل ہوتی ہے۔ کرومیم، مینگنیز اور پلاٹینم بھی جنوبی افریقہ اور برازیل جیسے علاقوں سے منگوانی پڑتی ہیں۔ یہ ترقی پذیر دنیا کے وہ گرم جغرافیائی مقامات ہیں جو مذکورہ رپورٹ کے خیال میں ''ناراض اور مایوس نوجوانوں کے جتھوں'' سے معمور ہیں[۳۶]۔

34. The Population Institute "Strategic and Critical Materials: The United States Precarions Future", *Towards the 21st Century*, Washington D.C., 1989. 2.
35. Ibid., 5.
36. Ibid., 1-7.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ اختصار یہ مزید بتاتا ہے کہ ترقی پذیر ممالک کی بڑھتی ہوئی آبادی نہ صرف قیمتی معدنی وسائل کے لیے مسابقت کا ماحول پیدا کرتی ہے بلکہ اُن کی توقعات (aspirations) امریکی پیش بینی (vision) سے اتنی مختلف اور متضاد ہیں کہ محض اُن کا موجود ہونا ہماری نیوکلیائی ہتھیار بندی کی ضرورت کو بڑھا دیتا ہے:

> اگر ترقی پذیر ممالک میں آبادی کی غیر محدود افزائش کی علامات میں سے ایک نمایاں علامت سیاسی، سماجی اور اقتصادی عدم استحکام بھی ہے، جیسے کہ امریکہ اور باہر کے دوسرے ماہرین کہہ رہے ہیں، تو مستقبل میں امریکی فوجی اور اقتصادی سلامتی کے لیے تزویراتی اور دیگر ضروری اشیاء کی ترسیل کا معاملہ بہت اہم ہو جاتا ہے۔[37]

رپورٹ اس اعلان پر ختم ہوتی ہے کہ وقت آ گیا ہے کہ ایک ''فیملی پلاننگ سرجیکل'' حملہ کیا جائے: ''ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور دنیا کی دوسری اقوام کو وہ چیز میسر ہے جو کسی سرطان زدہ وجود سے نبرد آزما میڈیکل ڈاکٹر کو میسر نہیں یعنی افراط آبادی (overpopulation) کے سرطان کے لیے تریاق[38]''۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ تحدید آبادی کی کوششوں کے ضمن میں وقت (timing) کے معاملے پر امریکہ میں کچھ سرکاری حلقے اور نجی ترغیب کار گروہ (lobby groups) ''کچھ کرو ورنہ مرو'' (do-or-die) کی سی عاجلانہ بحث میں الجھے ہوئے ہیں۔ واشنگٹن میں آبادی سے متعلق سب سے بڑی لابی ''پاپولیشن ایکشن انٹرنیشنل'' کا ایک کارندہ کہتا ہے:

> اگلی صدی کے نصف اول تک انسانی آبادیوں میں استحکام لانے کا آخری موقع یہی [۱۹۹۰ء کی] دہائی ہے کہ انسانی بنیادوں اور رضا کارانہ طریقوں سے موجودہ ۵ء۴

37. Ibid., 8.
38. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلین افراد ڈ گنے سے کچھ کم بڑھنے پائیں۔ یہ ہدف حاصل کرنے کے لیے بہت وسیع پیمانے پر اور فوری بین الاقوامی کوشش کی ضرورت ہے کہ ان فیملی پلاننگ اور ترقیاتی پروگراموں پر عمل درآمد ہو جن کے متعلق پتہ ہے کہ آبادی میں فوری کمی کا باعث ہوں گے[39]۔

''واشنگٹن ٹائمز'' میں کالم نگار کورڈ میئر (Cord Meyer) لکھتا ہے:

> کیا دنیا کی آبادی سال ۲۰۵۰ء میں آخرکار بہ مشکل قابل برداشت حد یعنی ۱۰ بلین پر پہنچ کر کچھ ٹھہر جائے گی؟ اس کا بہت کچھ انحصار اس امر پر ہے کہ صنعتی اقوام ترقی پذیر ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی کے لیے درکار فنڈ کس مناسب حد تک اور کتنی جلدی فراہم کرتے ہیں[40]۔

میئر، جو سی آئی اے کا سینئر اہل کار ہے اور جس کے ہاتھ میں کئی برس تک سی آئی اے کے لندن بیورو کی سربراہی رہی، کو پتہ ہے کہ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ ترقی یافتہ ممالک سے ''کافی اور فوری'' فنڈ کیسے حاصل ہوں گے۔ بلکہ سوال وصول کنندہ ملکوں کے لیڈروں کو قائل کرنے کا ہے کہ وہ آبادی سے متعلق پالیسیاں اپنائیں اور وہ طریقے اختیار کریں کہ مانعات حمل (contraceptives) عام لوگوں تک پہنچ جائیں۔ بلکہ سی آئی اے کے ڈائرکٹر کی طرف سے ۱۰ فروری ۱۹۷۵ء کو کانگریس کے سامنے جو شہادت پیش کی گئی، اُس میں یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ:

> مستقبل کا ایک مسئلہ جس میں امریکہ کو جان کھپانی ہوگی یہ ہے کہ اگر کم ترقی یافتہ ممالک (LDCs) خوراک یا زرعی ترقی کے کسی طویل مدتی پروگرام کے لیے امداد

---

39. Sharon L. Camp, "Population: The Critical Decade", *Foreign Policy 90* (Spring 1993): 126.

کیمپ ''پاپولیشن ایکشن انٹرنیشنل'' کا ایک ڈائرکٹر ہے۔ یہ ادارہ پہلے ''پاپولیشن کرائسس کمیٹی'' کہلاتا تھا۔

40. Cord Meyer "Warning to the West", *Washington Times*, 18 June 1993, F3.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا چاہیں تو ایک قابل عمل تحدید آبادی پروگرام لازمی شرط ہوگا[41]۔

سی آئی اے کی ایک اور نیم خفیہ رپورٹ یہ نتیجہ اخذ کرتی ہے کہ امریکہ اپنے تحدید آبادی کے ایجنڈا پر عمل درآمد کے لیے وقتی طور پر قیمتی ''استحکام'' کی قربانی دینے پر بھی تیار ہے:

''دنیا کی آبادی کی افزائش گھٹانے کے لیے طویل مدتی اہداف پر عمل درآمد کبھی کبھار لازماً ٹکراؤ کی صورت پیدا کرے گا مثلاً ایسی فوری ضرورت کہ بعض مسکین ممالک کے ساتھ موثر اور مستحکم تعلقات برقرار رکھنا متاثر ہوگا''[42]۔

41. Director of Central Intelligence Congressional Briefings "Food and Population Problems", 10 Feb., 1975.

(سی آئی اے نے فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ جنوری ۱۹۹۵ء کے ذریعہ جاری کیا)، ۵-اس سے ملتا جلتا بیان سی آئی اے کی ایک دوسری بریفنگ میں ۷ مئی ۱۹۷۷ء کو دیا گیا: ''امریکہ کو مستقبل کے جن مسائل کا سامنا ہے اُن میں شامل ہیں: (۱) مقامی قیمتوں پر بڑی مقدار میں خوراک کی برآمد کے اثرات کم کرنا، (۲) تنگی والے برسوں میں غریب اور امیر اقوام کے درمیان خوراک کی برآمد کی تقسیم کے قواعد وضع کرنا، (۳) یہ فیصلہ کرنا کہ خوراک اور مالی امداد کی ایک شرط متحرک تحدید آبادی کا پروگرام بھی ہوگا''۔

42. CIA, *Political Perspectives on Key Global Issues*, 4.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحدید آبادی کی پالیسی تشکیل:

اقوام متحدہ کی سرپرستی میں

سفید فام انسان آج طاقت کی چوٹی پر کھڑا ہے۔ ابتدا میں سبک رو اور نتیجہ خیزی میں سست گام یورپی تہذیب نے انسانوں میں سے ایک سفیدی مائل زرد اقلیت کو وہ فوجی، اقتصادی اور نظریاتی قوت دی کہ وہ دنیا پر چھا گئی۔ اگرچہ یورپی اور اُن کے اخلاف کبھی اکثریت میں نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنی تعداد خوب بڑھائی، یعنی ۱۶۵۰ء سے ۱۹۵۰ء تک کی تین صدیوں میں سات گنا سے بھی زیادہ۔ جبکہ اس عرصہ میں باقی دنیا کی آبادی کا اضافہ چار گنا سے کم رہا---کیتھرین اورگانسکی اور اے۔ ایف۔ کے اورگانسکی[1]

یورپ اور زیادہ عمومی طور پر صنعتی ممالک ایک پیچیدہ ارتقائی عمل کے درمیانی مرحلہ میں محسوس ہوتے ہیں--- اور تباہ کن آبادیاتی نتائج بالکل ممکن نظر آتے ہیں۔ پوری نوع انسانی یا کم از کم کچھ قومی آبادیوں کی قسمت اس عمل میں داؤ پر لگی ہوئی ہے---جین بورژوس پیچاٹ[2]

امریکی حکومت کو بڑے عرصے سے یہ احساس ہے کہ امداد وصول کرنے والے ممالک میں سرکاری کارندوں کا تعاون حاصل نہ ہو تو ہموار طور پر چلنے والے تحدید آبادی کے پروگرام ممکن

1. Katherine Organski and A. F. K. Organski, *Population and World Power* (New York, 1961), 85.
2. Jean Bourgeois-Pichat, "The Unprecedented Shortage of Births in Europe" (paper presented at conference "Below Replacement Fertility in Industrial Societies: Causes, Consequences, Policies", Stanford University, November 1985). Published as a supplement to *Population and Development Review* 12 (1986), 24-25.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ اور ان ممالک کے لیڈروں سے مذاکرات کے ذریعے ایسے رضا کارانہ معاہدات کہ وہ اپنے حلقہ ہائے نیابت (constituencies) کو بے آباد کر دیں ایک قطعی دُور پار کا امکان ہے۔ چنانچہ امریکہ اور دوسرے صنعتی ممالک نے پورے جنوب میں سربراہان مملکت اور اہم وزارتوں کا اشتراک عمل حاصل کرنے کا ایک طریقہ وضع کیا ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ مغرب کے اسلحہ خانوں میں دباؤ کے ہتھکنڈوں میں سے اہم ترین اس کی اثر اندازی کی وہ اہلیت ہے جو اسے بین الاقوامی اداروں مثلاً اقوام متحدہ، آئی ایم ایف، عالمی بنک، اور کئی علاقائی ترقیاتی بنکوں اور فنڈز پر حاصل ہے۔ ۱۹۴۰ء کی دہائی کے نصف تک ہی ــــ اور یہ وہ وقت ہے جب اقوام متحدہ کی بنیاد رکھی گئی اور ''بریٹن ووڈ (Brettonwood) کانفرنس نے آئی ایم ایف اور عالمی بنک کی تشکیل کی ــــ آبادیاتی تبدیلی ترقی یافتہ دنیا کے لیے ایک طویل مدتی سلامتی کا مسئلہ بن چکی تھی۔ سچ یہ ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ وہ دو ممالک ہیں جن کی ایما پر آبادی کا مسئلہ اقوام متحدہ کی ''پالیسی'' تحقیق کا موضوع ٹھہرا۔ اُس وقت بعض قومی زعماء آبادی کے مسائل کو کس زاویۂ نظر سے دیکھ رہے تھے، اُس پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال لینی مفید ہوگی۔

برطانیہ عظمیٰ کے شاہ جارج ششم نے ۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو ''رائل کمیشن آن پاپولیشن'' تشکیل دیا اور اُسے یہ کام سونپا کہ: ''برطانیہ میں موجود آبادی کے رجحانات کے متعلق حقائق کا جائزہ لے، یہ سوچے کہ اگر ضرورت ہو تو ملکی مفاد میں آبادی کے مستقبل کے رجحانات کو متاثر کرنے والے اقدامات کیا ہو سکتے ہیں، اور ضروری سفارشات پیش کرے[۳]۔ رائل کمیشن کی حتمی رپورٹ جون ۱۹۴۹ء میں جاری کی گئی۔ اس رپورٹ نے اس بات کی تصدیق کی، جسے بہت سے انگریز پہلے بھی جانتے تھے، کہ گزشتہ دہائیوں میں قومی آبادی کی شرح افزائش میں بے پایاں کمی آئی ہے۔ اور یہ کہ

---

3. Royal Commission on Population Report 1949.

ہز میجسٹی کے حکم پر ''رپورٹ'' جون ۱۹۴۹ء میں پارلیمنٹ میں پیش کی گئی۔ کمیشن کو تفویض اختیار کا فرمان ''رپورٹ'' کے صفحات (iii) اور (iv) پر درج ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرتی ہوئی تولیدی صلاحیت ''مغربی تہذیب کی حامل بہت سی اقوام کا مشترک بحران ہے، بلکہ فی الواقعی انہی اقوام تک محدود ہے[۴]'' کمیشن نے یہ حقیقت نوٹ کی کہ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے دوران یورپی آبادی میں جو تیز رفتار اضافہ ہوا'' وہی بیشتر اس بات کا ذریعہ بنا کہ یورپ کو منطقہ حارہ اور نیم گرم خطوں کے آباد علاقوں پر غلبہ ملے اور یہ کہ وہ ان علاقوں کو خوراک اور خام مال مہیا کرنے والوں کے طور پر ترقی دے[۵]''۔ رپورٹ مزید کہتی ہے کہ آبادی میں مناسب اور مسلسل اضافہ'' ایک ضروری عامل تھا کہ نہ صرف خود برطانیہ کو ایک عظیم اور امیر قوم کے طور پر ترقی حاصل ہو، بلکہ اُن نئے بیرونی ممالک میں افزائش اور ترقی ہو جہاں بہت بڑی حد تک برطانوی نسل کے افراد آباد ہوئے اور ساتھ ہی نقل مکانی کرنے والوں نیز تجارت اور سرمایہ کاری کے ذریعہ برطانیہ کی ثقافت اور اثرات کو دنیا بھر پر چھا جانے کا موقع ملے[۶]''۔

یہ بات قابل غور ہے کہ کمیشن کی رپورٹ تیار کرنے والوں نے بالارادہ تولیدی قوت کم رکھنے کے عمل کو انگریزوں میں چھوٹے خاندانوں کے رُجحان کا ذمہ دار ٹھہرایا: ''کافی زیادہ...... شہادت موجود ہے، برطانیہ میں بھی اور دوسرے ممالک اور معاشروں میں بھی، کہ فی الوقت مانع حمل اور خاندان کو مختصر رکھنے کے دوسرے طریقے اپنا کر پیدائش اطفال کو بہت زیادہ محدود کیا جا رہا ہے''۔ پینل اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد مزید رقم طراز ہے: ''کوئی شبہ نہیں کہ آج کے شادی شدہ جوڑے چھوٹے خاندانوں کی بہ نسبت زیادہ بڑے خاندان چاہیں تو وہ ایسا بالکل کر سکتے ہیں[۷]''۔

---

4. Ibid., 134.
5. Ibid., 7.

''رپورٹ'' مزید کہتی ہے کہ دنیا میں یورپی نسل کے افراد کی تعداد'' خود یورپ کے اندر رہنے والوں کی بہ نسبت زیادہ تیزی سے بڑھی ہے۔ یہ آبادی ۱۸۰۰ء میں [دنیا کی آبادی کا] ۲۵ فیصد تھی جو ۱۹۰۰ء میں ۳۴ فیصد ہوگئی''۔

6. Ibid., 8.
7. Ibid., 34.

کمیشن کے نتائج فکر میں ایک طویل سوفسطائی اور گنجلک تجزیہ بھی شامل تھا جس میں اُن سماجی اور اقتصادی عوامل کا ذکر تھا جو برطانیہ میں برتھ کنٹرول کو مقبول بنانے کا سبب بنے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیشن کے خیال میں اس حقیقت کے پیش نظر کہ غیر سفید فام اقوام میں شرح افزائش نسبتاً زیادہ ہے، [مغرب کے لیے] کم تولیدی کے نتائج ڈرامائی ہو سکتے ہیں۔ کمیشن نے واضح کیا:

> مغربی اقوام میں خاندان کا حجم کم تر سطح پر لانا اور یہ سلسلہ جاری رکھنا [قوموں کے درمیان] اضافی یا نسبتی تعداد میں تبدیلی کی نشان دہی کرتا ہے اور خطرہ ہے کہ چند نسلوں کے اندر وہی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے جو انیسویں صدی میں فرانس اور جرمنی کے درمیان تھی۔ اس تبدیلی کے اثرات مغرب کے مقام و مرتبہ اور رسوخ کے لیے فیصلہ کن ہو سکتے ہیں۔ اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ سوال صرف فوجی قوت اور سلامتی کا نہیں۔ یہ سوال تو زیادہ اہم امور میں کہیں غائب ہو جاتا ہے کہ مغربی اقدار، تصوّرات اور ثقافت کی ترویج اور بقا کا کیا بنے گا؟[۸]۔

بہ الفاظ دگر اب یورپ والے اس عمل انگیز قوت (catalyst) سے محروم ہیں جو انہیں حاصل تھی، جس سے انہیں ملک کے اندر ترقیاتی محرک ملتا تھا اور باہر دنیا میں اقوام اور علاقے زیر کرنے میں مدد ملتی تھی۔ شاہ [انگلستان] کے مشیروں کے لیے زیادہ بڑی اور ڈراؤنی حقیقت یہ تھی کہ آبادی میں اضافہ اب عین اُن علاقوں میں ہو رہا تھا جو نوآبادیاتی طاقتوں کے زیر نگیں رہے تھے۔ واضح طور پر کمیشن نے یہ فیصلہ دیا کہ شمال اور جنوب میں شرح تولید کے فرق کا فائدہ غلط طرف [یعنی جنوب کے حق میں] جا رہا ہے۔ اور یہ ان امور میں سے ایک ہے جنہیں زیادہ مناسب ہے کہ تاج برطانیہ کی بجائے اقوام متحدہ کے ذریعے حل کیا جائے۔

بحر اوقیانوس کے پار [امریکہ میں] بھی سرکاری کارندے اور ماہرین ایسے ہی خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ ایک معتبر ادارے آفس آف پاپولیشن ریسرچ (پرنسٹن یونیورسٹی) کا سربراہ فرینک نوٹیسٹن (Frank Notestein) کو جلد ہی اقوام متحدہ کے ''پاپولیشن ڈویژن'' کا پہلا

---

8. Ibid., 34.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ اس کی یہ عزت افزائی اس لیے ہو رہی تھی کہ اُسے ''تیسری دنیا'' کی رفتار آبادی اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مستقبل میں دوسروں پر دانش ورانہ اور اقتصادی برتری قائم رکھنے کی اہلیت کے درمیان ربط و تعلق کا کافی گہرا ادراک حاصل تھا۔ نوٹسٹن نے ''مل بنک میموریل'' کی اپریل ۱۹۴۴ء کی ایک کانفرنس میں قوت تولید اور قومی پالیسی کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے خبردار کیا تھا کہ نام نہاد ''تیسری دنیا'' کا عروج اس ملک [امریکہ] اور دیگر مغربی طاقتوں کے فوری اقتصادی مفادات کو ''بری طرح متاثر کرے گا کیونکہ یہ طاقتیں ان [زیردست] علاقوں کی خصوصی پیداوار اور اشیاء پر بہت کچھ تکیہ کرتی ہیں۹''۔

اُس نے تسلیم کیا کہ وسائل پر تنازعہ کے امکانات کم کرنے کا ایک طریقہ ''ترقی پذیر ممالک میں جدیدیت (modernization) کا بہت پیچیدہ اور مربوط پروگرام'' ہو سکتا ہے۱۰۔ لیکن اس نے خبردار کیا کہ ترقی پذیر ممالک کو جدیدیت سے جو ثمرات حاصل ہوں گے اس کے لیے موزوں جوابی تدابیر نہ ہوں تو یہ اقدام [ہمارے لیے] بوجھ بھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

> جدیدیت کا پروگرام شروع کر کے آج کی غالب قوتیں دراصل مستقبل کی ایسی دنیا کو جنم دیں گی جس میں خود اُن کی آبادیاں چھوٹی اقلیتوں میں بدل جائیں گی اور یوں دنیا کی ثروت اور طاقت میں اُن کا حصہ نسبتاً کم ہو جائے گا۔ نیم ترقی یافتہ علاقوں کے لیے قومی پالیسی کا تعین اسی حقیقت کی روشنی میں کیا جائے۱۱۔

نوٹسٹن کی وہ سفارشات بھی اتنی ہی متعلق تھیں جن کا ہدف بیرونی سیاسی لیڈروں پر تحدید آبادی کے پروگرام ٹھونسنا تھا۔ اُس کی یہ سفارشات ہی دراصل وہ بنیادی خاکہ تھا جس کے مطابق

9. Frank W. Notestein, "Problems of Policy in Relation to Areas of Heavy Population Pressure", in *Demographic Studies of Selected Areas of Rapid Growth* (New York, 1944), 155.

نوٹسٹین کا مقالہ مل بنک میموریل فنڈ کی اپریل ۱۹۴۴ء کی کانفرنس (نیویارک) میں پڑھا گیا۔

10. Ibid.,
11. Ibid., 155-156.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کا پاپولیشن پروگرام تیار کیا گیا۔ اُس کے تحقیقی مقالے کی تجویز یہ تھی کہ پروپیگنڈے کی وسیع تر مہم کا رخ بڑے خاندان یا خاندان کے مفاد کی بجائے بچوں کی صحت اور بہبود کو بنایا جائے۔ اس میں وہ یہ نشان دہی بھی کرتا ہے کہ: ''ایسی تعلیم میں پبلک ہیلتھ پروگرام کے لازمے کے طور پر پابندِ تولید کے حق میں پروپیگنڈا سمویا ہوا شامل ہوگا''[12] بقول نوٹیسٹن ایسے اقدامات زیادہ سودمند ہوں گے جن کے نتیجے میں مانعاتِ حمل پسند کرنے والے سیاسی لیڈر ترقی پذیر ممالک میں برسرِاقتدار لائے جاسکیں: اس کا کہنا تھا کہ اس کے لیے ''لازم ہے کہ ایسی مقامی لیڈرشپ تیار کی جائے جو تیزی سے نئی قدریں اپنا لے اور انہیں آگے پھیلانے کا ذریعہ بنے۔ اس مقصد کے لیے مقامی سیاسی لیڈروں، مقامی حکام اور مقامی مڈل کلاس طبقات کی ضرورت ہے''[13]۔

ایک عالمی آبادی پروگرام لاگو کرنے کی سعی و کوشش میں اقوام متحدہ ـــ بلکہ صحیح تر الفاظ میں اس کے مختلف سماجی اور سائنسی ادارے ـــ کئی طرح کے کردار ادا کررہے ہیں۔ اقوام متحدہ ترقی پذیر ممالک کے لیڈروں پر دباؤ ڈال سکتا ہے کہ مانعاتِ حمل (contraceptives) کی تقسیم اور اُن تک عام رسائی آزادانہ بنائیں، فیملی پلاننگ کے سرکاری اہداف اختیار کریں، اور ایسی پالیسیاں نافذ کریں جو واضح طور پر مستقبل کی نسلوں کو سکیڑنے کے لیے تشکیل دی گئی ہوں۔ یہیں سے ترقی پذیر ممالک کے سیاسی زعماء کو ضروری اعداد و شمار اور کوائف بھی مہیا کیے جاسکتے ہیں جو صحت کے ایک وسیع تر پروگرام کے حصے کے طور پر برتھ کنٹرول کے ضمن میں مددگار ہوں۔ اقوام متحدہ یہ انتظام بھی کرسکتی ہے کہ ''سائنسی'' اعداد و شمار کا ایک پہاڑ کھڑا کردے صرف یہ جتانے کے لیے کہ بڑھوتری کی شرح بے حد زیادہ اور قطعی ناقابل برداشت ہوچکی ہے۔

۱۹۶۷ء میں اقوام متحدہ کے پاپولیشن فنڈ (UNFPA) کے قیام سے یہ سلسلہ شروع ہوا۔ تب سے اس فنڈ نے خاندانی منصوبہ بندی کے پروگراموں کے لیے مالی اور تربیت یافتہ افرادی

12. Ibid., 154.
13. Ibid.,

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امداد مہیا کی، پراجیکٹ کارکنوں کی تربیت کی، اور سرکاری کارندوں تک پالیسی امور سے متعلق اطلاعات پہنچانے کا اہتمام کیا۔ اقوام متحدہ کی ایجنسیاں ایک اور اہم کام بھی انجام دیتی ہیں۔ وہ آبادی سے متعلق اعداد اور سوشل سائنس سے متعلق معلومات جمع کرتی ہیں جن کی روشنی میں پاپولیشن پالیسیاں تشکیل دی جاتی ہیں اور اُن پر عمل درآمد کے دوران نگرانی ہوتی ہے۔ ایک شائع شدہ رپورٹ کے مطابق اقوام متحدہ تولید اور آبادی میں تبدیلیوں پر کوائف مرتب کرتی اور انہیں شائع کرتی ہے۔ پھر ان اعداد و شمار کا تجزیہ پیش کرتی ہے اور: ''ہدایات اور ترجیحات کی تعیین اور دنیا بھر کی حکومتوں کی پالیسیوں اور امدادی قرض (funding) پر ایک موثر عامل'' کے ایک ذریعہ کا کردار ادا کرتی ہے[14]۔ لیکن عموماً ایسا ہوتا ہے کہ یہ سارے کام ساتھ ساتھ ــــ یا تقریباً ہمیشہ ــــ بیچ کے ایسے مستاجروں (contractors) کے ذریعہ انجام پاتے ہیں جو براہ راست امداد دینے والے مختلف ممالک کے سامنے بھی جوابدہ ہوں۔

اقوام متحدہ کے کردار کی خاص بات یہ ہے کہ یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لیے چھلنی کا کام دیتا ہے۔ یوں کہیے کہ امریکی وزارت خارجہ یا دفاع کے کارندے کچھ تلخ و ترش اعلانات کریں تو اُن میں تعصب اور سیاست کی جھلک کم لگے۔ اقوام متحدہ کے ''خیر اندیش اور کریم النفس'' اداروں کا اس ڈھنگ سے استعمال برتھ کنٹرول کے معاملات میں امریکی دلچسپی پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ ان کا دیا ہوا مشورہ قطعی مناسب تجویز لگتا ہے بجائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی استعماریت محسوس ہو۔ مزید براں چونکہ نظری طور پر اقوام متحدہ ساری ممبر حکومتوں کا ترجمان ادارہ ہے، اس کا ضبط ولادت کے پروگرام پر پُر جوش عمل بہ آسانی ہضم ہو جاتا ہے بہ نسبت اس مہم کے جو ''پہلی دنیا'' کی حکومتوں کی طرف سے ''تیسری دنیا'' میں تحدید اولاد کے لیے چلائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ

14. Phyllis T. Piotrow, "Population Policies for the 80s: Meeting the Crest of the Demographic Wave" in *Six Billion People: Demographic Dilemmas and World Politics*, ed. Georges Tapinos and Phyllis T. Piotrow, Council of Foreign Relations (New York, 1978), 95.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کا ایسی اقوام کے حکومتی لیڈروں سے بھی موثر ربط ہوتا ہے جن کے ساتھ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سفارتی تعلقات نہیں ہوتے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ دوطرفہ اور کثیر فریقی دونوں سطحوں پر ایک جیسی (بلکہ بعض اوقات بالکل یکساں) کوششوں کی تکرار (duplication) ہوتی ہے تو یہ بھی محض اتفاق نہیں۔ دراصل ایسی تکرار اثر بڑھانے والی (multiplier effect) حکمت عملی کی روح ہے۔ اس طرح ترغیب کا دائرہ کئی محاذوں پر پھیل جاتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک کے لیے نہ صرف امریکہ، یورپی برادری، اور دوسرے دوطرفہ امداد دینے والوں کی طرف سے سفارتی اور اقتصادی راہوں سے مشکلات کھڑی ہوتی ہیں بلکہ آئی ایم ایف، عالمی بنک، بعض علاقائی قرض دہندہ ادارے اور فنڈ اور اقوام متحدہ کے قریب قریب سبھی ''سماجی'' ادارے بھی یہ مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ کوشش اور عمل میں تکرار ضرور ہوتی ہے لیکن اس کا اطلاق آفاقی اور عالمگیر ہوتا ہے۔ یہ طریق کار بتاتا ہے کہ مشورہ، فنی امداد اور تکنیکی و مالی تعاون کا ذریعہ خواہ کچھ بھی ہو، ان سب کا مقصد یکساں نظر آئے یعنی ایسے منصوبے اور پروگرام تشکیل پائیں جو شرح ولادت گھٹا دیں۔ اس اہتمام سے بہت بنیادی فرق واقع ہوتا ہے کیونکہ اگر ایک بھی مخالفانہ آواز ابھرے ـــــ یا مخالفت نہ بھی ہو محض کوئی ایک فریق غیر جانبدار ہی بن جائے ـــــ تو نظری اور اصولی طور پر سربراہان مملکت کے لیے سارے معاملہ سے جان چھڑانے کی آزادی پیدا ہو جاتی ہے۔

تحدید آبادی کی بین الاقوامی کوشش کے لیے نہ صرف ہم آواز ہونا بلکہ غیر معمولی طور پر صبر کا مظاہرہ کرنا بھی لازمی ہے۔ یہاں پھر اقوام متحدہ ہی کام آیا کہ اُس نے تدریجی انداز اختیار کر کے آبادی کے معاملے کو برسوں ماہرین کے مطالعے اور تشریح کا عنوان ہی بنائے رکھا۔ ایک دفعہ آبادی کے متعلق تحقیق و تفتیش اقوام متحدہ کے کاموں کا لازمی حصہ بنا تو مزید پیش قدمی شروع ہوئی۔ اب مختلف ملکوں کی اونچی شرح پیدائش پر تنبیہات کا سلسلہ چلا کہ بڑھوتری روکنے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدامات کیے جائیں۔ اس مرحلہ کا ایک اہم حصہ بین الاقوامی آبادی کی وہ کانفرنس تھی جس کا انعقاد اقوام متحدہ کی تشکیل سے بھی پہلے ہوا تھا۔

عالمی آبادی کے ضمن میں پہلا اجلاس ۱۹۲۵ء میں منعقد ہوا تھا۔ اشرافیہ کے ایک گروہ نے جو تحدید آبادی کے خیال سے پوری طرح متفق تھا، نیویارک میں منعقدہ اجلاس میں ایک اعلامیہ کی منظوری دی جس میں اقوام متحدہ کی پیشرو لیگ آف نیشنز سے کہا گیا تھا کہ: ''ایک کمیشن قائم کیا جائے جو تحدید آبادی کے سوال کا جائزہ لے کر رکن اقوام کے لیے سفارشات مرتب کرے[۱۵]''۔ ۱۹۲۹ء میں امریکہ میں ہی قائم تحدید آبادی کی تحریک کی رہنمائی میں جنیوا میں عالمی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اگرچہ اس اجتماع کو لیگ آف نیشنز کی کھلی سرپرستی اور تعاون حاصل نہ تھا لیکن اس ادارے کے بہت سے کارندے ذاتی حیثیت میں کانفرنس میں شریک ہوئے۔ جنیوا کانفرنس سے نو برس بعد ۱۹۳۸ء میں لیگ آف نیشنز نے بالآخر ایک قرارداد پاس کی جس کے تحت ''خصوصی ماہرین کی ایک کمیٹی کی تشکیل کا متفقہ فیصلہ ہوا کہ وہ آبادی سے متعلق سوالات کا مطالعہ بالخصوص اقتصادی، مالی اور سماجی تعلق کے حوالے سے کر کے اس موضوع پر ایک ایسی رپورٹ مرتب کر دے جو حکومتوں کو پالیسی امور طے کرنے میں مددگار ہو[۱۶]''۔ کمیٹی اگلے برس تشکیل پا چکی تھی لیکن یہ دوسری جنگ عظیم چھڑنے سے پہلے صرف ایک اجلاس منعقد کر سکی[۱۷]۔

آبادی کے حوالے سے تحقیق و مطالعہ پر اقوام متحدہ کی ابتدائی توجہ دروازے میں پاؤں رکھنے کی حد تک ہی تھی۔ لیگ آف نیشنز کی جگہ لینے کے لیے جب اقوام متحدہ کی تخلیق ہوئی اُس وقت مغربی طاقتوں کو جنوبی کرہ میں تولیدی صلاحیت اور آبادی کی شرح نمو سے متعلق بہت کم

15. Richard Symonds and Michael Carder. *The United Nations and the Population Question*, 1945-1970. A Population Council Book (New York, 1973), 11.
16. Stanley P. Johnson, *World Population and the United Nations: Challenge and Response* (New York, 1987), 7.
17. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلومات حاصل تھیں۔شاید استثنائی مثال (برصغیر پاک و) ہند کی تھی۔البتہ ایک تاریخی یادداشت کے الفاظ میں نوآبادیاتی طاقتیں [اپنے ہاں] گرتی ہوئی شرح پیدائش کے مسئلہ سے دوچار تھیں اور انہیں خوف تھا کہ آبادی گھٹ رہی ہے[18]۔ اسی لیے ان اقوام کے لیڈر بیرون ملک شرح آبادی کے اعداد وشمار میں دلچسپی لے رہے تھے۔انہوں نے محسوس کیا کہ یہ اعداد وشمار ایک ایسے بین الاقوامی ادارے کے توسط سے زیادہ موثر طور پر جمع کیے جا سکیں گے جو اقوام متحدہ کی سی ''غیر جانبداری'' کا دعویدار ہو۔

اقوام متحدہ کے سرکاری پرچم تلے پہلی بین الاقوامی کانفرنس روم میں ۳۱ اگست سے ۱۰ ستمبر ۱۹۵۴ء کے دوران منعقد ہوئی۔دوسری کانفرنس کا انعقاد ۳۰ اگست تا ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء بلغراد میں ہوا۔ دونوں کانفرنسوں کا مقصد ''سائنسی'' اعداد وشمار پیش کرنے کا موقع فراہم کرنا تھا۔ان اجتماعات میں آبادی سے متعلق امور کے ماہرین شریک ہوئے۔نوآبادیات یا ترقی پذیر ممالک کے نمائندے نہیں بلائے گئے۔مثلاً جب ۱۹۵۴ء میں آبادی کے ''مسائل'' کا حل تحدید پیدائش کی شکل میں پیش ہوا تو کمیونسٹ اقوام کے مقررین نے اس تصور پر الزام لگایا کہ یہ غیر ذمہ دارانہ ہے[19]۔ بلغراد کی میٹنگ اس سے کچھ ہی آگے بڑھی کہ اس کا ایک اجلاس کلیتہً ''آبادی کی منصوبہ بندی سے متعلق مطالعات'' کے لیے مختص ہوا[20]۔ان دونوں میں سے کسی موقع پر بھی اس اتفاق رائے کے حصول کی کوشش نہیں کی گئی کہ شرح آبادی کم کرنے کے اقدامات ہوں۔فی الواقعی پہلی بار ایسا ۱۹۷۴ء کی اُس بخارسٹ پاپولیشن کانفرنس میں ہوا جسے بڑی شہرت ملی۔

بخارسٹ کے اُس اجلاس میں جہاں دنیا بھر کے لیڈر بلائے گئے تھے، دنیا کی آبادی کے لیے ایک پلان آف ایکشن (WPPA) پیش ہوا۔اس میں تحدید آبادی اور آبادی پالیسی امور

18. Symonds and Carder. *Population Question*, xiv.
19. Ibid., 84-85.
20. Ibid., 145.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے اقدامات تجویز ہوئے تھے جن کا پیش نظر نتیجہ عالمی آبادی میں ''استحکام'' تھا۔ اس اجلاس میں شریک ایک مصنف کہتا ہے: ''پہلے دن یہ کہنے کا کوئی قرینہ نہ تھا کہ آبادی کے سوال اور بالخصوص WPPA ڈرافٹ پر پہلے سے عالمی اتفاق رائے موجود ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اقوام متحدہ کے جن اعلیٰ حکام نے افتتاحی اجلاس سے خطاب کیا وہ یہ یقین رکھتے ہوں ـــــ یا انہیں ایسا باور کرا دیا گیا ہو ـــــ کہ ایسا کوئی اتفاق رائے پایا جاتا تھا، لیکن بحث جیسے جیسے آگے بڑھی معلوم ہوتا گیا کہ وہ غلطی پر تھے[۲۱]'' بلکہ لاطینی امریکہ، افریقہ، شرق اوسط اور ایشیا کے بعض ممالک نیز کمیونسٹ بلاک اور ویٹیکن [پاپائے روم کے نمائندے] فوراً ہی مجوزہ پلان پر حملہ آور ہو گئے کہ یہ ''استعماریت اور بالادستی'' کا کینہ توز اور بدباطن شگوفہ ہے۔ ایک نمائندے نے کہا: ''دنیا کی ہر دوسری شے سے انسان زیادہ قیمتی ہے[۲۲]''۔ اس ردّعمل نے واشنگٹن ڈی سی کے اہل کاروں کو واقعی حیران کر دیا۔ نتیجتاً پس پردہ گفت وشنید کا سلسلہ تیز تر ہو گیا۔ اُس برس دس دسمبر کو ایک لمبا چوڑا منصوبہ تیار ہوا جس میں مستقبل میں آبادیاتی امور میں دخل اندازی کی حتمی حکمت عملی کے خدوخال طے ہوئے۔ اس خفیہ رپورٹ کی تیاری میں کئی امریکی سرکاری ایجنسیوں نے حصہ لیا۔ ان میں سی آئی اے، بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی (AID)، محکمہ دفاع اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ شامل تھے۔ اس کی تدوین قومی سلامتی کونسل کی سطح پر ''قومی سلامتی کے مطالعہ کی یادداشت-۲۰۰'' (NSSM-200) کے طور پر ہوئی۔ اس کا عنوان: ''امریکی سلامتی اور سمندر پار مفادات پر عالمی شرح آبادی کے اثرات'' تھا۔ اس مطالعہ میں کہا گیا:

> بخارسٹ میں بہت سی اقوام نے جن عقائد، تصورات اور غلط فہمیوں کا مظاہرہ کیا اس نے پہلے سے زیادہ موثر طور پر یہ ضرورت واضح کر دی کہ بہت سی حکومتوں بالخصوص

21. Johnson, *World Population*, 91.
22. Ibid., 97.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افریقہ اور بعض لاطینی امریکہ کے لیڈروں کو زیادہ وسیع اور موثر تعلیم دی جائے۔[۲۳]

یہ خفیہ رپورٹ جسے سولہ برس عام نہیں کیا گیا مزید وضاحت کرتی ہے کہ: ''عالمی سطح پر آبادیاتی استحکام کے لیے سیاسی اور عوامی آمادگی کسی بھی موثر تزویراتی عمل کے لیے بنیادی عامل ہے''۔ رپورٹ آگے کہتی ہے کہ زیرِ ہدف ریاستوں کے لیڈروں کا ''تعاون اور آمادگی'' شرط لازم ہے۔ لیکن ایسا تبھی ہوگا کہ: ''انہیں بالکل واضح نظر آئے کہ بے لگام شرح آبادی کے منفی نتائج کیا ہوں گے؟ اور انہیں یقین حاصل ہو کہ اس مسئلہ سے ممکنہ طور پر سرکاری ایکشن کے ذریعہ ہی نپٹا جا سکتا ہے''۔ مزید براں چونکہ مغرب کے ارادے مشتبہ تھے، مطالعہ میں یہ نتیجہ پیش کیا گیا کہ امریکی اقدامات کو کوئی ایسا راستہ ڈھونڈنا ہوگا کہ ''کم ترقی یافتہ ممالک (LDC) کے لیڈروں کو حوصلہ ملے کہ خود پیش قدمی کر کے آبادی منصوبہ بندی کا سلسلہ آگے بڑھائیں ---[۲۴]'' البتہ قومی سلامتی کونسل کی اس دستاویز میں یہ تنبیہ کی گئی تھی کہ کوئی ایسا اشتعال انگیز کام نہ کیا جائے کہ ''جس سے کم ترقی یافتہ ممالک کو یہ تاثر ملے کہ کسی صنعتی ملک کی پالیسی اُن کے خلاف ہے[۲۵]''۔ اس کی بجائے سفارش یہ کی گئی تھی کہ امریکہ اپنے اثر و قوت کو اقوام متحدہ اور دوسرے کثیر جہتی اداروں کی سطح پر استعمال کرے اور ان واسطوں سے ترقی پذیر ممالک کے سرکاری اہل کاروں کی مدد کرے کہ وہ ''آبادی کے عوامل کو قومی منصوبوں کے ساتھ مربوط کر دیں بالخصوص جن منصوبوں کا تعلق صحت کی سہولتوں، تعلیم، زرعی وسائل اور ترقیات'' سے ہو۔ اور کوشش ہونی چاہیے کہ ''آبادی کی پالیسی اور آبادی منصوبہ بندی پروگرام بڑے ترقیاتی شعبہ جات ــــ صحت، غذائیت، زراعت، تعلیم، سماجی

23. National Security Council, *Implications of Worldwide Population Growth for U.S. Security and Overseas Interests*, National Security Study Memorandum 200, 10 December 1974, 96.

اس سنڈی کو مختصراً NSSM-200 بھی کہتے ہیں۔

24. Ibid., 18.
25. Ibid., 21-22.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات، منظّم لیبر، خواتین کے امور اور کمیونٹی سے متعلق اور اُن کا حصہ بن جائیں[26]۔ دستاویز میں مزید بتایا گیا:

---آبادی منصوبہ بندی اور صحت کی سہولیات مربوط کر کے پیش کرنے سے امریکہ کو نظریاتی الزام کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ یعنی یہ تاثر نہ ملے کہ امریکہ کی اصل دلچسپی کم ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں کی تعداد گھٹانا ہے اور اُن کے مستقبل اور بہبود کی اُسے کوئی فکر نہیں۔ [ہمارے خلاف] یہ دلیل دی جاسکتی ہے اور موثر طور پر دی جاچکی ہے کہ [آبادی کی] تعداد محدود کر دینے کا ایک بہت اہم نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ ترقی کے امکانات بڑھ جائیں اور بہبود عامہ کی صورت حال بہتر ہو جائے۔ لیکن ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ جو لوگ نظریاتی سطح پر یہ طرز استدلال اختیار کرتے ہیں وہ یہ حقیقت بھی کافی واضح کر چکے ہیں کہ جہاں امریکی امداد ترقیاتی پروگراموں اور صحت کے پروگراموں کے لیے بتدریج سکڑ چکی ہے وہیں یہ امداد اسی تدریج سے آبادی پروگراموں کے لیے بڑھ گئی ہے۔ ان رجحانات کی ایک سے زیادہ وضاحتیں ممکن ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ کم ترقی یافتہ ممالک سے امریکہ کے بہت اہم ارتقائی تعلقات کے حوالے سے اس رجحان کی نظریاتی طور پر وضاحت امریکہ کی ذمہ داری ہے[27]۔

دستاویز میں یہ کھلا اعتراف بھی ہے کہ ''ترقیاتی امکانات کی توسیع'' جیسی لفاظی واشنگٹن کا ایک حربہ تھا کہ تحدید آبادی کی پشت پر کارفرما اصل مقاصد پر پردہ پڑا رہے:

آبادی کے ضمن میں امریکی امداد کے پس پشت کارفرما استعماری عزائم کے حوالے سے لگنے والے الزامات کی شدت یوں کم کی جاسکتی ہے کہ مسلسل اس بات پر زور دیا

26. Ibid., 21.
27. Ibid., 177.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا رہے کہ اس امداد کی غائت بس اتنی ہے کہ: (الف) ہر فرد کو یہ حق ہو کہ وہ پوری آزادی اور ذمہ داری سے یہ فیصلہ کرے کہ [اس کے خاندان] کا حجم کیا ہو اور بچوں میں وقفہ کتنا ہو--- اور (ب) غریب ممالک میں بنیادی سماجی اور معاشی ترقی ہو ---۲۸۔

اس تناظر میں امریکی لیڈروں نے محسوس کیا کہ پالیسی تشکیل کے عمل میں اقوام متحدہ بہت موزوں مددگار ہوگا، تاہم خود مغربی اہل کاروں کو بھی نمایاں کردار ادا کرنا ہوگا۔ مثلاً قومی سلامتی کونسل کے مطالعہ میں زور دیا گیا کہ امریکہ ''اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر نیو یارک میں حکومتوں کے وزراء، اعلیٰ پالیسی عہدیداروں اور غیر سرکاری اداروں کے نسبتاً زیادہ موثر لیڈروں کے لیے تعارفی پروگراموں'' کا انتظام کرے۔ نیز بیرون ملک امریکی سفارت خانے ہر موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار رہیں کہ ایسی پالیسیوں کو بڑھایا جائے جو آبادی کے امور میں امریکی مداخلت کے لیے سازگار ہوں۲۹۔ دستاویز کہتی ہے:

> یو ایس جی [امریکی حکومت] بہر کیف ایسے ممالک کے آبادیاتی مسائل اور پروگراموں (اگر ہوں) میں دلچسپی قائم رکھے گی (مثلاً سفارت خانوں کے ذریعہ) جن کا مقصد شرح آبادی گھٹانا ہو۔ مزید براں ـــ بالخصوص اُن اہم ترجیحی ممالک کے ضمن میں جہاں کسی نہ کسی وجہ سے آبادی سے متعلق امریکی امداد اب محدود کر دی گئی ہے، ہم مواقع کی تاک میں رہیں گے کہ ہماری امدادی کارروائیوں میں وسعت پیدا ہو اور ان ممالک کے لیڈروں پر واضح کیا جاسکے کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں اور تولیدی صلاحیت کم کرنے والے اقدامات کے فوائد کیا ہیں۳۰۔

---

28. Ibid., 115.
29. Ibid., 21-22.
30. 27. Ibid., 128.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی سوچا گیا کہ دوسرے کثیر فریقی ادارے بھی، جو باقاعدہ اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے تحت نہ تھے، پالیسی کی تشکیل کے عمل میں حصہ لیں۔ عالمی بنک کے متعلق قومی سلامتی کونسل کی یادداشت کا ایک باب کہتا ہے: ''بنک کچھ زیادہ وسائل مختص کر دے اور AID اور UNFPA کے ساتھ مشاورت کا سلسلہ بڑھا دیا جائے تو عمومی مسئلہ کے ضمن میں اچھی خاصی پیش رفت ہو سکتی ہے[۳۱]۔ عالمی بنک نے بہت پہلے سے ہی تحدیدِ آبادی کی پالیسیوں کو بڑھانے کا سلسلہ انہیں مقروض اقوام کے ترقیاتی منصوبوں سے مربوط کر کے شروع کر دیا تھا۔ لیکن جہاں پالیسی اعلانات کو قرض کی شرط بنایا گیا تھا وہاں بھی یہ امر محال لگتا تھا کہ قرض وصول کرنے والی حکومتیں ''رضا کارانہ'' تعاون پر آمادہ ہوں گی۔ اسی لیے رپورٹ میں یہ تجویز دی گئی تھی کہ ''لازمی (mandatory) پروگراموں کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور ہمیں اب ان امکانات پر غور کرنا چاہیے[۳۲]'۔ مثلاً دو طرفہ خوراک کی امداد کا پروگرام استعمال کر کے قومی لیڈروں کو مجبور کیا جائے کہ وہ تحدیدِ آبادی کی کوششوں میں مدد دیں:

> کیا خوراک کو قومی طاقت کے ہتھیار کے طور پر استعمال کا سوچا جائے گا؟ کیا ہمیں مجبور کر دیا جائے گا کہ ہم یہ فیصلہ کریں کہ وہ کون ہیں جنہیں مناسب امداد دی جا سکتی ہے، اور جب یہ امداد دی جائے تو کیا آبادی کے ضمن میں اقدامات کو اس امداد کی کسوٹی بنایا جائے؟ --- کیا امریکہ خوراک کی راشننگ اُن لوگوں کے حق میں قبول کر سکتا ہے جو اپنی آبادی کی شرح کو پابند نہیں کر سکتے یا شاید ایسا کرنا نہیں چاہتے؟ --- کیا یہ نتیجہ اخذ کرنا موزوں ہو گا کہ ذیل میں دی گئی سفارشات اور راستے (options) مسئلہ کے حل کے لیے ناکافی ہیں؟، اس لیے مزید مطالعہ کی بھی ضرورت ہے اور درج بالا خطوط پر مزید اقدامات کی بھی[۳۳]۔

31. Ibid., 149.
32. Ibid., 118.
33. Ibid., 119-120.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خیال کہ آبادی سے متعلق پالیسیاں ترقی پذیر ممالک کے لیڈروں پر بہ قوت ٹھونسی جائیں قومی سلامتی کونسل کی پالیسی دستاویز تک محدود نہیں۔ NSSM-200 میں دی گئی سفارشات ۲۶ نومبر ۱۹۷۵ء کو امریکی حکومت کی سرکاری خارجہ پالیسی کا حصہ بنادی گئیں جب صدر جیرالڈ فورڈ کے قومی سلامتی کے مشیر برینٹ سکوکرافٹ نے ایک لازمی (binding) دستاویز یعنی ''قومی سلامتی فیصلہ میمورنڈم — ۳۱۴'' پر دستخط کیے۔ ایسی ہی سفارشات آنے والے برسوں میں اعلیٰ ترین سطح کے اداروں کی طرف سے بار بار پیش کی جاتی رہیں۔

مثلاً ۱۹۷۷ء کی سی آئی اے کی ایک رپورٹ کہتی ہے: امریکہ کے لیے ''اس فیصلہ سے پہلوتہی ممکن نہیں ہوگی کہ عالمی مسائل کا انتظام کرنے اور بین الاقوامی چیلنجوں سے نپٹنے کے لیے خوراک کو بہ طور لیور (leverage) کیسے استعمال کیا جائے'' ۳۴ اس رپورٹ میں زور دیا گیا تھا کہ امریکہ'' کی ایک بنیادی دلچسپی اس امر میں ہے کہ اپنے عوام کی صحت اور بہبود کا خیال رکھے اور اُن کے طرز زندگی کی حفاظت کرے'' ۳۵۔ چنانچہ یہ مشورہ دیا گیا کہ:

> امریکی صلاحیت کا انحصار کہ وہ خوراک کو خارجہ پالیسی آلہ کے طور پر استعمال کرے ایک درجہ میں اس بات پر منحصر ہے کہ وہ زرعی پیداوار کی موزوں تقسیم و ترتیب کو کیسے کنٹرول کرتی ہے...... لیکن، خوراک اور آبادی کے رجحانات جس طرح کے اخلاقی میلانات، اقتصادی ضروریات وتصورات اور بین الاقوامی سیاسی چیلنج سامنے لائے ہیں وہ منظم اور وسیع پیمانے پر حکومتی مداخلت کی طرف لے جا سکتے ہیں ۳۶۔

سی آئی اے کی ایک اور مطبوعہ رپورٹ میں، جو بخارسٹ کی پاپولیشن کانفرنس منعقدہ ۱۹۷۴ء سے پہلے جاری ہوئی، یہ تجویز دی گئی کہ عالمی خوراک کی تقسیم پر امریکی اجارہ داری

---

34. Central Intelligence Agency, *Political Perspective on Key Global Issues*, March 1977 (declassified, in part, January 1995), 21.
35. Ibid., 20.
36. Ibid., 20-21.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امریکہ کو ایسی طاقت دے سکتی ہے جو اُسے پہلے کبھی حاصل نہ تھی ـــــ ممکنہ طور پر ایک ایسا اقتصادی اور سیاسی غلبہ جو جنگ عظیم دوم کے فوراً بعد کے سالوں سے بھی زیادہ ہو ۳۷'۔

NSSM-200 کی اگلی قسط کے طور پر ایک اضافی رپورٹ قومی سلامتی کونسل کی ایک خصوصی آبادی ٹاسک فورس نے مئی ۱۹۷۶ء میں تیار کی اور ۳ جنوری ۱۹۷۷ء کو وائٹ ہاؤس کو پیش کی گئی۔ اس میں کھل کر ایسے پروگراموں کے بارے میں بتایا گیا جن میں سخت ترین دباؤ والے انتہائی طریقے شامل ہوں۔ ایک مفید آبادی پالیسی کے لیے اس رپورٹ نے تین ضروری عوامل کا ذکر کیا: زیرِ ہدف ممالک میں سیاسی لیڈروں کی طرف سے ''دوٹوک سمت'' کا تعین، ایک ایسے سماجی ماحول کی تشکیل جو چھوٹے خاندانوں کے لیے ''عالی رتبہ مقام'' پیدا کرنے میں مددگار ہو، اور ایک بے حد معیاری آبادی منصوبہ بندی آپریشن جس کے ذریعے مانع حمل سہولیات واقعی ''لوگوں تک پہنچ جائیں''۔ قومی لیڈرشپ اور آمادگی پروگرام کے موضوع پر اس رپورٹ کا بیان ہے:

> ---آبادی پروگرام اُن مقامات پر بہ طور خاص کامیاب رہے ہیں جہاں لیڈروں نے اپنی پوزیشن واضح، غیر مبہم اور کھل کر بیان کی ـــــ پھر قومی سطح سے دیہی سطح تک ڈسپلن قائم رکھا اور حکومتی کارندوں (بہ شمول پولیس و فوج)، ڈاکٹروں اور رضاکاروں کی صف بندی اور قیادت کی تاکہ آبادی پالیسیوں کی بہتر تنظیم اور اُن پر عمل درآمد ہو۔ ایک موثر پروگرام کے لیے اس طرح کی سمت لازمی شرط ہے ۳۸۔

37. Central Intelligence Agency, *Potential Implications of Trends in World Population, Food Production, and Climate*, OPR-401, August 1974 (Unclassified), 39.
38. National Security Council Under Secretaries Committee, *U.S International Policy, First Annual Report*, 1976, Annex I, 2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-٦-

سیاسی قیادت پر اثر اندازی کے حربے

(ترغیب، تحریص، تربیت اور دباؤ)

بہت سے روایتی معاشروں کے برعکس، تحت صحارا افریقہ (Sub-Saharan Africa) کے معاشروں میں عموماً یہ تصور موجود نہیں کہ بچے زیادہ پیدا ہو رہے ہیں..... نتیجہ یہ ہے کہ قبل از وقت بانجھ پن، خواہ بیماری سے پیدا ہو یا باقاعدہ آپریشن سے، بہت سے افریقیوں کے لیے دہشت ناک ہے..... افریقی حکومتوں نے خاندانی منصوبہ بندی پروگراموں کو یا تو قیادت مہیا ہی نہیں کی یا قیادت دی بھی تو غیر یقینی کا سا انداز تھا..... افریقی سیاست دان اور سرکاری کارندے اس بنیاد پر حملوں کا سامنا کرتے رہے ہیں کہ آبادی پروگرام بیرونی دخل اندازی کا ایک ذریعہ ہیں اور یہ استعماری اور نو آبادیاتی سازشیں ہیں کہ افریقہ کو زیردست رکھا جا سکے..... یہ الزامات بہر کیف خاندانی منصوبہ بندی پروگراموں کی تشکیل یا توسیع کی مخالفت کی بنیادی وجوہ نہیں ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ سیاست دان ہوں، سرکاری اہلکار ہوں، یا فعال سیاسی کارکن، سبھی محسوس کرتے ہیں کہ [مذکورہ] پروگرام افریقی معاشرے کے بنیادی روحانی عقائد اور جذبات سے ٹکرا سکتے ہیں

--- جان سی-کالڈویل، پیٹ کالڈویل[1]

بچوں کی پیدائش میں کمی لانے والی پالیسیوں کی ترویج کسی اور ترقی پذیر علاقے کی بہ نسبت

1. John C. Caldwell and Pat Caldwell, "Cultural Forces Tending to Sustain High Fertility", in *Population Growth and Reproduction in Sub-Saharan Africa- Technical Analysis of Fertility and its Consequences*, ed. George T. Acsadi et al., (Washington, D.C., 1990), 199-214.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افریقہ میں زیادہ احتیاط سے کرنا پڑتی ہے۔اس کی وجہ بڑی حد تک یہ ہے کہ انتہائی نچلی سطح سے لے کر لیڈروں تک سبھی تحدید آبادی کے تصور کو رد کرتے ہیں۔ فی الحقیقت کہیں ۱۹۸۰ء کی دہائی میں---میکسیکو کی ۱۹۸۴ء کی بڑی عالمی آبادی کانفرنس سے ذرا پہلے--- یہ ممکن ہوا کہ پالیسی ترقیاتی اقدام کے نتائج سامنے آنا شروع ہوئے۔

بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی کے مرکز برائے آبادی (AID-OP) یو ایس ایڈ (USAID) کی کچھ علاقائی اور ملکی بیوروز کے ساتھ ساتھ حکومت [امریکہ] کی وہ مرکزی برانچ تھی جسے یہ کام تفویض ہوا تھا کہ بیرونی قائدین تک اطلاعات اور مشورے پہنچائے کہ تحدید آبادی میں انہیں کیا کردار ادا کرنا ہے۔ البتہ پالیسی ردّوبدل کا سارا کام AID-OP کی سطح پر نہیں ہوتا۔ جون ۱۹۸۸ء کی کانگریس کے لیے تیار کردہ ایک رپورٹ اس طریق کار کی تفصیلی وضاحت پیش کرتی ہے کہ ''اقتصادی امدادی فنڈز'' (ESF) کے ذریعے ـــ جو اقتصادی امدادی بجٹ کا سب سے بڑا آئٹم ہے ـــ ترقی پذیر ممالک کے لیڈروں کے سیاسی عزائم کو کس طرح اپنے مفاد میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً رپورٹ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ''کبھی تو بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی (AID) اصلاحات کے اقدامات پر زور دیے بغیر وصول کنندہ کے ساتھ وسیع تر پالیسی مذاکرات کرتی ہے جبکہ دوسرے مواقع پر امداد کے ساتھ خصوصی اصلاحات کی شرط بھی لگاتی ہے[2]''۔ ایجنسی کئی اور عوامل بھی زیر بحث لاتی ہے جن سے یہ جانچا جاتا ہے کہ آیا ایسے اقدامات کا مطلوبہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے یا نہیں۔ ان میں سے اہم تر سوال یہ ہیں کہ:

> [کیا] وصول کنندہ حکومت اس قابل ہے کہ سیاسی استحکام کو خطرہ میں ڈالے بغیر غیر مقبول اصلاحات کی مخالفت ختم کر سکے .....؟ کیا ESF [اقتصادی امدادی

2. House Committee on Foreign Affairs, *Foreign Aid: Improving the Impact and Control of Economic Support Funds*, General Accounting Office, Publication No. GAO/ NSIAD -88-182, 1988, 3.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فنڈز] پیش نظر پالیسی اصلاحات کے لیے کافی سہارا ہے ..... ؟ کیا وصول کنندہ حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ اگر وصول کنندہ ملک ESF کی شرائط پوری کرنے میں ناکام رہے تو یو ایس ایڈ (US AID) طے شدہ اقدامات ضرور کرے گی ـــــ مثلاً امداد کی فراہمی روک دینا[3]۔

ایسے حربوں سے امداد حاصل کرنے والے ممالک میں اچھی جمہوری حکومتوں کو بے حد نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ان کے لیڈروں کو ''غیر مقبول پروگراموں کی مخالفت'' ختم کرانے کے لیے دباؤ کے ہتھکنڈے استعمال کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مزید براں، رپورٹ اس بات پر بہت زور دیتی ہے کہ وصول کنندہ ممالک کی مفلسی اور محتاجی امریکی مفاد میں ہے کیونکہ اس صورت میں ایک چھوٹا سا مالی پیکیج بھی ''پیش نظر پالیسی اصلاحات کو چلانے کے لیے کافی ہو گا[4]'' دوسرے الفاظ میں فی الحقیقت، خوراک ـــــ یا کم از کم وسیع تر معنوں میں اقتصادی ترقی کو ـــــ ''[امریکی] قومی طاقت کے ایک آلہ'' کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

۱۹۹۰ء تک حکومت [امریکہ] کھل کر کہنے پر آمادہ ہو گئی کہ اس کا ''پالیسی مکالمہ'' کا طریقہ بڑی حد تک کامیاب رہا۔ کانگریس کے نام ''اے آئی ڈی کا آبادی پروگرام'' کے موضوع پر مئی ۱۹۹۰ء کی رپورٹ میں جنرل اکاؤنٹنگ آفس نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آبادی سے متعلق مسائل کو اقتصادی امور سے جوڑنے اور سیاسی لیڈروں کی تربیت کرنے کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ بہت سے ترقی پذیر ممالک ضبط ولادت پر اپنے ابتدائی اعتراضات سے دست بردار ہو چکے ہیں۔

کئی برسوں سے یو ایس ایڈ کا آبادی پروگرام، دنیا بھر میں کم ترقی یافتہ ممالک کے لیڈروں سے پالیسی مکالمہ میں اقتصادی امداد کے اس تعلق پر تاکیداً زور دیتا رہا ہے۔ ان ممالک کے سرکاری کارندوں کو تربیت اور کافی تکنیکی امداد، اس غرض سے

3. Ibid., 28.
4. Ibid..

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> مہیا کی گئی کہ ترقی پر بڑھتی آبادی کے اثرات اور چھوٹے کنبے کے مثبت پہلو واضح کیے جاسکیں۔ آبادی کی رفتار گھٹانے کی اہمیت پر بین الاقوامی اتفاق رائے پیدا ہو چلا ہے جو ایک حد تک یو ایس ایڈ کی امداد کا ہی نتیجہ ہے..... اب ۶۸ ترقی پذیر ممالک کم شرح آبادی کی حمایت کر رہے ہیں جبکہ اے آئی ڈی کی آبادی امداد شروع کرتے وقت صرف نو ممالک اس کے حق میں تھے۵۔

تحدید آبادی کے سوال پر سیاسی زعما کو دبانے جھکانے کے لیے امریکہ ایک اور حربہ بھی کام میں لاتا ہے۔ یہ ہے مالی معاونت یافتہ ''خفیہ لابی''۔ ان میں مختلف طرح کے اقدامات شامل ہیں: وزارتی کارندوں کے لیے باقاعدہ اور بے قاعدہ کانفرنسیں اور بریفنگ، مبالغہ آمیز اعداد و شمار اور اندازے بار بار پیش کرنا، نیم سرکاری مطالعاتی سنٹر قائم کرنا جو بالآخر [میزبان] حکومت سے متعلق باقاعدہ سرکاری (regulatory) امور اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں، کلیدی نجی شعبوں کے لیڈروں کو بھرتی کر لینا کہ وہ تبدیلی کی خاطر کیے جانے والے امریکی اقدامات کی وکالت کرتے رہیں، مخصوص قانون سازی کے مسودات کی تیاری جو خاندانی منصوبہ بندی کے توسیعی کام میں مددگار ہو، اور ایسے ہی بہت سے مزید اقدامات ـــــ سچ یہ ہے کہ صرف گزشتہ کچھ برسوں کے دوران ہی اس طرح کی سیاسی اثر اندازی پر کروڑوں ڈالر خرچ کیے جا چکے ہیں۔

ایک ابتدائی پراجیکٹ ۱۹۸۱ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا جو افریقی لیڈروں کے طرز عمل اور زد پذیری (vulnerability) جانچنے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ اس پروگرام کے تحت ''افریقی مشیروں'' کی ایک من پسند ٹیم نگرانی کرنے والے مشن کی مدد کے لیے بھرتی کی گئی تھی۔ یہ کام ''بے ٹیل ہیومن افیئرز ریسرچ سنٹرز، واشنگٹن ڈی-سی'' (Battelle Human Affairs Research Centers) کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت ہو رہا تھا اور اس کے لیے وسائل یو

---

5. Senate Committee on Appropriations, *Foreign Assistance: AID's Population Program*, 1990, 44-45.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایس ایڈ (USAID) نے مہیا کیے۔ ''جاسوسی'' کا یہ پالیسی عمل ڈاکٹر فریڈ سائی (Fred Sai) کی خدمات حاصل کرنے میں کامیاب ہوا جو تحدیدِ آبادی اقدامات کے مشہور موید ہیں اور عالمی بنک کے شعبہ آبادی اور ''عالمی فیڈریشن برائے منصوبہ بند تولیت'' (Intl. Planned Parenthood Federation) لندن کے سربراہ رہ چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ۸ مزید اصحاب سات ممالک لائبیریا، کیمرون، کینیا، سوڈان، ایتھوپیا، سینی گال اور برکینا فاسو سے بھی شامل کیے گئے۔ سائی صاحب کو جو دعوت نامہ گیا، وہ کچھ یوں تھا:

> افریقہ کے لیے آبادی کے ضمن میں امداد برسوں بہت پرشور اور اکثر اوقات نزاعی بحث کا موضوع رہی ہے۔ ''بےٹیل پاپولیشن اینڈ ڈیویلپمنٹ پالیسی (PDP) ادارے'' میں میرے رفقاء نے اور میں نے، کہ ہم سب افریقی آبادی کے ضمن میں پریشان بھی ہیں اور اس مسئلہ سے دلی طور پر وابستہ بھی، ایک تحقیقی منصوبہ وضع کیا ہے کہ ذاتی ملاقاتوں اور انٹرویو کے ذریعہ پوری احتیاط سے جانچ پرکھ کر سکیں کہ یو ایس ایڈ (USAID) کی آبادی کے حوالے سے امداد پر افریقی سرکاری کارندوں اور پالیسی سازوں کا طرزِ فکر کیا ہے؟ متوقع طور پر ہم یہ بھی دیکھنا چاہیں گے کہ آبادی کی صورت حال پر سمجھ بوجھ اور آگاہی کس درجہ کی ہے؟ ہماری اس کوشش کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خود افریقیوں کی شمولیت پر زور ہے کہ وہ آبادی کی حرکیات (population dynamics) کے اہم اور گنجلک شعبہ کے لیے پالیسیاں اور طریق کار تجویز کریں[6]۔

بےٹیل کی طرف سے یو ایس ایڈ مرکز برائے آبادی کو ۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کو ایک پراجیکٹ

---

6. Leonard H. Robinson, Jr. (acting director of the Population and Development Policy Program, Batelle Human Affairs Research Centres), letter to Dr. Fred Sai, 8 December 1980.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹ بھیجی گئی جس میں بیشتر توجہ ان چار ممالک ــــ لیسوتھو، تنزانیہ، برکینا فاسو (تب اپر وولٹا) اور سینی گال ــــ پر مرکوز تھی، جنہیں ابتدائی مطالبہ کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں ایک جارحانہ پالیسی پروگرام کے لیے وہ عام ہدایات بھی درج تھیں جنہیں اگلے کئی برسوں تک پورے افریقہ میں بروئے کار لانا تھا:

> جب افریقہ کے لیے آبادی [کے حوالے سے] امداد پر غور وخوض ہو تو بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی (AID) کو افریقہ کے سماجی، ثقافتی اور اقتصادی حالات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور اُن چیلنجوں کو بھی جو سماجی تبدیلی کے خواہش مندوں کو اکثر پیچیدہ سماجی وثقافتی حالات کو سمجھے بغیر عاجلانہ فیصلوں کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔ افریقی، اور بالخصوص وہاں کے سیاستدان، سرکاری کارندے اور پڑھا لکھا خوشحال طبقہ خاندانی منصوبہ بندی اور آبادی کی تحدید پر سیاسی اور تہذیبی حوالے سے حساس ہیں۔ افریقہ میں ثقافتی روایات کی جڑیں بہت گہری اور مضبوط ہیں۔ ان روایات کی بنا پر وہاں بڑے گھرانوں کا وجود غیر معمولی نہیں بلکہ معمول کے مطابق تصور کیا جاتا ہے..... لہٰذا اس میں کوئی تعجب نہیں کہ افریقہ میں مغرب کو کیوں مشکلات پیش آتی ہیں اور وہ وہاں آبادی کے ضمن میں کوئی خاص پیش رفت نہ دیکھ کر دل گرفتہ اور جھلایا ہوا ہے۔ ضرورت اس بات پر آمادگی اور عزم کی ہے کہ افریقہ کے ہر ملک میں ایک ایسا حلقہ بنانے میں مدد دی جائے، جو خاندانی منصوبہ بندی کے لیے کام کرے اور ترقیاتی منصوبہ بندی میں آبادی کے تغیرات (variables) استعمال کرے۔

درحقیقت جب نائیجیریا میں ۱۰۰ ملین ڈالر کا بھاری بھرکم تحدید آبادی کا پروگرام شروع ہوا تو یہ پالیسی اقدام پوری دہائی کی ایک بڑی کامیابی تھی، اصلاً اس کی بنیاد ''خاندانی منصوبہ بندی'' کی

---

7. Leonard H. Robinson, Jr. (Batelle Human Affairs Research Centres), report to the Agency for International Development, 6 November 1981, 16-17.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نئی خیالی (imaginative) تعریف تھی۔ اس کے مطابق بظاہر اس پروگرام کا مقصد ایسے خاندانوں کی مدد کرنا تھا جو غیر مطلوب حمل روک کر اور مطلوبہ حمل یقینی بنا کر، اپنی آرزوں کی تکمیل کر سکیں۔

نائیجیریا کے ساتھ معاہدہ میں وعدہ کیا گیا تھا کہ: ''[امتناع حمل] کے جو طریقے بتائے جائیں گے وہ وہاں کے ثقافتی اور دینی عقائد کے مطابق ہوں گے[۸]'۔ اندر خانہ امریکی حکومت کے منصوبہ میں مقاصد کی ایک اور ہی فہرست دی گئی تھی جو خود اس کے اپنے اعتراف کے بہ موجب نائیجیریائی ثقافت اور مذہبی عقائد سے متضاد تھے۔ سرکاری منصوبے کے ایک اختصاریہ کے مطابق:

> امید ہے کہ موجودہ پانچ سالہ پراجیکٹ کے اختتام پر خاندانی منصوبہ بندی پالیسیوں اور پروگراموں کی پشت پر ایک وسیع سیاسی اور سماجی حلقہ وجود میں آ چکا ہوگا..... اس کا اندازہ یوں ہوگا کہ قومی سطح پر مانعات حمل کا استعمال ۱۲ فیصد یا اندازاً ۲۵ لاکھ استعمال کنندگان تک پہنچ جائے گا..... پراجیکٹ یہ یقینی بنائے گا کہ تنظیمی، طبی اور تعلیمی امور سے متعلق افراد کا ایک ماہر مرکزی حلقہ (cadre) موجود رہے جو تعلیمی ہسپتالوں سے لے کر بنیادی (مقامی حکومتی سطح) کی ڈسپنسریوں تک سبھی پبلک سہولیات کے اداروں میں کلینک کی بنیاد پر فیملی پلاننگ خدمات کے لیے منصوبہ بندی، عمل درآمد، نگرانی اور جانچ پڑتال کے امور انجام دے..... تربیت یافتہ کمیونٹی لیڈر تندہی سے چھوٹے گھرانوں کا رواج اور مانعات حمل طریقوں کا استعمال عام کریں گے..... اساتذہ کی تربیت ہوگی کہ خاندانی زندگی سے متعلق تعلیم تربیت اساتذہ کے اداروں اور شہری سیکنڈری سکولوں کے نصاب میں شامل ہو۔ پراجیکٹ کے تحت

8. Department of State and Agency for International Development, *Family Health Initiatives II: Nigeria* Sub-Project Paper, Project 698-0462. 20, vol. I, (unclassified), 9 July 1987, 9.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۰۰ سے زائد افراد کو سرکاری اور نجی شعبوں میں تربیت دی جائے گی۔ اطلاعات، تعلیم اور مواصلات (IEC) کا ایک وسیع البنیاد اختراعی (innovative) پروگرام موجود ہوگا جس کے تحت سماجی تعاون کا حصول، چھوٹے کنبوں کے رواج کی حوصلہ افزائی اور خاندانی منصوبہ بندی کے جدید طریقوں کی وضاحت، دستیابی اور ان کا عام استعمال پیش نظر ہوگا۔ بالآخر ۱۹۹۲ء تک ۱۵ سے ۴۴ برس کی عمر کی آبادی کا ۸۰ فیصد جدید مانعات حمل اور اُن کے فوائد سے آگاہ ہو چکا ہوگا[9]۔

اگرچہ دستاویز کی تمام تر توجہ نائیجیرین آبادی کو قائل کرنے پر مرکوز ہے کہ وہ روایتی بھاری کنبوں کا سلسلہ ترک کر دیں، اس میں یہ کھلا اعتراف بھی موجود ہے کہ اگر نائیجیرین خواتین کو خاندان کے حجم کے حوالے سے اُن کی خواہش پوری کرنے کا موقع دیا گیا تو وہ کم نہیں، زیادہ بچے پیدا کریں گی۔ پراجیکٹ دستاویز کی اطلاع یہ ہے کہ ایک اوسط نائیجیرین عورت اپنی زندگی میں ۶،۵ بچوں کو جنم دیتی ہے جبکہ ایک خاتون کی اوسط پسندیدہ تولیدی صلاحیت ۹ سے ۱۰ بچوں تک کی ہے[10]۔ پراجیکٹ دستاویز یہ رپورٹ بھی دے رہی ہے کہ ''خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق دینی مخالفت کے غلط [متن] تصورات کافی عام ہیں[11]''۔ حقیقتاً نائیجیریا کے لیے ملکی منصوبہ (country plan) ایک تفصیلی حکمت عملی پیش کرتا ہے کہ حیات پسند/ افزاء (pro-natalist) دینی عقائد میں کس طرح نقب لگائی جائے۔ اس کے لیے روایتی مذہبی لیڈروں (ائمہ) کی طرح کے موثر افراد کے لیے تعارفی اور ترغیبی اجلاس منعقد کرنے کا منصوبہ ہے، ان روایتی مذہبی لیڈروں کی ریکارڈ شدہ شہادتیں ذرائع ابلاغ پر نشر کرنے اور مخصوص گروپوں کے لیے ''اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی'' جیسے موضوعات پر خطاب پر مبنی مواد تیار کرنے کے منصوبے تیار کیے گئے ہیں[12]---

9. Ibid., I, 1-2.
10. Ibid., I, 6-7.
11. Ibid., II, K-3.
12. Ibid., II, J-8 through J-17.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سب کچھ سے ایک بات واضح ہے کہ امریکی حکومت دینی فکر ونظر کی تکریم کے لیے کوئی تشویش نہیں رکھتی، بلکہ انہیں بدل دینا چاہتی ہے۔ مذکورہ اور بیسیوں ایسے تاثیری اقدامات کا ہدف ایک ضمنی پراجیکٹ دستاویز کے الفاظ میں یوں ہے:

> ...... قومی پروگرام کے لیے حلقہ تعاون کا سلسلہ گہرا اور وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اُن گروہوں پر خصوصی توجہ ہونی چاہیے جن کا دائرہ اثر پروگرام پر عمل درآمد اور اس کے موثر ہونے کے سلسلے میں اہم مضمرات کا حامل ہو۔ اس میدان میں ہدف صرف یہی نہ ہو کہ خاندانی منصوبہ بندی کی سہولتوں کی توسیع میں امکانی رکاوٹوں اور مخالف گروہوں کی نشان دہی ہو، بلکہ ان گروہوں کے مقتدر حضرات کا پروگرام کے مقاصد سے مثبت اتفاق حاصل کیا جائے۔ نیز جہاں ممکن ہو ایسے دلچسپی رکھنے والے گروپوں کو شامل کار کیا جائے کہ وہ پالیسی کی تشکیل، منصوبہ سازی اور پروگرام پر عمل درآمد میں پورے زور شور سے ہاتھ بٹائیں[۱۳]۔

تولیدی امور اور خاندان کے حجم کے سلسلہ میں یہی طرز عمل سارے براعظم [افریقہ] میں دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً بارآوری سے متعلق ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کی دہائیوں میں جو سروے کیے گئے اُن سے پتہ چلا کہ کیمرون میں ایک اوسط عمر کی خاتون توقع رکھتی تھی کہ وہ آٹھ سے کم بچے نہیں پیدا کرے گی، جبکہ اوسط تکمیلی خاندان ۶ء۵ افراد پر مشتمل تھا۔ جمہوریہ بینین (Benin) میں بھی جہاں بچوں کی اوسط تعداد فی ماں ۶ء۵ تھی، پسندیدہ خاندانی حجم ۷ء۶ افراد کا تھا۔ یہی انداز سینی گال میں نظر آتا ہے جہاں خواتین عمر بھر میں اوسطاً ۶ء۶ بچے پیدا کرتی ہیں لیکن ان کی خواہش ہے کہ خاندان ۸ء۶ سے ۳ء۷ تک افراد پر مشتمل ہونا چاہیے۔ کوٹ دی آئیوری میں پیش نظر بارآوری اصل خاندان سے اوسطاً بہ قدر دو بچے زیادہ تھی۔ موریطانیہ میں ایک عام خاتون کی خواہش تھی کہ

---

13. Ibid., II, K-3.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ۹ بچے پیدا کرے جو عام طور پر پیدا ہونے والے (فی گھرانہ) بچوں سے ۳ زیادہ تھے[14]۔

طرز عمل کے بہت سے تقابلی جائزوں پر مبنی مطالعات میں واضح طور پر یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ افریقی سماج میں [بچوں کی کسی بھی تعداد کے بارے میں] ''بہت زیادہ'' بچوں والا تصور ناپید اور اجنبی ہے، جبکہ بانجھ پن کا تو خیال ہی ہولناک ہے۔ اس کے باوجود حیرت انگیز طور پر افریقہ کے کئی علاقوں میں بانجھ پن کی شرح اونچی ہے۔ افریقی عدم بار آوری سے متعلق ایک مطالعہ ۱۹۸۳ء میں کیا گیا اور اسے اقوام متحدہ نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔ اس کے تحت معلوم ہوا کہ انگولا کی عورتوں کی کل آبادی کا ۱۱ فیصد سن یاس تک پہنچنے تک اولاد سے محروم رہتا ہے۔ موزمبیق میں یہ تعداد قریباً ۱۴ فیصد ہے۔ سنٹرل افریقن ری پبلک اور کیمرون میں یہ عدد ۱۷ فیصد سے کچھ زائد تھا، جبکہ گیبون میں کل خواتین کی اندازاً ایک تہائی تعداد بانجھ پائی گئی[15]۔

یہ بھی ہوا کہ جب افریقی لیڈر آبادی پالیسی کی ابتدائی پیشکشوں پر ہی سپر انداز ہوئے تو عوامی غیظ و غضب نے انہیں جلد ہی پسپائی پر مجبور کر دیا۔ مثلاً کینیا میں ۱۹۶۷ء میں خاندانی منصوبہ بندی کا ایک قومی پروگرام اپنایا گیا تھا۔ نیویارک کی آبادی کونسل کی طرز پر مرتب کردہ پروگرام کی بنیاد پر کینیا کے پروگرام نے نزاعی امور مثلاً مانع حمل طریقے اختیار کرنے والوں کو رقم کی ادائیگی، مستقل بانجھ پن اور اسقاط حمل سے احتراز کیا۔ اس پر بھی باغیانہ ردعمل سامنے آیا۔ ایک مصنف پروگرام کے ماحصل کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

> معترضین نے الزام لگایا کہ کینیا میں تحدید آبادی کے اقدامات اقتصادی لبادے میں نو آبادیاتی تسلّط کی کوشش ہے۔ اس کی تہہ میں نسل کشی کا ارادہ بھی ہو سکتا ہے۔ نیروبی کے کیتھولک آرچ بشپ نے دعویٰ کیا کہ کینیا میں آبادی کا کوئی مسئلہ موجود نہیں

14. International Union for the Scientific Study of Population., *The State of African Demography* (Liege. Belgium, 1988), 31, 38.
15. United Nations, *World Population at the Turn of the Century*, Populatition Studies III (New York, 1989), 112.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ بہت وسیع زمین ابھی غیر آباد پڑی تھی۔ اوجنگا اوڈ نگا نے، جو کبھی [جومو کنیاٹا کے نائب صدر رہے، صحت کے بارے میں بجٹ پر پارلیمانی بحث کے دوران فرمایا: ''ہم خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف ہیں۔ افریقہ میں ہم خاندانی منصوبہ بندی کی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے''۔..... دوسرے مقررین اس پر معترض تھے کہ کیسے آناً فاناً پاپولیشن کونسل کی رپورٹ، قومی پالیسی بن گئی جبکہ اس پر کوئی عوامی مباحثہ تک نہیں ہوا..... جلد ہی قابل ذکر ہستیوں نے خاندانی منصوبہ بندی سے اپنی وابستگی ختم کر دی[16]۔

وہی مصنف نتیجہ اخذ کرتا ہے: ''تحدید آبادی پر ابتداً دیا جانے والا زور تباہ کن ثابت ہوا، کیونکہ اس سے سفید فام سازش اور شعبدہ بازی کی تصویر ابھری کہ افریقیوں کی تعداد کم ہو جائے یا یہ طاقت و اختیار کے استحکام کا کھیل تھا[17]''۔

۱۹۸۱ء کا یو ایس ایڈ ۔ بےٹیل (US AID - Battelle) سیاسی نگرانی کا پراجیکٹ کینیا کے سے تجربات کے نتیجہ میں سامنے آیا۔ اس میں ایسے حربے تشکیل دینے پر توجہ دی گئی کہ وہ سیاسی اور ثقافتی رکاوٹوں کو ختم کرنے میں معاون ثابت ہوں۔ مثلاً اس میں یہ تجویز دی گئی تھی کہ پاپولیشن پراجیکٹس کو ''زچہ و بچہ کے لیے صحت کی فراہمی سے مربوط کر دیا جائے''۔ کیونکہ وہ لوگ جو محض ''خاندانی منصوبہ بندی پر بہ طور ایک حل توجہ مرکوز رکھتے ہیں'' وہ میزبان ملک کے سرکاری کارندوں کے شکوک و شبہات میں اضافہ کرتے ہیں[18]۔ پراجیکٹ دستاویز میں یہ تبصرہ بھی تھا کہ ابھی افریقہ میں ''شماریات اور امور آبادی کے ماہرین اور دوسرے پیشہ وروں کا کافی حلقہ'' موجود نہیں، ''جو ترغیبی کام میں مدد دے سکے''۔ لہٰذا ''یو ایس ایڈ اور دوسرے امدادی اداروں کی طرف

16. Donald P. Warwick, *Bitter Pills: Population Policies and their Implementation in Eight Developing Countries*(New York, 1982), 14.
17. Ibid., 14-15
18. Robinson, report to AID (cf. n. 6 above), 15.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تربیتی امداد کی اشد ضرورت ہے[19]"۔ اس میں یہ بھی بیان ہوا تھا کہ "سماجی سائنسی تحقیق اور تجزیہ کے کام میں ابھی بہت کچھ کمی ہے، جس سے حاصل شدہ اعداد و شمار ترقیاتی منصوبہ بندی کے لیے استعمال کیے جا سکیں[20]"۔ دستاویز کا اختتامیہ تھا کہ ہر ممکنہ کوشش کی جائے کہ افریقی سیاستدان "آبادی کی حرکیات اور ترقی کے باہمی تعلق" کے قائل ہو جائیں۔ تجویز دی گئی کہ "اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ورکشاپ اور سیمینار منعقد کیے جائیں[21]"۔ اس کے علاوہ دستاویز میں ایڈ (AID) کے لیے خصوصی سفارشات تھیں کہ افریقہ کے لیے قابل عمل مداخلتی اقدامات کیا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کہا گیا:

> زچہ و بچہ کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات کی ترسیل کے مقامی طور طریقوں کا مکمل جائزہ لے کر اُن پر تجرباتی عمل کیا جائے کہ سہولتوں پر اعتماد اور ان کی قبولیت میں اضافہ ہو[22] ــــ مانعات حمل کے پیکیج مقامی رواج اور ضرورتوں کے مطابق تیار کیے جائیں۔ اس کے لیے مرکزی خیال اور تشہیری نعرے بھی مقامی اختیار کیے جائیں..... [23]۔
>
> "یو ایس ایڈ مشن" پوری تندہی سے خود افریقیوں میں سے آبادی اور صحت افسران منتخب اور مقرر کرے..... [24]۔
>
> سماجی علوم میں تحقیق، تحلیل و تجزیہ اور نشر و اشاعت فوری طور پر اور بے حد ضروری ہیں۔ اس میں مقامی سائنسی اداروں اور سائنسدانوں کو استعمال کیا جائے[25].....

19. Ibid., 16.
20. Ibid.
21. Ibid.
22. Ibid., 17.
23. Ibid.
24. Ibid., 18.
25. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارلیمنٹ کے ارکان، سیاستدانوں اور حکومت کے فیصلہ سازوں کو آبادی اور ترقی کے نظریات، اُن کے ملک سے متعلق اصل مطالعات اور تحقیقی نتائج سے روشناس کرایا جائے۔ اس عمل سے اس ضرورت کی راہ ہموار ہوگی کہ آبادی اور خاندانی منصوبہ بندی کے حق میں ایک حلقہ تشکیل پا جائے۔ اس مقصد کے لیے سیمینار اور ایک روزہ ورکشاپ بہت موزوں طریقے ہیں[۲۶]۔

اعلیٰ عہدیداروں کے لیے ایسے ممالک کے مطالعاتی دوروں کا انتظام کیا جائے جہاں حکومتوں نے جاندار اور موثر پالیسیاں اور پروگرام اختیار کیے ہیں۔ اس کا افزائشی (multi plier) تاثر شرکا کے جذبہ عمل کے لیے حوصلہ افزا ثابت ہوسکتا ہے[۲۷]۔

مطالعہ میں ایک اور بات پر بھی زور دیا گیا جسے بڑی حد تک اُن طبی خطرات کی پردہ پوشی کا نام دیا جاسکتا ہے جو مغربی امداد سے چلنے والے مانع حمل طریقوں سے متعلق ہیں:

ہمیں مغرب سے اکثر سامنے آنے والی اُن رپورٹوں کا تاثر بھی زائل کرنا ہوگا جن میں مستند ضمنی نقصانات کا تذکرہ ہوتا ہے جو گولیوں (orals) اور آئی یوڈی (intra - utrine devices) کے استعمال سے پیدا ہوتے ہیں، یا ڈیپو پوویرا (depo povera - injectable contraception) کی مسلسل داستان سرائی ہوتی ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جو ہر افریقی اخبار کے پہلے صفحہ کی بڑی سرخی بناتے اور اکثر عالمی فیڈریشن برائے منصوبہ بند تولیت (International Planned Parenthood Federation) کی مقامی شاخ کے ساتھ سیاسی بحث وتکرار کا موجب بنتے ہیں، صرف اس لیے کہ مختلف مانع حمل طریقوں کی زور دار

26. Ibid.
27. Ibid.

15811

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشر و اشاعت ہوتی ہے[۲۸]۔

چونکہ بے ٹیل نے اپنی تحقیق کے دوران امریکی حکومت سے اپنے تعلق پر پردہ نہیں ڈالا اس لیے کئی ممالک میں یہ تصور پایا جاتا تھا کہ اس کے اہل کار یو ایس ایڈ کے گماشتے تھے[۲۹]۔ اگرچہ گروپ نے عموماً ان الزامات کی تردید کی کوشش کی، لیکن یہ صورت حال اسے اپنے مشن کے لیے سودمند بھی نظر آئی کہ وہ تحدید آبادی کے ضمن میں رکاوٹوں کی نشان دہی کر پایا۔

ایک ملک، یعنی تنزانیہ میں، جائزہ ٹیم کا ایک ممبر بالواسطہ تعلق کے باوجود ''یو ایس ایڈ'' کا اہل کار سمجھا گیا۔ اس چیز نے [مطالعہ کے دوران] بعض جواب دہندوں (respondents) کو اپنے ان اندیشوں کی جانب اشارہ کرنے پر اکسایا جو انہیں آبادی سے متعلق امریکی امداد کے بارے میں ہیں۔ یوں انہوں نے بعض مسائل کے ضمن میں ''یو ایس ایڈ'' کے خلاف بھی اپنی ناراضی کا اظہار کیا۔ امریکی ٹیم کے لیے برقی چھڑی (lightening rod) کا سا کردار اپنانا غیر موزوں محسوس نہیں کیا گیا کیونکہ اسی میں اُن کے اخلاص اور غیر جانبداری کا کنایہ بھی موجود تھا[۳۰]۔

رپورٹ نے اپنے اختتامی کلمات میں تجویز دی کہ کئی اور افریقی ممالک کا بھی انتخاب کیا جائے جہاں ایک زیادہ بڑے پالیسی مطالعہ اور مستقبل کے اقدامات زیر عمل لائے جائیں۔ اس ضمن میں اہمیت کے اعتبار سے: نائیجیریا، کیمرون، کوٹ دی آئیوری، زیمبیا، سیرالیون، برکینا فاسو اور نائیجر کی ترتیب بیان کی گئی۔

28. Ibid., 17.
29. Ibid., 23.
30. Ibid., 20

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۷-

یو ایس ایڈ کا آپشنز پراجیکٹ*

میرا ذاتی خیال ہے کہ جب تک دھونس اور دباؤ سے کام نہ لیا جائے، بھارت میں تحدید آبادی کے پروگرام کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں کیونکہ ماضی کے تجربات یہی بتاتے ہیں۔ مذہبی اور اخلاقی وجوہات یا تحفظات کو پس پشت ڈال کر پروگرام کو معاشرے کے سبھی طبقات میں پوری قوت سے نافذ کرنا چاہیے---این کنا[1]

ترقی پذیر ممالک میں سربراہان مملکت اور حکومتی وزارتوں کو آبادی میں کمی کے منصوبے اختیار کرنے پر قائل کرنے کے لیے امریکی حکومت کی کوشش، امدادی اداروں اور عالمی بنک جیسے

* یو ایس ایڈ کے آپشنز پراجیکٹ کے مقاصد، مختلف ممالک میں سرگرمیاں اور فنڈز کی مدات، مطلوبہ نتائج، وغیرہ تمام تفصیلات اصل انگریزی کتاب کے ضمیمہ الف میں شامل ہیں۔ جن ۲۴ ممالک میں ''آپشنز'' کی سرگرمیوں کی تفصیلات دی گئیں ہیں ان کے نام یہ ہیں: بولیویا، بوتسوانا، برکینا فاسو، کیمرون، چاڈ، کوٹ ڈی آئیوری، ایکواڈور، مصر، ہیٹی، انڈونیشیا، لیبیا، مڈغاسکر، مراکش، نائیجر، نائجیریا، پاپوا نئی، پیرو، روانڈا، سینیگال، سوڈان، ٹوگو، زائر، زیمبیا اور زمبابوے۔ اس کے علاوہ افریقی لیڈروں کے حوالے سے ''آپشنز'' کے مقاصد اور سرگرمیاں، افریقی ترقیاتی بنک نے ''آپشنز'' کی معاونت حاصل ہے۔ ''آپشنز'' کا ایک اور یو ایس ایڈ پروگرام ''سرپاؤ'' سے تعاون اور لاطینی امریکہ میں سوشل سیکورٹی سسٹم کے ساتھ ''آپشنز'' کا تعاون وغیرہ کی تفصیلات بھی اسی ضمیمہ کا حصہ ہیں۔ یہ تفاصیل ۵۹ صفحات کے ضمیمہ پر مشتمل ہیں جنہیں طوالت کے خیال سے اور ایک عام قاری کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے اردو کتاب میں شامل نہیں کیا گیا۔ زیادہ متجسس قارئین کو یہ معلومات اصل کتاب کے ضمیمہ الف سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ [مترجم]

۱۔ این کنا (N. Kanna)، سیکرٹری آف دی مدراس چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری، مدراس (بھارت) کا حوالہ ایک جائزے ''عالمی یوم آبادی - جوابات'' میں دیا گیا ہے، جو سماجی اور تاجر رہنماؤں کے خیالات معلوم کرنے کے التماس پر مشتمل تھا۔ جوابات جمع کر کے اس کی اشاعت کا فریضہ پاپولیشن کمیشن Pasadena. California نے اقوام متحدہ کی آبادی کانفرنس ۱۹۹۴ء- قاہرہ (مصر) کی تیاری کے سلسلہ میں انجام دیا۔ جوابات پر تاریخ درج نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض دہندگان کی دھونس پر مبنی پالیسی سے بھی کچھ بڑھ کر ہے۔ اس ضمن میں کئی اور مؤثر گشتی (peddler) ٹیمیں بھی سرگرم ہیں جو اعلیٰ مقامی عہدیداروں سے ربط پیدا کرتی ہیں اور اس مقصد کے لیے ان کے پاس وافر بجٹ موجود ہیں۔ وہ ایک طرف آبادی اور ترقی کے درمیان غلط تعلق پیدا کر کے دکھاتی ہیں اور دوسری طرف جنوبی کرہ میں تحدید آبادی کے سلسلہ میں امریکی حکومت کے اصل ارادوں کی جھوٹی تصویر کشی کرتی ہیں۔

''یو ایس ایڈ'' کے مالی تعاون سے چلنے والا ایسا ہی ایک پراجیکٹ ''آپشنز'' (OPTIONS) کہلاتا ہے جسے ایک معاہدہ کے تحت امریکی محکمہ دفاع کی مالی مدد سے قائم پرائیویٹ ادارہ فیوچرز گروپ (Futures Group) چلاتا ہے۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۶ء سے جب ابتداً کام شروع ہوا، آپشنز پراجیکٹ کو 'یو ایس ایڈ' کے ہیڈکوارٹر واشنگٹن سے قریباً ۲۳ ملین ڈالر کی گرانٹ مل چکی ہے۔ اس میں وہ اضافی رقم شامل نہیں جو زیر ہدف ممالک میں موجود یو ایس ایڈ مشن یا علاقائی بیوروز کی طرف سے پراجیکٹ کو ملتی رہتی ہے[2]۔ ۱۹۸۶ء کی معاہداتی دستاویز کے مطابق پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ:

''آپریشنل پالیسیوں کی تشکیل اور تجزیہ کی صلاحیت کو تقویت دی جائے، نیز پالیسی اداروں اور پروگرام اور مالی امور سے متعلق فیصلے کرنے والوں کے درمیان رابطے بڑھائے جائیں[3]۔

معاہدے میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ:

ان مقاصد کے حصول کے لیے توجہ موجودہ اعداد و شمار اور پالیسی تجزیوں کے عمل سے

۲۔ یو ایس ایڈ کے سمندر پار دفاتر کی طرف سے ملنے والے اضافی فنڈ ''بائی ان'' (buy - ins) کہلاتے ہیں۔ آپشنز پراجیکٹ کے ایک ابتدائی تجزیہ کے مطابق یو ایس ایڈ کے مقامی اور علاقائی بجٹوں کے تحت پراجیکٹ کو کافی اضافی فنڈ ملے۔ مثلاً صرف نائیجیر میں کام کے لیے ساڑھے تین لاکھ ڈالر مزید دیے گئے۔ اسی طرح مراکش میں ملک کے اندر کام کے لیے چار لاکھ ڈالر اضافی مہیا کیے گئے۔ زائر میں یہ ''بائی ان'' چھ لاکھ اسی ہزار ڈالر تھے۔ ایڈ مشن کی طرف سے ان سے ذرا کم رقوم بوتسوانا، برکینافاسو، کیمرون، چاڈ، کوٹ دی آئیوری، ہیٹی، مڈغاسکر، نائیجیریا، پاپوانیوگنی، روانڈا، سوڈان، ٹوگو اور زیمبیا کو ملے۔ دیکھیے:

Population Technical Assistatance Project, "OPTIONS for Population Policy Midterm Evaluation", Report No. 89-048-099 (10 August 1990). II

3. AID- Futures Group, "OPTIONS Contract", # DPE-3035-C-00-6062-00 (1986). 6.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسائل کی تقسیم اور آپریشنل پالیسیوں کی طرف منتقل کی جائے گی ..... جہاں جہاں قومی پالیسیاں ابھی تشکیل نہیں دی گئیں، کنٹریکٹر [فیوچر گروپ] وہاں قومی پالیسیوں کی تشکیل کے لیے تکنیکی امداد جاری رکھے گا[4]۔

معاہدہ کے مطابق پروگرام میں ''تربیت، خصوصی مطالعے اور سیمینارز، مشاہداتی دوروں اور لمبی مدت کے لیے مشیروں [کی فراہمی] کے لیے بھی مدد دی جائے گی۔ ترقی پذیر ممالک کے گریجویٹ طلبہ کے لیے امریکہ میں ایک معقول فیلو پروگرام کے لیے بھی اعانت کی جائے گی۔ نیز اداروں کو امداد ملے گی کہ وہ پالیسی عمل کے کسی بھی جزو کو ترقی دے سکیں[5]'۔

پراجیکٹ کی تفصیلات میں مشورہ دیا گیا ہے کہ پروگرام کی ابتدا اُسی طرح کی سیاسی جاسوسی اور نگرانی سے ہوگی جیسے بے ٹیل ہیومن افیئرز ریسرچ سنٹرز نے کی۔ بتایا گیا کہ پالیسی مہم شروع کرنے کا ''پہلا قدم'' یہ ہوگا کہ:

> ..... پالیسی سسٹم کی اداراتی صلاحیتوں اور کمزوریوں کا تجزیہ کیا جائے، جس میں پالیسی طریق کار کی خامیوں کی نشان دہی بھی ہوگی۔ اس تجزیہ کا ایک نتیجہ نجی شعبہ کی نفع کے لیے کام کرنے والی تنظیموں اور فرموں (مثال کے طور پر Personnel Managers Association) کا بھی سراغ لگانا ہوگا، جو آپریشنز پالیسیوں پر اثر انداز ہوسکیں[6]۔

معاہدے کے تحت متعلقہ ادارہ اس امر کا بھی پابند ہے کہ وہ ''آبادی پالیسیوں کی مدد'' اور ''شعبہ جاتی پالیسیوں کی تشکیل'' کے لیے رہنما اصول تیار کرے، ''ماڈل قانون سازی'' کرے، ''بین الاقوامی تنظیموں کی طرف سے پیش کردہ مجموعہ نظریات (doctrines)'' کی تدوین کرے، اور

4. Ibid.
5. Ibid.
6. Ibid., 7.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی اور پالیسی سے متعلق ''لٹریچر کے وسیع تر تجزیے'' کر کے دے (اس ضمن میں مثال کے طور پر عالمی آبادی کانفرنس اور علاقائی کانفرنسوں میں سامنے آنے والے لٹریچر کا ذکر کیا گیا ہے ۷۔)

آپشنز پروگرام کے حوالے سے فیوچرز گروپ کی تیار کردہ ایک رپورٹ میں جو پراجیکٹ اہداف دیے گئے ہیں اُن میں ''سربراہان مملکت، [وزراء وارکان پارلیمنٹ | نجی شعبہ کے لیڈر] اور وہ دوسرے لوگ شامل ہیں جو فیصلہ سازی کا اختیار رکھتے ہیں یا وسائل [اور رقوم] کی تقسیم کنٹرول کرتے ہیں ۸''۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۱ء کے دوران پہلے مرحلہ میں آپشنز پراجیکٹ چوبیس ممالک میں سرگرم عمل تھا، یعنی: دو عرب ممالک، ایک جنوب مشرقی ایشیائی ملک، تین لاطینی امریکی ممالک، پاپوانیوگنی جہاں اکثر مقامی باشندے ہیں، اور سترہ دوسرے وہ ممالک جہاں افریقی یا افریقی نژاد آباد ہیں ۹۔

یہ امر تعجب خیز نہیں کہ آبادی پروگراموں کے تحت اکثر نسل پرستی کے الزامات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ آپشنز پراجیکٹ کا اصل ہدف مملکتوں کے سربراہ اور سرکاری وزارتیں نہیں ہیں، بلکہ وہ عوام ہیں جن سے امید کی جاتی ہے کہ وہ [اپنے ذاتی معاملات میں] دخیل اور رسوا کن تحدید آبادی کی پالیسیوں پر عمل کریں گے۔ ان میں ۱۹۱٫۵ ملین عرب، ۴۳ ملین لاطینی امریکی، ۲۰۳٫۵ ملین انڈونیشی، پاپوانیوگنی کے ۴ ملین باسی، اور ۲۹۶ ملین افریقی بشمول ہیٹی کے باشندے شامل ہیں ۱۰۔ مزید براں، اس بات پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں کہ ان ممالک اور اقوام میں برتھ کنٹرول

---

7. Ibid., 8-9.

8. James C. Knowles, "Tools for Population Policy Development ", *OPTIONS for Population Policy Project* (undated), 15.

۹۔ آپشنز پراجیکٹ کے زیر ہدف ممالک: ۱۔ بولیویا، ۲۔ بوتسوانا، ۳۔ برکینافاسو، ۴۔ کیمرون، ۵۔ چاڈ، ۶۔ کوٹ ڈی آئیوری، ۷۔ ایکواڈور، ۸۔ مصر، ۹۔ ہیٹی، ۱۰۔ انڈونیشیا، ۱۱۔ لائبیریا، ۱۲۔ مڈغاسکر، ۱۳۔ مراکش، ۱۴۔ نائیجر، ۱۵۔ نائیجیریا، ۱۶۔ پاپوانیوگنی، ۱۷۔ پیرو، ۱۸۔ روانڈا، ۱۹۔ سینی گال، ۲۰۔ سوڈان، ۲۱۔ ٹوگو، ۲۲۔ زائر، ۲۳۔ زیمبیا، ۲۴۔ زمبابوے

10. Population Statistics from *The World Almanac and Book of Facts, 1996*, ed. Robert Famigheti (Mahwah, N.J., 1995)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عدم تعاون ہی وہ اصل وجہ ہے کہ پاپولیشن پالیسی مغرب کے زعماء کی ناگزیر سیاسی ضرورت بن چکی ہے۔

خارجہ پالیسی اسٹیبلشمنٹ رنگدار افراد کی شرح پیدائش گھٹانے کے لیے کس حد تک جا سکتی ہے اس کا اظہار کئی اور اقدامات سے بھی ہوسکتا ہے جن کی وضاحت فیوچر گروپ/آپشنز سمجھوتے میں کی گئی ہے۔ مثلاً کچھ ''آپریشنل پالیسی آلات'' ہیں جن کا مقصد ''نجی شعبہ کے کردار کے متعلق آگاہی اور اس کی شرکت بڑھانا ہے کہ وہ سماجی خدمات اور خاندانی منصوبہ بندی ترسیلات میں کیسے کردار ادا کرے''۔ پراجیکٹ دستاویز کے مطابق ان اقدامات کے تحت ''حکومتی، مزدور اور صنعتی لیڈروں کے لیے اعلیٰ پیمانے پر شعبہ جاتی سیمینار منعقد کیے جا سکتے ہیں.....[۱۱]''۔ دستاویز میں دوسری تجاویز بھی ہیں جن کا ہدف وہ لوگ ہیں جو امریکی ڈسپلن میں رکاوٹ ڈالتے ہیں:

> ...... ان کا نشانہ بالخصوص وہ پالیسی مشکلات ہیں جو مزید اطلاعات فراہم کر کے یا بحث کر کے ختم کی جا سکتی ہیں۔ اصل مقصد ترقی پذیر ممالک کی حکومتوں اور تنظیموں کے ساتھ ''پالیسی ڈائیلاگ'' کا سلسلہ بڑھانا ہے۔ پالیسی ڈائیلاگ کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ اقدام کیا جائے جس کے تحت کم ترقی یافتہ ممالک کے سرکاری اور نجی شعبہ کے لیڈروں کا بین الاقوامی ماہرین سے باہمی تعامل (interaction) ہو جو پالیسی میں سدھار اور اصلاحات پر منتج ہو[۱۲]۔

فیوچر گروپ کے ''بین الاقوامی ماہرین'' اور امریکی حکومت کے مابین جو مالی معاہدہ ہوا ہے اس میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ آپریشن کے صرف ابتدائی پانچ برسوں میں ''کم از کم تیس ذیلی پراجیکٹ'' پر کام ہوگا۔ یہ ذیلی پراجیکٹ ''تحقیقی تنقیدی جائزے، کم مدتی مطالعہ جات، پالیسی تشکیل اور تجزیاتی مواد، فائدہ اور نقصان (cost/benefit) کے تجزیہ پر مبنی مطالعات'' اور دوسرا

11. "OPTIONS Contract", # DPE-3035-C-00-6062-00, 10.
12. Ibid., 11.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوازمہ تیار کریں گے۔ان سب کا انداز ایسا ہوگا کہ:

..... آبادی پالیسی کے لیے عوامی تعاون ابھاریں، قومی لیڈر شپ کی آمادگی بڑھائیں، قومی سطح کی اور آپریشنل پالیسیوں کے لیے خصوصی پالیسی سفارشات مرتب کریں، نجی شعبہ کے اداروں کے لیے خصوصی آپریشنل منصوبے تیار کریں اور مزید پروگرام اور پالیسی امور طے کرنے کے لیے نقشہ کار (blue print) وضع کریں ۱۳۔

فیوچر گروپ کے دوسرے فرائض میں ''مشاہداتی سفر'' شامل ہیں جن کا مقصد ''فیصلہ سازی کا اختیار رکھنے والوں کو ترغیب دینا'' ہے کہ وہ تحدید آبادی کو قبول کریں۔ نیز انہیں وہ ''سیاق و سباق مہیا کریں جن کے تحت وہ پالیسیاں تیار کر کے اُن پر عمل درآمد کرائیں ۱۴''۔ ثانی الذکر کے متعلق دستاویز میں مزید کہا گیا: ''اس طرح کے سفر خاص طور پر افریقہ کے لیے ضروری ہیں جہاں [مختلف] اقوام نے قومی اور آپریشنل پالیسی کے مراحل سے تیزی سے گزر جانے کا رُجحان ظاہر کیا ہے... ۱۵''۔ اس کے ساتھ ہی ایک اسکالرشپ پراجیکٹ بھی تیار کیا گیا تاکہ باہر کے ملکوں میں تحدید آبادی کے حق میں ایک ''لیڈر شپ'' پیدا کی جائے۔معاہدہ میں کہا گیا ہے کہ ''ماضی کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ طلبا بڑی تعداد میں اپنے اپنے ملکوں کو واپس جاتے ہیں اور پالیسی [کی تشکیل و عمل درآمد] کے نظام میں اہم کردار کے حامل بنتے ہیں ۱۶''۔

البتہ معاہدے کی دستاویز یہ کھلا اعتراف کرتی ہے کہ ''آپشنز پراجیکٹ'' سیاسی خطرات سے پاک نہیں۔ چنانچہ کنٹریکٹر کو ہر حال میں بہت سلیقے اور احتیاط سے ملوث کیا جائے۔ مثلاً ''آبادی پالیسی تشکیل کے آلات'' نامی ۴۵ صفحات کی آپشنز پراجیکٹ رپورٹ میں مشورہ دیا گیا ہے:

13. Ibid., 11-12.
14. Ibid., 12-13.
15. Ibid., 12.
16. Ibid., 13.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> چونکہ [ابتدائی] پالیسی تشکیل کا مرحلہ تکنیکی کم اور سیاسی زیادہ ہوتا ہے اس لیے بعد کے پالیسی تشکیلی عمل کی بہ نسبت اس مرحلہ پر زیادہ بیرونی امداد دینا، اور ملوث ہونا مناسب نہیں۔ اس مرحلہ پر پالیسی مداخلت لازمی طور پر صرف قومی عمل کو مدد دینے کے لیے ہو۔[17]

چنانچہ طریق کار مخصوص اہداف کے مطابق وضع ہوتے ہیں اور آبادی پروگرام کے مقاصد اکثر ـــــ جانتے بوجھتے ـــــ ایسی شکل میں پیش ہوتے ہیں جیسے اُن کا آبادی کی نمو (growth) پر کوئی اثر نہیں پڑے گا یا بہت کم ہوگا:

> ہوسکتا ہے بعض ممالک (خصوصاً افریقہ) میں ثقافتی اور سیاسی وجوہات کی بنا پر خاندانی منصوبہ بندی کو بارآوری میں کمی کے ایک طریقے کے طور پر قبول نہ کیا جائے۔ لیکن اگر اس کا مقصد یہ بتایا جائے کہ پیدائش اطفال میں وقفہ کا زچہ و بچہ کی صحت پر اثر پڑتا ہے تو بات مان لی جائے گی۔ ایسی جگہوں پر بچوں کی زندگی کے تحفظ پر مبنی پروگرام (Child Survival Presentation) مؤثر پالیسی حربہ ہوسکتا ہے۔ کمپیوٹر کی مدد سے تیار کردہ ان تقریروں اور پروگراموں میں بین الاقوامی آبادیاتی اعداد و شمار استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان میں ایک طرف بارآوری کے رجحانات اور دوسری طرف نوزائیدہ اور کم عمر بچوں اور ماؤں کی اموات کی تفصیل میں قریبی تعلق دکھایا جاتا ہے.....[18]

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پالیسی میں تبدیلی کا عمل مملکت کی حمایت یافتہ خاندانی منصوبہ بندی مہم پر شروع یا ختم نہیں ہوتا۔ وہ بات جو بظاہر پیدائش میں ''وقفہ'' کی سادہ کوشش سے شروع ہوتی ہے یقیناً پھیل کر ایک بڑے پروپیگنڈا پروگرام کا روپ دھار لیتی ہے جس کا مقصد خاندان کے حجم

---

17. "Tools of Population Policy Development", 24-25.
18. Ibid., 23.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق رائے تبدیل کرنا ہوتا ہے۔ جب ایک بار یہ ہو جائے تو مانعات حمل کے اہداف مقرر کیے جاتے ہیں اور ان کی تقسیم کے لیے زیادہ جارحانہ اقدامات کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض ایشیائی ممالک میں، جہاں مغربی آبادی پروگراموں نے شرح پیدائش آدھی سے بھی کم کر دی ہے، پالیسی کی تشکیل کے عمل کو بند کرنے کے کوئی آثار موجود نہیں۔ اس امر کے باوجود کہ بعض ممالک میں جہاں آبادی کے حوالے سے ایک مستحکم پالیسی موجود ہے، اور بڑے پیمانے پر دباؤ کے ہتھکنڈے سامنے آئے ہیں، پھر بھی، بیرونی امدادی ایجنسیاں اس کوشش میں ہیں کہ گزشتہ پالیسی ''اصلاحات'' کا سلسلہ مزید بڑھایا جائے اور خاندان میں بچوں کی تعداد مقرر کرنے کے لیے باقاعدہ قانون سازی کی جائے[۱۹]۔ اس امر کی کوئی شہادت موجود نہیں کہ امداد دینے والے ممالک نے کبھی میزبان ملک کے لیڈروں پر یہ ظاہر کیا ہو کہ اُن کا ارادہ ترقی پذیر ملک کے عوام کے تولیدی اختیار میں اپنی مداخلت کی سطح میں مسلسل اضافہ کرتے چلے جانا ہے۔

اصلاً ''یو ایس ایڈ'' کے ''پالیسی ترقیاتی آپریشن'' اور سرد جنگ کے ابتدائی برسوں میں سی آئی اے کی دراندازی کی چالوں میں چنداں فرق نہیں۔ بلکہ ثانی الذکر کی وضاحت جن الفاظ میں ہوئی

۱۹۔ اگلے باب میں آپ دیکھیں گے کہ پولیس انڈونیشیا میں کسی خاتون کو معمولاً اٹھا کر خاندانی منصوبہ بندی کے مرکز لے جاتی ہے جہاں سے مانعات حمل استعمال کرائے جاتے ہیں ضروری ہو تو بندوق کی نوک پر۔ اس کے باوجود انڈونیشی آبادیاتی پالیسی تشکیل اور آپریشن کے لیے پیسہ انڈیلا جا رہا ہے تاکہ ایک مستقل ''آبادیاتی قانون'' نافذ ہو۔ مثلاً دیکھیے United Nations Population Fund, *Inventory of Population Projects in Developing Countries around the World, 1990 - 1991* (New York, 1991), 277. دستاویزات کے اس سلسلہ میں آبادی سے متعلق ذیلی منصوبوں کی مختصر وضاحت ہے۔ ان کی ترتیب ملک وار ہے اور ذیلی مرتبانے امداد دہندہ ملک، ایجنسی اور معاہد (contractor) کے حساب سے ہیں۔ ان میں بعض اوقات کسی عمل پر اٹھنے والے خرچ کا بیان، اور طے کردہ ابتدائی اور تکمیلی تاریخیں بھی دی ہوتی ہیں۔ انڈونیشی قانون آبادی کا ذکر "Path finder" کے نام کے تحت ہوا جو ''یو ایس ایڈ'' سے مدد پانے والا خاندانی منصوبہ بندی کا بڑا ایجنٹ تھا۔ تفصیلی بیان کچھ یوں تھا: ''انڈونیشیا میں آبادی کے قانون کی تشکیل: انڈونیشیا میں ایک عمومی آبادی کے قانون کی تسوید و تشکیل کی امداد، جس کے لیے پاپولیشن کونسل کا قیام پیش نظر ہے اور ایک طریقہ کار طے کرتا ہے جس کے تحت ورکنگ گروپ مل بیٹھ سکیں اور ایک مربوط مسودہ تیار ہو۔ رقم ۲۰۰۹۰ ڈالر۔ تاریخ: جنوری- ستمبر ۱۹۹۰ء''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ حیرت انگیز طور پر ''فیوچر گروپ'' کے معاہدہ سے مماثل ہیں۔ سی آئی اے کے چیف آف سٹیشن ہیری روسٹزکی (Herry Rositzke) کے بقول:

> خفیہ سیاسی اقدام اپنے وسیع تر مفہوم میں پوشیدہ معاہدات اور خفیہ فنڈ استعمال میں لاتا ہے تا کہ کسی دوسری قوم کی قوت اور پالیسیوں پر اثر انداز ہو..... سیاسی اقدام کے رابطے کئی طرح کے ہو سکتے ہیں۔ سربراہان مملکت سے لے کر سیاسی پارٹی کے لیڈر کے ساتھ، کابینہ کے وزیر سے لے کر لیبر یونین کے سیکرٹری سے، سیکیورٹی سروس کے سربراہ سے لے کر ایک ذی اختیار مذہبی عالم کے ساتھ[20]۔

ایک اور مصنف اس خیال کی تصدیق کرتا ہے کہ آج کی امریکی خارجہ پالیسی کے سامنے دوسرے ممالک میں اس کی ابتدائی مداخلت کی پالیسی گویا مذاق لگتی ہے:

> خفیہ اقدام، جو امریکی انٹیلی جنس سرگرمی کا نمایاں ترین پہلو ہے، رواجاً ایسی حرکتوں پر مشتمل ہوتا ہے کہ وہ بیرونی حکومتوں، واقعات، تنظیمات اور افراد کو متاثر کر کے اس انداز سے امریکی خارجہ پالیسی کی تائید پر آمادہ کر دے کہ خود امریکی حکومت کی مداخلت سامنے نظر نہ آئے ..... امریکی خفیہ کارروائیاں دنیا کے تمام بڑے (اور بہت سے چھوٹے) علاقوں میں بروئے کار آئیں، یعنی یورپ اور سوویت یونین، افریقہ، مشرق وسطیٰ، ایشیا اور لاطینی امریکہ میں ــــ ان آپریشنوں میں کئی طرح کے اقدام شامل ہوتے تھے: (۱) سیاسی مشاورت اور نصیحت (۲) کسی فرد کے لیے رعایتیں، (۳) سیاسی جماعتوں کو مالی اور تکنیکی امداد، (۴) لیبر یونینز اور کاروباری اداروں سمیت نجی اداروں کی مدد، (۵) خفیہ پروپیگنڈا، (۶) افراد کی تربیت، (۷) اقتصادی اقدامات، (۸) نیم فوجی یا سیاسی اقدامات جن کا مقصد کسی حکومت کو

---

20. Harry Rositzke, *The CIA's Secret Operations: Espionage, Counter Espionage and Covert Action* (Boulder, Colo., 1988), 185-186.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرانا یا سہارا دینا ہوتا ہے، اور (۹) قتل کا اقدام ۲۱۔

خاتمہ کلام میں روسٹز کی تسلیم کرتا ہے کہ ایسی مداخلتوں کے ضمن میں ایک اخلاقی مخمصہ سامنے آتا ہے لیکن وہ (سی آئی اے اور مفروضہ طور پر دوسرے سرکاری اداروں کی طرف سے) خفیہ سیاسی مداخلت کو جائز مانتا ہے اور جواز یہ بتاتا ہے کہ:

> جس دنیا میں ہم رہ رہے ہیں یہ اخلاقی دنیا نہیں ہے۔ یہ دنیا عبارت ہے زیادہ طاقت اور کم طاقت سے، زیادہ اموال اور کم اموال سے، اور زیادہ تحفظ اور کم تحفظ سے ـــــ ایسی دنیا جس میں جنگ آخری بداخلاقی ہے۔ اقوام یہ نصب العین اپنانے پر مجبور ہیں کہ: ''مرجانے سے بُرا کہلانا بہتر ہے''۔ ایسی دنیا میں امریکی خارجہ پالیسی عملیت پسند رہی ہے، اور رہے گی..... ۲۲۔

بلاشبہ، آپشنز پراجیکٹ عملیت پسند ہے اور بڑی حد تک خفیہ بھی، کم از کم ان معنوں میں کہ وصول کنندوں کو نہ تو مداخلت کے ذریعہ کا پتہ چل پاتا ہے نہ اصل مقصد کا۔ مثلاً پروگرام کی ڈیویلپمنٹ رپورٹ کہتی ہے کہ ''قومی'' پاپولیشن پروگرام پر عمل درآمد کے مرحلہ پر ذمہ داری آخرکار میزبان حکومت کے اداروں کو سونپنی پڑے گی۔ ـــــ ''ان میں سے بعض کو تخلیق کرنا پڑے گا ۲۳''۔ رپورٹ مزید کہتی ہے کہ ذرائع ابلاغ سے ''اطلاعاتی مہمات'' کا رخ خصوصی گروپوں پر مرکوز کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی توسیعی کوششوں سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ''لیڈروں کے ذہن بدلنے کا کام آسان بنا دیں گی اور نئی پالیسیوں کے حق میں دلچسپی رکھنے والے گروپوں کو موثر طور پر جوڑ دیں گی ۲۴''۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ تحدید آبادی کے لیے اتنی بے بہار قوم مختص کرنے کا مقصد زیر

21. Jeffory T. Richelson, *The U.S. Intelligence Community*, 2nd ed. (1989), 33.
22. Rositzke, *CIA's Secret Operations*, 206.
23. "Tools for Population Policy Development", 24.
24. Ibid., 13.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدف حکومت اور وزارتوں سے بڑی چالاکی کے ساتھ چھپایا جاتا ہے۔ جہاں ضرورت ہو، غیر معمولی احتیاط برتی جاتی ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ پروگرام میں امریکی ماہرین اور امریکی تربیت یافتہ اور تنخواہ یافتہ کارندے (recruits) شامل ہیں، جو پوری تندہی سے آبادی ختم کرنے کے جارحانہ عمل کو بڑھا رہے ہیں۔ مزید یہ کہ ایک ہی طرح کے پہلے سے تیار شدہ پیغامات اور موضوعات بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک ہی تصور بہت دفعہ لوگوں کے سامنے رکھا جائے اور کئی ذرائع سے پیش کیا جائے تو امکان ہے کہ وہ آخرکار مخالفت ترک کر دیں گے۔

فیوچر گروپ-آپشنز پراجیکٹ، پاپولیشن پالیسی ڈیویلپمنٹ کی ایسی بہت سی مہمات میں سے ایک ہے۔ ایک بڑی تعداد اس کے علاوہ ان اداروں کی ہے جن کا اولین یا ثانوی مقصد ''آبادی پالیسیاں'' ہیں۔ بیرونی اثر و رسوخ کے اتنے بھاری بھرکم سلسلے کو بھی مزید متعین اقدامات کی مدد درکار ہوتی ہے تاکہ یہ امر یقینی بنایا جا سکے کہ ترقی پذیر ملک کے لیڈر آمادۂ عمل ہوں گے۔ عالمی بنک، جو کم ترقی یافتہ ممالک کے ''خزانوں'' کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے، اکثر اس معاملے میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— ۸ —

عالمی بنک کے خفیہ منصوبے

۱۱ اگست ۱۹۸۷ء کا واقعہ ہے۔ بنگلہ دیش میں ایک ۸۰ برس کا بوڑھا کسان عثمان علی میمن سنگھ قصبہ میں اپنے بھائی سے ملنے گیا۔ واپسی پر اُسے خاندانی منصوبہ بندی کرنے والا ایک کارکن (sterilization agent) مل گیا۔ اُس نے وعدہ کیا کہ اگر وہ نس بندی کرانا مان جائے تو وہ اُسے ایک تہبند اور ۱۷۵ ٹکہ دے گا جو اس کی کئی ہفتوں کی کمائی کے برابر رقم تھی..... عالمی بنک اور بیرونی امداد دینے والوں کی ایک کنسورشیم کی مدد سے چلنے والے تحدید آبادی کے حکومتی پروگرام کی طرف سے لوگوں کو دی جانے والی ترغیبات کے یہ عام طریقے ہیں..... آپریشن ہو چکا تو ایجنٹ نے کلینک سٹاف سے بابا کو وہاں تک لانے کی اپنی فیس وصول کی اور پھر عثمان علی سے اس کا تہبند اور رقم چرانے چل پڑا۔ بوڑھے کو اچانک دل کا دورہ پڑا اور اگلے دن مر گیا --- بیٹسی ہرٹ مین[1]

افزائش نسل اور جہد للبقا پر مبنی ارتقاء کے اصول آج بھی دنیا کی بیشتر اقوام میں روبہ عمل ہیں۔ لہذا کوئی بھی ضبط ولادت پروگرام ایسے لوگوں کے لیے "گلے میں ہڈی" کے مترادف ہے جو زبان سے اسے نسل کشی قرار دیتے ہیں لیکن دل میں خوش ہیں کہ جنہیں وہ اپنا مقابل سمجھتے ہیں، اُن سے تعداد میں بڑھ رہے ہیں۔ یہ لوگ محض عددی برتری کے وزن پر فریق مخالف کے علاقائی اموال قبضہ میں لے لیتے ہیں --- جے۔ ڈبلیو۔ جیمیسن[2]

---

1. Betsy Hartmann, "Bankers, Babies and Bangladesh", *The Progressive* 54 (September 1990) :18.
2. J.W. Jamieson, "Malthus Revisited", *Mankind Quarterly* 32, no.4 (Summer 1992): 432.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے اس فکر نے پریشان کر رکھا ہے کہ آبادیوں کے حجم اور تقسیم میں واقع ہونے والے فرق کی وجہ سے وہ بالآخر دنیا کی امامت سے معزول ہو جائے گا۔ دنیا بھر کی قیادت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اثر و رسوخ کے جو بھی ذرائع اور وسائل میسر ہیں اُن سے ایسے اقدامات کیے جائیں جن کا براہ راست اثر زیادہ بار آور معاشروں کے افزائش آبادی کے رجحانات پر ہو۔ فی الواقع امریکہ نے عالمی بنک پر اپنے اثر و رسوخ کو بہت موثر طور پر استعمال کیا ہے کہ وہ کم ترقی یافتہ ممالک پر غیر مقبول آبادی پالیسیاں ٹھونسے، اور ابھی اس کے اور بہت کچھ کرنے کے ارادے ہیں۔ عالمی بنک نے تحدید آبادی پروگراموں کے لیے ۱۹۸۰ء کی دہائی میں دس کروڑ ڈالر سالانہ سے کچھ کم رقم مہیا کی تھی۔ اس کا منصوبہ ہے [تھا] کہ ۱۹۹۵ء تک آبادی کے شعبہ کے لیے قرض کی رقم بڑھا کر ڈھائی ارب ڈالر کر دے[3]۔

عالمی بنک کی سطح پر قرض کے ضمن میں جابرانہ پالیسیاں کوئی راز کی بات نہیں۔ ورلڈ بنک کی تیار کردہ اور تقسیم کردہ کئی مطبوعات میں یہ صاف کہا گیا ہے کہ نہ ماننے والی اقوام کو آبادیاتی قرضے بہ طور شرط لینے پر مجبور کیا جاتا ہے اگر وہ دوسرے پسندیدہ تر قیاتی قرضے مثلاً عام تعلیم، بجلی، نظام آبپاشی اور زراعت کے لیے بہت ضروری فنڈ لینے کے آرزومند ہوں۔ جس طرح بیرون ملک فوجی اور اقتصادی امدادی پروگرام کے ضمن میں ہوا، غریب ممالک کے عوام کی نجی زندگیوں میں عالمی بنک کی مداخلت کی راہیں بھی امریکی حکومت کی ''خفیہ'' ایجنسیوں نے کھولیں۔ اس کی مثال قومی سلامتی کونسل کی وہ خفیہ یادداشت ہے جس پر صدر رچرڈ نکسن کے قومی سلامتی امور کے لیے معاون ہنری کسنجر کے دستخط ہیں۔ اگست ۱۹۷۰ء کی اس دستاویز نے تحدید آبادی کے سوال کو اٹھا کر

3. Statement of the World Bank President Levis Preston, 9 March 1992, at the opening of a World Bank Conference on the Safe Motherhood Project, World Bank auditorium, Washington, D.C.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثیر فریقی ایجنڈا کا ایک اہم ترجیحی آئٹم بنادیا[4]۔ اُسی سال عالمی بنک نے جمیکا کے لیے ۲ ملین ڈالر کا اپنا پہلا تحدید آبادی قرض جاری کیا[5]۔

چار برس بعد جب قومی سلامتی کونسل نے جنوب میں بڑھتی ہوئی آبادی کے سیاسی اور سلامتی کے متعلق اثرات کا جائزہ لینے کے لیے ۱۹۷۴ء میں مطالعہ (NSSM200) کرایا تو اس میں یہ سفارش بھی تھی کہ امریکہ بین الاقوامی مالیاتی اداروں پر اپنا رسوخ استعمال کرے تاکہ امداد وصول کرنے والے ممالک کے لیڈروں کے ضمن میں [مطلوبہ] سیاسی تبدیلی کا عمل بڑھایا جا سکے۔ مذکورہ مطالعہ میں دلیل یہ دی گئی کہ کثیر فریقی (multilateral) ایجنسیوں کو ملوث رکھا جائے تو اس سے پروگراموں پر عمل درآمد میں امریکی کردار کی پردہ پوشی میں مدد ملے گی[6]۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ ''یہ بے حد ضروری ہے کہ کم ترقی یافتہ ممالک کی لیڈر شپ میں آمادگی پیدا کرنے اور اسے تقویت دینے کا عمل ایسے انداز سے ہو کہ یہ کسی صنعتی ملک کی پالیسی نظر نہ آئے کہ وہ غریب ملک کو کمزور رکھنا چاہتا ہے یا اس کے وسائل بچانا چاہتا ہے کہ وہ بعد میں ''امیر'' ممالک کے کام آئیں''[7]۔ NSSM200 میں یہ نصیحت بھی کی گئی ہے:

> عالمی بنک گروپ وہ سب سے بڑا بین الاقوامی مالیاتی ادارہ ہے جو آبادی سے متعلق پروگرام مہیا کر رہا ہے، لیکن بنک کی پالیسی کے تحت مانعات حمل اور خاندانی منصوبہ

4. National Security Decision Memorandum 76, 10 August 1970, 5
حکم نامے میں ہدایت تھی کہ: ''امریکہ یہ سفارش کرے کہ اقوام متحدہ کا فنڈ برائے آبادیاتی امور عالمی آبادی کے مسائل اور ان سے عہدہ برآ ہونے کے طور طریقوں کا مطالعہ کرے۔ دوسرے ترقیاتی عشرہ میں اسے سب سے زیادہ ترجیح ملنی چاہیے''۔ (دستاویز ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو ڈی کلاسیفائی کی گئی)۔

5. See Steven W. Sinding, *Strengthening the Bank's Population Work in the NineteES*, W.B. Population and Human Resource Department, WPS 802 (Washington, D.C., 1991), 31.

6. National Security Council, *Implications of Worldwide Population Growth for U.S. Security and Overseas Interests*, NSC Study Memorandum 200, 10 December 1974, 106, 113-114, 149.

7. Ibid, 114.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندی سے متعلق دوسری اشیاء کے لیے قرض جاری نہیں کیا جاتا۔ اس سے بنک کی اس صلاحیت پر قدغن لگ جاتی ہے کہ وہ میسر فنڈ سے آبادی سکیموں کی مدد کر سکے۔ فی الوقت ایک اعلیٰ سطحی بیرونی مشاورتی گروپ عالمی بنک کے آبادی سے متعلق پروگراموں کا تجزیہ کر رہا ہے۔ یہ تجزیہ اور اس پر ہمارا جائزہ ایک واضح تصویر سامنے لے آئیں گے کہ آبادی کے شعبہ میں کام کے ضمن میں عالمی بنک کے کردار اور سرگرمیوں میں کیا مزید بہتری پیدا کی جاسکتی ہے۔[۸]

یہ ''بیرونی جائزہ'' جس کا ذکر یادداشت میں ہے اواخر ۱۹۷۵ء میں شروع کیا گیا تھا۔ یہ تقریباً وہی دن تھے جب ''سی آئی اے'' اور قومی سلامتی کونسل کے مشترکہ پالیسی مطالعہ (NSSM200) کو وائٹ ہاؤس نے منظور کر لیا تھا اور اسے امریکی خارجہ پالیسی کا سرکاری آلہ بنا دیا تھا[۹]، جس کی تکمیل اگست ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ تنقیدی جائزے کے لیے جو ارکان (panelists) یکجا کیے گئے، اُن میں ڈاکٹر فریڈ سائی بھی تھے۔ یہ وہی ''مشیر'' ہیں جنھوں نے ''بے ٹیل ہیومن افیئرز ریسرچ سنٹرز'' کے آبادی سے متعلق پالیسی تحقیقی منصوبے میں حصہ لیا تھا، اور جنھیں بعد میں عالمی بنک کے اندر ''سینئر پاپولیشن ایڈوائزر'' کا عہدہ دیا گیا[۱۰]۔

دوسری باتوں کے علاوہ جائزہ کمیٹی نے یہ سفارش بھی کی کہ عالمی بنک امداد دہندگان کے

---

8. U.S. International Population Policy, *Interagency Task Force on Population Policy, First Annual Report*, May 1976, II.

۹۔ NSSM200 میں شامل سفارشات امریکی خارجہ پالیسی کے رہنما اصولوں کے طور پر باقاعدہ قومی سلامتی کونسل کے ایک دوسرے ہدایت نامے NSDM-314 کے تحت اختیار کی گئیں جس پر صدر جیرالڈ فورڈ کی جانب سے قومی سلامتی کونسل کے مشیر برینٹ سکوکرافٹ نے ۲۶ نومبر ۱۹۷۵ء کو دستخط کیے۔

۱۰۔ ''بیرونی مشاورتی پینل برائے آبادی'' میں پانچ اصحاب شامل تھے: (i) برنارڈ بیریلسن جو پاپولیشن کونسل نیو یارک میں صدر اور سینئر فیلو تھے، پینل کے چیئرمین تھے، دوسرے شرکاء تھے ڈاکٹر فریڈرک ٹی سائی تب انٹرنیشنل پلینڈ پیرنٹ ہوڈ فیڈریشن لندن کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل، اے چندرا شیکھر وزارت صحت و خاندانی منصوبہ بندی بھارت، گوران اولین یونیورسٹی آف اپسلا میں اقتصادیات کے پروفیسر، اور رونالڈ فریڈمین پاپولیشن اسٹڈیز سنٹر مشی گن یونیورسٹی میں سوشیالوجی کے پروفیسر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ (قرض لینے والوں کے ساتھ نہیں) ''زیادہ قابل اطمینان تعلقات'' قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اس میں زور دیا گیا تھا کہ ''بنک کی اقتصادی رپورٹوں میں آبادی سے متعلق معاملات زیادہ بڑے پیمانے اور مستقل بنیادوں پر شامل ہوں، بالخصوص جن کا تعلق اہم ممالک سے ہو، اور ...... [بنک] اہم ممالک میں آبادیاتی پالیسی یونٹوں (شعبہ جات) کے ساتھ باہمی تعاون کے لیے آگے بڑھے[11]'' پینل نے یہ دلیل بھی دی کہ عالمی بنک کی آبادی سرگرمیوں کے تحت اُس وقت تک نسبتاً بہت تھوڑا موقع میسر تھا کہ کم ترقی یافتہ ممالک پر مغرب کی دی ہوئی پالیسیاں لاگو کی جا سکیں۔ لہٰذا بنک پالیسی میں عمومی جائزے اور درستی کی تجویز دی گئی تاکہ تحدید آبادی سکیموں میں زیادہ سیاسی اور مالی مداخلات کی صورت پیدا ہو[12]۔

امریکہ عالمی بنک میں جس آسانی سے راہ پالیتا ہے یہ محض اتفاق نہیں ہے۔ جب سے ۱۹۴۴ء میں ''بریٹن ووڈ'' کانفرنس کے موقع پر بنک تشکیل دیا گیا ہے امریکہ نے اس کے معاملات سے باخبر رہنے اور اُن پر اثر انداز ہونے کے لیے ایک خصوصی دفتر قائم کیا ہے۔ یہ شعبہ — ''دی نیشنل ایڈوائزری کونسل آن انٹرنیشنل مانیٹری اینڈ فائنینشل پالیسیز'' (جسے اندرخانہ ''دی ناک'' — NAC — کہتے ہیں) امریکی وزارت خزانہ (Treasury) کا حصہ ہے۔ اسے یہ کام تفویض ہوا کہ اس بات کو یقینی بنائے کہ عالمی بنک، آئی ایم ایف اور علاقائی ترقیاتی بنکوں میں امریکی سرمایہ کاری ''وہ تعاون مہیا کرے جو اتنی سطح تک کبھی نہ گرے کہ جہاں امریکی اثر رسوخ امریکی مفادات کو بڑھانے اور اُن کا دفاع کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہو''، جس کی وضاحت جنرل اکاؤنٹنگ آفس کے ۱۹۷۸ء کے ایک مطالعہ میں کی گئی ہے[13]۔

چونکہ محکمہ خزانہ سے تعلق تکنیکی طور پر پسندیدہ اطلاع نہیں، اس لیے اس کے متعلق سرکاری

---

11. External Advisory Panel on Population, *Report*, 1976, 5.
12. Ibid., 51-56.
13. General Accounting Office, *Multilateral and Bilateral Assistance for Developing Foreign Mineral Projects*, doc. no. ID-78-50, 15 August 1978, 1.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کار عوام میں بالعموم کوئی بات نہیں کرتے۔ البتہ قومی مشاورتی کونسل (NAC) کی سالانہ رپورٹ ضرور وضاحت کرتی ہے کہ:

> قومی سلامتی کونسل ایک مشاورتی کونسل ہے، جسے من جملہ یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس حد تک امریکی پالیسیوں میں ارتباط کے لیے ضروری یا مناسب ہو وہ مجوزہ مبادلات (transactions) اور پروگراموں کا تنقیدی جائزہ لے۔ عالمی بنک، انٹرامریکن ڈیویلپمنٹ بنک، ایشین ڈیویلپمنٹ بنک، اور افریقی ڈیویلپمنٹ بنک اور فنڈ جیسے بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے سلسلے میں کونسل (NAC) آخری ممکنہ حد تک تسلی کرنا چاہتی ہے کہ ان اداروں کے معاملات اس انداز سے چلائے جائیں گے کہ وہ امریکی پالیسیوں اور مقاصد اور امریکی حکومت کی قرض دہندگی اور دوسری بیرونی مالیاتی سرگرمیوں سے مطابقت رکھتے ہوں[۱۴]۔

سابقہ رپورٹوں میں مخصوص طور پر یہ وضاحت موجود ہے کہ قومی سلامتی کونسل ''زیادہ تر ایک سٹاف کمیٹی کے ذریعہ کام کرتی ہے'' جس میں ''امریکی حکومت کی دوسری ایجنسیوں جیسے دفاع، زراعت کے محکمے اور قومی سلامتی کونسل کے نمائندے شامل ہیں.....''[۱۵]۔ سادہ الفاظ میں یہ کونسل واشنگٹن میں اعلیٰ ترین سطح کے بین الاقوامی سلامتی آپریشن کا جزو لاینفک ہے۔

اس طرح عالمی بنک کی پالیسی امریکی خارجہ پالیسی کے عین مطابق ہوتی ہے۔ امریکہ کے لیے یہ انتظام بے حد ضروری ہے کیونکہ دیگر امور کے علاوہ اس میں امریکی اہل کاروں کے لیے موقع ہوتا ہے کہ ایسی قوم پر بھی اثر ڈالیں جن کے ساتھ سفارتی تعلقات محدود ہیں یا ٹوٹ چکے

14. National Advisory Council on International Monetory and Financial Policies, *Annual Report for Fiscal Year 1988* (Washington, D.C.), 31.

۱۵۔ یہ وضاحت NAC کی ۱۹۸۵ء اور اس سے پہلے کی رپورٹوں میں سامنے آئی ہے۔ اس کے لیے دیکھیے Executive Orders Nos. 11238, 11269 جنہوں نے کثیر فریقی مالی مبادلات کے تجزیہ کا نظم وضع کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مزید براں اس سے دباؤ کے ان ہتھکنڈوں کو بھی بروئے کار لانے کا موقع مل جاتا ہے کہ اگر وہ سیاسی بوجھ بن جائیں، تو امریکی اہل کاروں کے لیے یہ کہہ کر جان چھڑانے کا موقع باقی رہتا ہے کہ عالمی بنک تو ''کثیر فریقی'' ادارہ ہے اور پراجیکٹ خود قرض لینے والے ممالک کے اپنے ہیں۔ ایک اور بات یہ ہے کہ عالمی بنک کے فنڈ استعمال ہوں تو امریکی کانگریس اس پر قدغن نہیں لگا سکتی کیونکہ بنک اور امریکی حکومت کے تعلقات انتظامیہ کی سطح پر استوار ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ عالمی بنک جب قرض کو ''ترغیب'' کے طور پر استعمال کرتا ہے اور ترقیاتی فنڈ کو روک کر بطور ''دباؤ'' کے کام میں لاتا ہے تو وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ سربراہان مملکت اور اہم سرکاری وزارتوں کا نیم دلانہ تعاون تحدید آبادی کے ایک باقاعدہ منصوبہ کے لیے حاصل کر لے۔ اس طرح یہ ممکن ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں شرح آبادی کافی گھٹ جائے اور مغرب کی کمزور پڑتی آبادیاتی کیفیت کو سنبھالا مل جائے۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ پالیسیاں متاثرہ آبادیوں پر ''اوپر سے ٹھونسی'' جاتی ہیں۔ ان پر کسی طرح کا عوامی مباحثہ نہیں ہوتا، اور اکثر ـــــ کم از کم ابتدا میں ـــــ یہ واضح طور پر تسلیم بھی نہیں کیا جاتا کہ ایسے منصوبے اپنائے گئے ہیں۔ قرض لینے والے ممالک کی حکومتیں خود اپنے عوام کے خلاف صف آراء ہو جاتی ہیں جن کی حفاظت کی وہ ذمہ دار سمجھی جاتی ہیں۔ اس صورت حال میں فطری طور پر عوام کی طرف سے جو تنقید ہوتی ہے، اس کا نتیجہ قریب قریب ہمیشہ یہی نکلتا ہے کہ شہریوں پر حکومتی کنٹرول اور زیادتیوں میں اضافہ ہو جائے۔

عالمی بنک کا آبادی سے متعلق پالیسی مکالمہ اور اس کا ترقی پذیر ممالک میں قومی خود اختیاری (self-rule) پر جو تباہ کن اثر پڑتا ہے اس کی نمایاں ترین مثال شاید سینی گال کا معاملہ ہے۔ عالمی بنک کی ۱۹۹۲ء کی ایک مطبوعہ رپورٹ میں اس غالب مسلم آبادی والے مغربی افریقی ملک میں بنک کے مشاغل کی تاریخ درج ہے[16]۔ رپورٹ کے مطابق سینی گال کے لیے عالمی بنک کا خاندانی

16. Operations Evaluation Department. *Population and World Bank; Implications from Eight Case Studies*, World Bank Operations Evaluation Study (Washington, D.C., 1992;

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ بندی سے متعلق پہلا قرضہ ۱۹۸۲ء میں صحت کے ایک منصوبے کے حصہ کے طور پر دیا گیا تھا۔ اس میں یہ طے ہوا تھا کہ زچہ کی صحت کے پیکیج میں شامل کر کے مانعات حمل بھی تقسیم کی جائیں گی۔ سینی گال کی حکومت نے مانعات حمل والا حصہ سرے سے نظر انداز کر دیا[17]۔ بنک کے ایک مطالعہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ جس شدت سے پاپولیشن پروگرام متعارف کرایا گیا تھا اس سے حکومت کو موقع ملا کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی والی بات سے صرف نظر کر جائے۔ مثلاً مطالعہ کے مطابق یہ بات:

> ..... حکومت کی ابتدائی درخواست میں موجود نہ تھی بلکہ خط و کتابت اور مختصر دوروں میں جو گفتگو ہوئی، اُن کی بنیاد پر بنک سٹاف کے اصرار اور فرمائش پر اسے شامل دستاویز کیا گیا۔ اسے مسئلہ کو حل کرنے والی کلیاتی فضا میں وضع نہیں کیا گیا۔ ایسا کیا جاتا تو حکومت کو تحریک ملتی کہ وہ اس تصور کو اپنا لے۔ بنک نے عمل درآمد کے مراحل میں بھی اس امر پر اپنی استطاعت سے کم توجہ دی کہ پیچھا کر کے حکومت کی اس سلسلہ میں اور دوسرے اقدامات کے ضمن میں حوصلہ افزائی کرے[18]۔

۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں عالمی بنک نے سینی گال کے لیے آبادی کے شعبہ کا جائزہ لیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہاں کے آبادی سے متعلق اہل کار مانع حمل اقدامات پر مزید رقم خرچ کرنے کی بجائے پالیسی کی تشکیل پر زیادہ توجہ دیں۔ اس ضمن میں فیصلہ یہ ہوا کہ حکومت پر زور ڈالا جائے گا کہ وہ تحدید آبادی کی منظوری کا اعلان جاری کرے[19]۔ یہ طریق کار اُن ممالک میں کافی عام ہے جہاں ضبط ولادت کے اصل پروگرام کے لیے فنڈ وصول کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا جاتا ہے۔ ''آبادی اور عالمی بنک'' کے مطابق بنک کے لیڈروں نے تجویز مان لی تھی اور ''اس پر عمل

---

17. Ibid., 58
18. Ibid.
19. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درآمد اس طرح ہوا کہ سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ قرضے کی دوسری قسط کا اجرا اس بات سے مشروط کر دیا گیا کہ پہلے ایک پالیسی اعلان وضع کیا جائے گا"۔ کم تر ولادتوں کے متعلق اعلان، جو عملاً سینی گالی حکام سے زبردستی اگلوایا گیا تھا، بالآخر ۱۹۸۸ء میں شائع کر دیا گیا[۲۰]۔

اعلان کے تتبع (follow-up) میں اپریل ۱۹۹۱ء میں بنک نے اپنے فیصلے کی رُو سے سینی گال کے لیے انسانی وسائل پر ایک وسیع منصوبہ منظور کیا۔ اس کے ساتھ بھی شرائط منسلک تھیں: فی الحقیقت، پہلے مذاکرات کے دوران شرائط لاگو کی گئیں اور پھر منظوری کے لیے اعادہ کیا گیا۔

> مذاکرات کی ایک شرط یہ تھی کہ [ضبط ولادت کی] خدمات کی فراہمی پر قدغنوں کو نرم کر دیا جائے گا۔ نتیجتاً اب نرسیں سوائے بانجھ کرنے کے باقی ساری سہولتیں دے رہی ہیں، اور روایتی دائیاں [مانع حمل] گولیاں تقسیم کر سکتی ہیں۔ یہ پہلے کے مقابلے میں اہم بنیادی تبدیلیاں ہیں کیونکہ تب صرف ڈاکٹر یہ خدمات مہیا کر سکتے تھے۔ منظوری کی ایک شرط یہ تھی کہ NPFP [ضبط ولادت کا قومی پروگرام] سرکاری طور پر قبول ہوگا[۲۱]۔

عالمی بنک کی رپورٹ اس بات کی بھی تصدیق کرتی تھی کہ بنک سینی گال میں وہاں کے لیڈروں کی مخالفت کے علی الرغم، ضبط ولادت کی مہم شروع کرنے والا ہے۔ رپورٹ کے مطابق: "بہت کچھ انحصار اس پر ہے کہ آیا حالیہ مہینوں میں پالیسی پیش رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور زیادہ اہم یہ ہے کہ ان پالیسی فیصلوں پر کہاں تک عمل ہوتا ہے۔ اب تک تو اعلیٰ حکام کی طرف سے عوامی حمایت نہ ہونے کے برابر ہے[۲۲]۔ رپورٹ مزید کہتی ہے کہ ان حالات میں لازمی ہے کہ عالمی بنک: "ایسے طریقوں کا سوچے کہ جس حد تک حکومت کا نگرانی کا نظام اجازت دیتا ہے،

20. Ibid.
21. Ibid.
22. Ibid., 59.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پراجیکٹ پر عمل درآمد میں اُسے قریبی اور بھرپور مدد دی جائے۔ اگر مسئلہ کی سنگینی تقاضا کرتی ہے کہ اس معاملہ میں کچھ نئے خطرات کا سامنا کیا جائے تو اس کا یہ تقاضا بھی ہے کہ زیادہ بھرپور کوشش کی جائے کہ ایک کامیاب نتیجہ یقینی سامنے آئے ۲۳"۔

عالمی بنک کی آبادی پالیسی اور سرگرمیوں کے ضمن میں (خود بنک کی اپنی دستاویزات میں) کئی اور اقوام کے اندر کی ایسی مزید کہانیاں بھی موجود ہیں۔ کینیا میں عالمی بنک کی تاریخ کا ایک مختصر تجزیہ وضاحت کرتا ہے:

> ...... حکومت کو آمادہ کرنے کے لیے کامیاب کوششیں کی گئیں کہ وزارت صحت سے علیحدہ آبادی کے متعلق ایک بین الوزارتی کوآرڈی نیٹنگ ایجنسی قائم ہو (اسے دوسرے سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ قرضے کی شرط کے طور پر شامل کیا گیا)، اور پھر اسے مزید ذمہ داریاں سونپی جائیں۔ وزارت کو آمادہ کرنے کی کوششیں کی گئیں کہ وہ مانعات حمل اشیاء مہیا کرنے کے ضمن میں ہدایات میں نرمی برتے، خاندانی منصوبہ بندی کو وزارت صحت کی معمول کی سرگرمیوں کا مربوط حصہ بنائے اور نس بندی کی سہولتیں پیش کرے ۲۴۔

ورلڈ بنک کی سرگرمیوں کی ایک اور اندرخانہ رپورٹ کہتی ہے کہ: "ملاوی اور زیمبیا ۱۹۷۰ء کی دہائی کے آخر میں کثرتِ اولاد کے حامی (pro-natalist) تھے۔ عالمی بنک کے اہل کاروں نے ان کی مدد کی کہ وہ آبادی سے متعلق سوالات اٹھائیں اور اُن پر آزادانہ بحث کریں۔ نتیجتاً دونوں ممالک نے سیمینار منعقد کیے کہ بنک کے اس شعبہ کے کام پر بحث مباحثہ ہو اور بالآخر انہوں نے خاندانی منصوبہ بندی پر اپنی رائے میں تبدیلی پیدا کر لی ۲۵"۔ البتہ نائیجیریا میں بنک نے

---

23. Ibid.
24. Ibid., 5.
25. Fred T. Sai and Lauren A. Chester, *The World Banks Role in Shaping Third World Population Policy*, World Bank Population and Human Resources Department, WPS 53 (Washington, D.C. 1990), 9.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مختلف تدبیر اختیار کی۔ دستاویز کہتی ہے کہ بنک نے پالیسی تشکیل کے لیے زمین ہموار کرنے میں مدد دی لیکن مزید تکمیلی اقدامات ''ایک اور ہی انداز'' میں کیے گئے۔ ''ورلڈ بنک کے مہیا کردہ فنڈ استعمال کرتے ہوئے خود نائیجرین مشیروں نے تحقیق کا کام کیا کہ حکومت کو ایک موزوں آبادی پالیسی تجویز کر سکیں''۔ اس تجربے نے یو ایس ایڈ کے مدد یافتہ فیوچر گروپ کے لیے راستہ کھول دیا کہ وہ مقامی ماہرین آبادیات بھرتی کر کے اُن کی تربیت کرے اور ''اس بات کا عملی مظاہرہ کرے کہ حکومت سرکاری کارکنوں اور مذہبی لیڈروں وغیرہ کے لیے ایک آبادی پالیسی کیوں وضع کر رہی ہے''۔ یو ایس ایڈ کے اسی کنٹریکٹر نے، جواب عالمی بنک کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا، ''پالیسی کی منظوری کے لیے راستہ صاف کرنے میں مدد دی[26]''۔ ورلڈ بنک کی ایک اور رپورٹ میں ہے کہ ''ملاوی میں، جہاں ۱۹۸۱ء سے پہلے کثرتِ اولاد کا رجحان تھا، تبدیلی آئی اور باقاعدہ پالیسی کے طور پر بچوں کی پیدائش میں وقفہ تسلیم کر لیا گیا۔ بلکہ اعلیٰ ترین سطح کے سرکاری اہل کاروں اور پالیسی سازوں میں آبادی کے مسائل پر ذرا دھیمے لہجے میں گفتگو کا آغاز ہو گیا۔ رپورٹ کے مطابق اس عمل میں بنک کا کردار نمایاں رہا[27]''۔

بھاری بھرکم اور ہوشیاری سے ترتیب دیا گیا مداخلت کا یہ سلسلہ نہ صرف آزاد ریاستوں کے اقتدارِ اعلیٰ کے متعلق سنگین سوالات اٹھا رہا ہے بلکہ انسانی حقوق کے ضمن میں بھی ایک اہم بحث چھیڑ رہا ہے۔ اگر قرض کی شرائط، خود حکومتوں سے معاملات طے کرنے کا جابرانہ ہتھکنڈہ ہیں تو گمان کیا جا سکتا ہے کہ عوام تک جن ذریعوں سے یہ پروگرام پہنچتے ہیں وہ اس سے بھی بدتر ہوں گے۔ انڈونیشیا میں، جہاں ورلڈ بنک پالیسی تشکیل میں اپنے کردار کا کھل کر اعتراف کرتا ہے، مبصرین نے اسی طرح کی زیادتیوں کی تفصیلات جمع کی ہیں جیسی وسیع پیمانے پر چین کے متعلق

26. Ibid., 10-11.
27. George Simmons and Rushikesh Maru, *The World Bank's Population Lending and sector Review,* World Bank Population and Human Resources Deptt. WPS 94 (Washington, D.C., 1988), 11.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے آئیں۔ مثلاً انڈونیشی آبادی پروگرام کے ''اطلاعات، تعلیم اور ابلاغ'' والے حصے میں ایسے ایجنٹوں کی بات کی گئی ہے جو ''خوف اور دہشت پھیلانے والے بیانات دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جو انکار کریں گے انہیں دور پار کے جزائر میں منتقل کرنے والے پروگراموں کا سامنا کرنا ہو گا[۲۸]۔''

'سفاری' [شکاری جمعیت] ایک کافی موثر اور بھرتی کا ڈھنگ طریقہ ہے۔ گاؤں کے مکھی اور اُن کے نائبین اکٹھے کر لیے جاتے ہیں اور اُن سے توقع ہوتی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں باقاعدہ نام اور تعداد دے کر اہداف بتائیں گے۔ ان لوگوں کے نام بس سرسری طور پر لکھ لیے جاتے ہیں پھر کہیں (عام طور پر گاؤں کے ہیڈ آفس میں) لے جا کر زبردستی انہیں مانعاتِ حمل اشیاء کے استعمال پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جہاں دیہاتی حکم نامے پر عمل میں لیت ولعل سے کام لیں، فوج یا پولیس کے جوان آ کر انہیں اٹھا لے جاتے ہیں..... ۱۹۸۸ء میں ایک سفاری کے دوران خواتین کا ایک ٹولہ ایک مقفل کمرے میں لے جایا گیا اور بندوق کی زور پر انہیں وہاں روکے رکھا گیا۔ عورتیں بہت خوف زدہ ہو گئیں اور کھڑکیوں کے شیشے توڑ کر بھاگ نکلنے کی کوشش کی۔ اس بھگدڑ میں بہت سی زخمی ہو گئیں۔ ۱۹۹۰ء میں ہمارے مطالعہ کے دوران، ایک سفاری میں پستول دکھا دکھا کر مزاحمت کرنے والی خواتین میں آئی یو ڈی (IUDs) داخل کیے گئے[۲۹]۔'

چین کی بدنام زمانہ ''ایک بچہ ایک گھرانہ'' والی پالیسی پر ـــــ جس میں لازمی طور پر نس بندی یا بعد کے مرحلہ میں اسقاط حمل شامل تھا ـــــ عالمی بنک کی بھاری امداد سے عمل ہوا۔ صرف

28. Wardah Hafidz, Adrina Taslim and Sita Aripurnami, "Family Planning in Indonesia: The Case for Policy Reorientation," *Inside Indonesia* 30 (March 1992): 20.
29. Ibid.

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸۰ء کی دہائی میں بنک کے ''آبادی، صحت اور خوراک'' کے شعبوں سے ۲۰۰ ملین ڈالر اس مد میں دیے گئے۔ بھارت میں ''آبادیاتی ایمرجنسی'' کے دوران زبردستی لاکھوں (millions) نس بندیاں کی گئیں اور ہزاروں اموات ہوئیں۔ اور یہ نتیجہ تھا ۱۹۷۲ء کے اس ۲۱ ملین ڈالر والے آبادی کے شعبہ سے متعلق منصوبے کا جس کا معاہدہ عالمی بنک کے ساتھ ہوا تھا۔[30]

انسانی حقوق کے بارے میں عالمی بنک کا لٹریچر تضادات کا شکار ہے۔ ایک بنک دستاویز ''افریقہ میں خاندانی منصوبہ بندی کے اخلاقی طور طریقے'' انسانی حقوق کے مسئلہ پر اس انداز میں بحث کرتی ہے کہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ''غیر اخلاقی'' طریقے صرف وہی ہیں جو کسی نہ کسی انداز میں ضبط ولادت کی دوائیں اور طریقے استعمال کرنے سے روکتے ہیں۔ ایک مثال کے ذریعہ دستاویز اُن واقعات کا تذکرہ کرتی ہے جو خاندانی منصوبہ بندی کی مہم کے دوران زائر میں پیش آئے: ''طبی ٹیم کی کئی ممبروں کی حوصلہ افزائی کے بعد، جنہوں نے خود بھی آئی یو ڈی (IUDs) قبول کر لی تھیں، کئی خواتین بھی آمادہ ہو گئیں۔ بعد میں دو مقامی خواتین کو شدید اور ارخون ہوا۔ جس کے بعد پھر کوئی نئی قبول کرنے والی خاتون سامنے نہیں آئی[31]''۔ اس کیس کا آخری اخذ کردہ نتیجہ کچھ یوں تھا: ''افریقہ کے بہت سے علاقوں میں ایسا عملہ کام کر رہا ہے جنہیں مانعات حمل کے متعلق کچھ زیادہ پتہ نہیں۔ وہ اپنے متوسل [شکار] کی طرف اپنا تعصب اور جہالت منتقل کر دیتے ہیں۔ عملہ کی تربیت کرتے ہوئے واضح کرنا چاہیے کہ یہ ''غیر اخلاقی'' حرکت ہے[32]۔''

عالمی بنک کی مطبوعات تسلیم کرتی ہیں کہ نس بندی کے پروگراموں سے حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ اعتراف خاندانی منصوبہ بندی پروگراموں کے ناقدین کے حملوں

---

30. Sinding, *"Strengthing the Bank's Population Work"*, 31-33.
31. Fred T. Sai and Newman, *Ethical Approaches to Family Planning in Africa*, World Bank Population and Human Resources Department, WPS 324 (Washington, D.C., 1989), 16-17.
32. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تناظر میں کیا گیا ہے۔ ''نس بندی کو بدنام کرنا، کہ ممکنہ طور پر جوڑے اسے استعمال کرنے سے باز رہیں، انہیں اپنا حق استعمال کرنے سے روکنے کے مترادف ہے''۔ بنک کا لیکچران الفاظ پر ختم ہوتا ہے: ''جوڈاکٹر اونچی بارآوری والے کنبوں کے لیے بھی اس طریقے [مانع حمل] کے استعمال پر بات کرنے سے انکار کرتے ہیں، جبکہ پانچ سے بھی زیادہ بچے ہو چکے ہوتے ہیں، بہتر ہے وہ اپنے ضابطۂ اخلاق کا جائزہ لیں۳۳''۔

''خاندانی منصوبہ بندی پروگراموں کے اخراجات، ادائیگیاں اور ترغیبات'' نامی عالمی بنک کی ایک اور دستاویز انسانی حقوق کے نزاعی مسئلہ کو کافی لاپرواہی سے لیتی ہے۔ مصنّفین کی سوچ یہ ہے کہ: ''اخلاقی مخمصے کا ایک بہت اہم پہلو اس تناؤ میں پایا جاتا ہے کہ ایک طرف تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ موجودہ اور آئندہ نسلوں کی بہبود کی حفاظت کرے، اور دوسری طرف آج کے زندہ افراد کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے خاندانوں کے حجم کا آزادانہ فیصلہ خود کریں۳۴'' یہاں وہ ''آبادی کے عالمی لائحہ عمل'' کا حوالہ دیتے ہیں جو اقوام متحدہ کی بخارسٹ کی ۱۹۷۴ء والی آبادی کانفرنس میں پیش ہوا تھا۔ ''سبھی شادی شدہ جوڑوں اور افراد کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ آزادی سے اور ذمہ دارانہ طور پر فیصلہ کریں کہ ان کے کتنے بچے ہوں، اور اُن میں کتنا وقفہ ہو.....۳۵'' دستاویز ایک حیرت زدہ کرنے والے، لیکن پریشان کن حد تک سمجھ میں آنے والے نتیجے پر پہنچتی ہے:

> تضادات واضح ہیں۔ جوڑے اور افراد آزادی سے فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن ساتھ ہی ذمہ داری کے ساتھ اور دوسری ضرورتوں کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے۔ جس طرح اور بہت سے انسانی حقوق کے ضمن میں ہوتا ہے، یہ حقیقت بھی، کہ لوگوں کو حق ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعداد اور وقفوں کا آزادانہ فیصلہ خود کریں، قطعاً یہ معنی نہیں رکھتا کہ

---

33. Ibid., 18.
34. Ibid.
35. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت اس حق کی خلاف ورزی کبھی نہیں کرسکتی[۳۶]۔

اصل سنگینی اس حقیقت میں ہے کہ عالمی بنک ان پروگراموں پر بڑے واضح ـــــ اور کھل کر بیان شدہ ـــــ فکر ونظر کے باوجود عمل کرتا ہے کہ تحدید آبادی جنوبی کرۂ ارض کے ممالک اور اقتصادیات کے لیے غیر ضروری اور بالقوۃ نقصان دہ ہے۔ ایک مفصل دستاویز میں ہے: ''مناسب طریقے اور ٹکنالوجی کے نئے انداز اپنا کر افریقہ بالآخر موجودہ آبادی سے کئی گنا زیادہ آبادی کو بھی سہار سکتا ہے''[۳۷]۔

عالمی بنک کی ۱۹۹۰ء کی ''ڈیویلپمنٹ رپورٹ'' میں خیال ظاہر کیا گیا ہے:

فوری طور پر آبادی میں اضافہ کا نتیجہ کم فی کس شرح آمدنی کی شکل میں ظاہر ہونا ایک معلوم حقیقت ہے۔ لیکن پیداواری کارکنوں کی زیادہ بڑی تعداد دور رس اثر کے طور پر شرح آمدنی کو تیزی سے بڑھا بھی سکتی ہے۔ یہ دلیل بھی دی جا سکتی ہے ـــــ بالخصوص مغرب میں ـــــ کہ بعض ممالک کو اپنی موجودہ اقتصادی ترقی کی رفتار کا ساتھ دینے کے لیے زیادہ تیز اور اونچی شرح آبادی کی ضرورت ہے۔ کام کرنے والی افرادی قوت میں تیز اضافے کا لازمی نتیجہ بے روزگاری اور غربت نہیں ہوا کرتا۔ اگر سرمایہ کاری کافی ہو رہی ہو تو وسعت پذیر معیشت نہ صرف اضافی مزدور قوت کو کھپا سکتی ہے، بلکہ ہوسکتا ہے کہ اسی اضافی قوت پر اس کا انحصار ہو[۳۸]۔

---

36. John A. Ross and Stephen L. Isaacs, *Costs, Payments and Incentives in Family Planning Programs*, W.B. Population and Human Resources Deptt., WPS 88 (Washington D.C., 1988), 15.
37. World Bank, *Sub-Saharan Africa, From Crisis to Sustainable Growth: A Long Term-Prespective Study* (Washington D.C., 1989), 41.
38. World Bank, *"World Development Report 1990"* (Oxford, 1990), 82.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— ۹ —

اثر و رسوخ کا غیر محسوس جال

عقلیت پسندی کا عمومی انداز اپنائیں، اور اخلاقی قدروں سے صرف نظر کر سکیں تو بد قسمتی سے ایسے قابل قیاس مناظر کا سوچا جا سکتا ہے کہ جن میں شدید سماجی دباؤ کی صورت میں، فیصلہ ساز حضرات کسی غیر متبرک سوسائٹی میں اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ اضافی آبادی کے مسئلہ کا سب سے معقول ''حل''، قتل عام ہی ہے۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب بے نام مملکتی کارندوں کے ہاتھوں بڑے پیمانے کی فیصلہ سازی کی بنیاد غیر جذباتیت، [معاشرتی] اقدار سے بے نیازی اور محض نفع نقصان کا حساب بن جائے، تو ایک وقت ایسا بھی آ سکتا ہے کہ یہ کارندے اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ بڑے پیمانے پر آبادی کو ٹھکانے لگانے کے ''فوائد'' اُس کے ''اخراجات'' پر بھاری ہیں---
رچرڈ ایل۔ رُوبینسٹن [1]

اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ اصلاحِ نسل (eugenic) کی انقلابی پالیسی کئی برسوں تک سیاسی اور نفسیاتی طور پر ناممکن ہوگی، تاہم یونیسکو کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ نسلی برتری کے اس معاملے کا بڑی احتیاط سے جائزہ لیا جائے، اور عام ذہن باخبر ہو کہ کیا کچھ داؤ پر لگا ہوا ہے۔ تبھی وہ بہت کچھ جو اس وقت ناقابل تصور ہے، کم از کم قابل غور ہو جائے گا--- جولین ہکسلے [2]

نوآبادیاتی استعمار کے بعد کی دنیا میں کامل غلبہ کی تگ و دو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اثر و

1. Richard L. Rubenstein, *The Age of Triage* (Boston, 1983), 32.
2. Julian Huxely, UNESCO: *Its Purpose and its Philosophy* (Washington, D.C., 1947, 21.
ہکسلے یونیسکو کا ڈائریکٹر جنرل تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوخ کا ایک بے نشان جالا بُنا ہوا موجود ہو۔ اقتصادی امداد دینے والی ایجنسیاں، قرض کے ذرائع اور کثیر فریقی امداد دہندگان لازماً ایک ہی طرح کے پالیسی مقاصد کے لیے باہم متحد ہوں اور اُن مقاصد کو غیر مشروط طور پر اپنائیں۔ قرض خواہوں کے لیے ''فرار کا کوئی خفیہ راستہ'' نہیں ہونا چاہیے، نہ فنڈز کا کوئی ایک بھی ایسا ذریعہ ہو جو کسی قرض خواہ کو دوسرے [امداد دہندگان] کے لاگو کردہ ضوابط سے چھوٹ دے۔

''افریقی ترقیاتی بنک'' کی بنیاد تیس سے زائد آزاد افریقی ریاستوں نے ۱۹۶۳ء میں رکھی کہ براعظم کی اقتصادی ترقی کی مالیاتی ضرورت پوری کرے۔ اس کا ہیڈکوارٹر عابد جان (کوٹ ڈی آئیوری) میں ہے۔ ابتدائی برسوں میں (دانش مندانہ طور پر) بنک کی رکنیت افریقی اقوام تک محدود تھی۔ ۱۹۷۳ء میں غیر افریقی اقوام نے افریقی اقوام کے ساتھ مل کر ''افریقی ترقیاتی فنڈ'' (اے ڈی ایف) قائم کیا جو اصلاً افریقی ترقیاتی بنک کا حریف تھا۔ ۱۹۸۲ء میں جہاں ۵۰ افریقی ممالک ترقیاتی بنک کے ممبر تھے، ''افریقی ترقیاتی فنڈ'' کے غیر افریقی ممبروں کو مذکورہ بنک میں شامل ہونے کی باقاعدہ اجازت دی گئی۔ امریکہ ۱۹۷۶ء میں ''اے ڈی ایف'' میں شامل ہوا تھا اور ۱۹۸۳ء میں افریقی ترقیاتی بنک کا رکن بن گیا[3]۔

افریقی لیڈروں کی طرف سے بارہا جاری کردہ بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ افریقی ترقیاتی بنک کبھی بھی تحدیدِ آبادی کے لیے استعمال نہیں ہونا تھا۔ گنی کے صدر احمد سیکوطورے نے ۱۹۶۲ء میں کہا: ''افریقی لوگوں کی عسرت اور حرماں نصیبی اور جس استحصال کا انہیں سامنا کرنا پڑا، اُس کی طوالت اور ماہیت کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ..... غلاموں کی تجارت کرنے والوں کے جرائم کے اثرات افریقہ پر باقی ہیں کہ ابھی تک اس کے مخفی امکانات کو قلتِ آبادی نے محدود کر رکھا ہے[4]۔

3. *The United States Government Manual* 1990/ 1991 (Washington, D. C.), 783. See also Executive Order 12403, "African Development Bank", 8 February 1983.
4. Ahmad Sekou Toure quoted in Walter Rodney, *How Europe Underdeveloped Africa* (Washington D. C., 1982), 95.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کینیا کے ایک معروف مصنف نے ''خاندانی منصوبہ بندی'' کی کینیا میں ترویج کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ افریقی لوگوں کے خلاف سازش ہے۔ ''مشرقی افریقیوں کے ذہن میں نوآبادیاتی استعمار کی یاد تازہ ہے۔ اس لیے بیرونی ماہرین افریقی آبادی کم رکھنے کے لیے جس جوش وخروش کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اُسے نوآبادیات کا کوئی نیا چکر سمجھنا قطعی مشکل نہیں[۵]''۔ مزید براں، ملک کی حزب اختلاف کے لیڈر نے، بہ قول ایک تاریخی یادداشت، سخت ترین الفاظ میں الزام لگایا کہ پہلے ہی بڑے سوچے سمجھے انداز میں افریقی عوام کو: ''ایک کم آباد براعظم سے مٹایا جا رہا ہے اور ..... ضبط ولادت اس رجحان کو مزید مہمیز لگائے گا[۶]''۔ یہی خیال پورے براعظم کے طول وعرض میں سیاسی زعما اور دانش وروں نے ظاہر کیا۔ اور بات کسی بھی طرح صرف افریقہ تک محدود نہ تھی۔ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ ڈین رُسک نے جب یہ رائے ظاہر کی کہ ضبط ولادت استحکام کا ذریعہ ہے تو کیوبا کے فیڈرل کاسترو نے ۱۹۶۸ء میں اُس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا: ''عین اُس وقت جب سائنس اور ٹیکنالوجی میں عظیم الشان پیش رفت ہو رہی ہے، یہ [امریکی] لوگ ٹکنالوجی کو انقلابات دبانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں، اور سائنس کی مدد سے آبادی کی بڑھوتری روکنا چاہتے ہیں''۔ کاسترو نے استعمار کی تعریف یہ بیان کی: ''قصہ مختصر، لوگ انقلابات سے ہاتھ اٹھا لیں، اور عورتیں بچے جننا چھوڑ دیں۔ یہی استعمار کے فلسفہ کا خلاصہ ہے[۷]''۔

آبادی پالیسی پر یہ مسلسل اعتراضات امداد دہندہ اداروں نے برسوں نوٹ کیے ہیں۔ ''تھوڑے ہی افریقی ہوں گے جو چھوٹے کنبے کے فوائد کے قائل ہوں گے۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ

5. Grace Ogot 1967, quoted in Donald P. Warwick, *Bitter Pills: Population Policies and their Implementation in Eight Developing Countries* (New York, 1982), 98.

6. Oginga Odinga quoted in ibid.

7. Fidel Castro to Havana Cultural Congress, 12 January 1968, quoted in J. Mayone Stycos, *Ideology, Faith and Family Planning in Latin America: Studies in Public and Private Opinion on Fertility Control*, A Population Council Book (New York, 1970), 126.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین کافی ہے اور مزدور کم ہیں'' یہ اقرار ورلڈ بنک کی ۱۹۸۹ء کی ایک اشاعت میں موجود ہے ۸۔ اور ۱۹۷۲ء میں لاگوس سے ایک تار کے ذریعہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے اہل کاروں کو اطلاع ملی کہ نائیجیریا میں تحدید آبادی کی مخالفت عام ہے: ''انہیں بڑھتی آبادی کے خطرے کی کوئی پرواہ نہیں ..... وہ بیرونی امداد سے چلنے والے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے محرکات پر معترض ہیں اور ضبط ولادت کو نائیجیریا کی [اخلاقی] قدروں کے لیے اجنبی قرار دے کر ٹھکرا رہے ہیں ۹''۔ اس میں مزید کہا گیا تھا کہ نائیجیریا میں سرکاری اہل کاروں نے ''بہت سی افتادہ زمین'' کا حوالہ دے کر اپنے نقطہ نظر کا جواز پیش کیا کہ ''آبادی بڑھانے کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے ۱۰''۔ ''یو ایس ایڈ'' کے ایک پرانے اہل کار کو تو مجبور کر دیا گیا تھا کہ وہ تسلیم کرے کہ حکومت کے ''بے حس'' اور ''قتل عام'' کے سے انداز والے آبادی کے پروگرام کی روشنی میں نائیجیریا کے عام باشندوں کا خیال معقول ہے۔ پروگرام کے ابتدائی دنوں کے ''یو ایس ایڈ'' کے ایڈمنسٹریٹر ڈیوڈ بیل کا کہنا ہے کہ اگر ''یو ایس ایڈ والے اتنے کھلے عام سامنے نہ آتے، نہ اتنا شور مچاتے تو یہ [مشن] بہت سے پروگراموں میں تعاون کر سکتا تھا جو صرف اس لیے نہ کر سکا کہ اس کی پالیسی کو احساس سے عاری اور نسل کشی پر مبنی سمجھا گیا ۱۱''۔

اس طرح کی گستاخی پر امداد دہندہ اداروں کا ابتدائی ردّعمل یہ تھا کہ انہوں نے آبادی سے متعلق اپنے اہداف پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی، یعنی ضبط ولادت کو ــــ لفاظی کی حد تک ــــ زچہ و بچہ کی صحت، انسانی خدمات اور تولیدی منصوبہ بندی کے ایک بڑے پیکیج میں لپیٹ دیا۔ ''ماضی میں آبادی کے پروگراموں کو علیحدہ چلانے میں جو ناکامی ہوئی یا سیاسی نقصان اٹھانے پڑے، اب اس

8. World Bank, *Sub-Saharan Africa, From Crisis to Sustainable Growth: A Long-Term Perspective Study* (Washington D.C., 1989), 41.
9. Cable to Department of State, 30 March 1972, quoted in Peter J. Donaldson, *Nature Against Us: The United States and the World Population Crisis, 1965-1980* (Chapel Hill, N.C., 1990), 118-119.
10. Ibid.
11. Ibid., 100.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تلافی کے لیے ایسے پروگراموں کو بتدریج صحت، غذائیت اور خاندانی منصوبہ بندی کے ساتھ مربوط کیا گیا[12]'' ۔ یہ بات عالمی بنک کے دو مشیروں نے لکھی، لیکن زیادہ تر یہ تصور کامیاب نہیں رہا:

..... اگرچہ یہ مان لیا گیا تھا کہ آبادی پالیسی میں دوسرے عناصر بھی شامل ہیں، بالخصوص بخارسٹ کانفرنس کے بعد کا یہ اتفاق رائے کہ [اقتصادی] ترقی خود بہترین مانع حمل ہے، لیکن یہ پالیسی اکثر خاندانی منصوبہ بندی سے بالکل ملتی جلتی ہوتی ..... [لہٰذا] ..... ۱۹۷۰ء کی دہائی کے دوران کئی عوامل نے مجبور کر دیا کہ آبادی پالیسی کو پیش کرنے کا انداز (packaging) تبدیل ہو۔ اس نے اب خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر عمل درآمد کا اصل روپ ظاہر کر دیا۔ عمل درآمد ایسی شرائط کے تحت تھا جس نے اس پروگرام کی کامیابی کو معرض خطر میں ڈال دیا۔ عوامی مخالفت، جس پر سیاسی اور قومیت پر مبنی جذباتی تقریریں مستزاد ہوئیں، جلد ہی پروگرام کے بارے میں وہ تصور واپس لے آئی کہ اس کا مقصد آبادی کی بڑھوتری پر تحدید اور کنٹرول ہے ..... [13]۔

بہ الفاظ دگر، آبادی منصوبہ بندی آپریشن کو دوسرے پسندیدہ سماجی پروگراموں کے ساتھ ملا کر پیش کرنے کی حکمت عملی یا تو بے اثر رہی یا اس کی قبولیت دیرپا نہ تھی۔ امداد دہندگان کو اکثر تردیدی بیان دینے پڑتے کہ پیدائش اطفال میں کمی لانا اُن کا ایک مقصد تھا۔

امریکہ اور دوسرے امداد دہندگان ایک مخمصے کا شکار ہوئے۔ پتہ چل گیا تھا کہ [پس پردہ] آمادہ کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوگی اور اگر کھل کر دباؤ ڈالا گیا تو زیادہ بڑی سیاسی مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔ حل یہ سوچا کہ ترقی پذیر ممالک کے لیڈروں کو مجبور کیا جائے کہ رفتار آبادی کم

12. Mathew Lockwood and Paul Collier, *Maternal Education and the Vicious Cycle of High Fertility and Malnutrition: An Analytical Survey*, World Bank Population and Human Resources Department, WPS 130 (Washington D.C., 1988), 47.
13. Ibid., 48.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے فرامین جاری کریں۔ پھر اپنے پروگرام کو ان فرامین کے لبادے میں یوں تشکیل دیا جائے کہ تحدیدِ آبادی کے لیے ''امداد'' خود ان حکومتوں کی ''درخواست'' نظر آئے۔ حقیقت میں یہی قرض پر کنٹرول کا طریق کار ہے۔ لیکن اسے پورے طور پر روبہ کار لانے کے لیے ایک ''مکمل کوریج'' لازمی ہے۔ مغرب کے زیرِ اثر مالی اداروں سے قرض لینے کی بجائے جو آپریشنل فنڈز کے حصول کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کے ایک فعال پروگرام کی موجودگی کو لازمی شرط کے طور پر بڑھاتے چلے جا رہے تھے، متبادل کے طور پر علاقائی ترقیاتی بنکوں کا سوچا گیا جو اپنی متعلقہ حکومتوں کے تحت کام کر رہے تھے۔ یہ امکان بھی تشویش انگیز تھا کہ اگر ان علاقائی بنکوں نے زیادہ دلچسپی ظاہر نہ کی تو یہ باقی دنیا کے لیے اشارہ ہوگا کہ جنوبی کرہ میں آبادی پر کنٹرول اب بھی ناپسندیدہ ہے۔ یہ بے دام تکرار البتہ ضروری تھی کیونکہ جب کئی دوطرفہ، کثیر فریقی اور نجی ایجنسیاں مل کر ایک ہی سا کام کریں گی، تو کسی تباہ کن پالیسی کا سارا الزام ایک ہی امداد دہندہ پر لگانا مشکل ہوگا۔

اس طرح افریقی ترقیاتی بنک کا بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے اپنے دروازے کھولنا امریکہ کی دیرینہ آرزوؤں کا پورا ہونا تھا۔ اپنی پالیسی مہم کے طور پر ''یو ایس ایڈ'' نے ایک بار پھر آپشنز (OPTIONS) پراجیکٹ کو استعمال کیا کہ افریقی بنک کے اندر کام کرتے ہوئے اُسے آبادی سے متعلق قرضوں کے ضمن میں دوسرے امداد دہندگان سے ہم آہنگ کر دیا۔ ۱۹۹۲ء کی ایک ''فائنل رپورٹ'' کے مطابق، جو آپشنز کے پہلے پنج سالہ مرحلہ پر تیار ہوئی، آپشنز پراجیکٹ اس قابل تھا کہ ''آبادی سے متعلق متغیرات (variables) کو افریقی بنک کے [بڑے] منصوبہ بندی عمل کے ساتھ مربوط کر دے'' بلکہ افریقی ترقیاتی بنک سے خود اُسی پر مزید اثر انداز ہونے کے لیے ''فیوچرز گروپ'' کو فنڈ دلائے۔[14]

14. The Futures Group, "OPTIONS for Population Policy I Final Report", 15 May 1992, A3-A4.

''آپشنز I'' سے عمل درآمد کے پہلے مرحلہ کی نشان دہی ہوتی تھی جو ستمبر ۱۹۸۶ء سے ستمبر ۱۹۹۱ء تک محیط تھا۔ اس کے اختتام پر ''آپشنز II'' (حقیقتاً پروگرام کے تسلسل) کا افتتاح ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صورت حال میں ایک قرض خواہ کو جو مثلاً تعلیم یا بجلی یا سڑکوں کی تعمیر میں دلچسپی رکھتا ہے، کہا جا سکتا ہے کہ تمہاری یہ سکیم تبھی منظور ہو گی کہ تم ایک پیکیج قبول کرو جس میں صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کا ایک نیا بجٹ بھی شامل ہو گا۔ امداد دہندہ ایک مقررہ رقم آبادی کے منصوبوں کے لیے مختص کر دے گا جس سے قرض خواہ متفق ہو گا۔ یہ سب ایک معاملہ (deal) کا حصہ ہو گا جس کے تحت ''یو ایس ایڈ'' سے اضافی امداد یا افریقی ترقیاتی بنک سے اضافی قرضہ ملے گا۔ اس طرح ضبط ولادت پروگرام جو شرط کے طور پر قرض خواہ پر تھوپا گیا ایسا نظر آئے گا جیسے دوسرے قرض دہندگان اور امداد دینے والوں سے ''امداد کی درخواست'' کی گئی ہے۔ ''فیوچرز گروپ'' کی رپورٹ کے الفاظ میں آپشنز کا افریقی ترقیاتی بنک کے ساتھ مل کر کام کا اصل مقصد یہ تھا کہ: ''افریقی ترقیاتی بنک کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ رکن ممالک سے آبادی کی سکیموں کے لیے قرض کی درخواستیں اگلوائے اور بالآخر خود افریقی ترقیاتی بنک افریقہ میں آبادیاتی منصوبوں کے لیے ایک اہم مالیاتی ادارہ بن جائے[15]''۔

افریقی ترقیاتی بنک میں ''یو ایس ایڈ'' کی مالی مدد سے ''آپشنز'' کی جو سرگرمیاں تھیں، اُن کے متعلق اُس کی رپورٹ میں مزید وضاحت کی گئی ہے:

> آپشنز کا افریقی ترقیاتی بنک کے ساتھ مل کر کام کرنے کا ایک مطلوبہ نتیجہ یہ تھا کہ آبادی سے متعلق سرگرمیوں کے لیے بنک کی طرف سے مالیات کی فراہمی میں بڑا قابل ذکر اضافہ ہو گا۔ اس مقصد کے لیے افریقی ترقیاتی بنک نے ایک اور معاہدہ کے تحت فیوچرز گروپ کو منتخب رکھا کہ وہ بنک کو تکنیکی امداد فراہم کرتا رہے کہ وہ آبادی سے متعلق اپنے پورٹ فولیو میں اضافہ کرتا رہے۔ بنک کے بہت سے کارندوں کو تربیت دی گئی کہ وہ آبادی والے عوامل کو دیہی ترقی اور زرعی منصوبہ بندی کا حصہ بنا دیں[16]۔

15. Ibid., A3.
16. Ibid., A4.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی رپورٹ میں دی گئی سرگرمیوں کی تلخیص سے ظاہر ہوتا ہے کہ پراجیکٹ میں کئی باتیں شامل تھیں، یعنی بنک کے پیشہ ور عملہ کے لیے معلوماتی اجلاس، افریقہ میں آبادی اور ترقی کے موضوع پر سیمینار، آبادی کو دوسرے شعبہ جاتی سکیموں کے ساتھ مربوط کرنے سے متعلق تربیتی پروگرام کی تشکیل، افریقی ترقیاتی بنک میں کام کرنے کے لیے امور آبادی کے ماہرین کی بھرتی اور سٹاف کے تعارفی اجلاس[17]۔ ۱۹۸۷ء میں منعقدہ آبادی کی ترقی (پاپولیشن ڈیویلپمنٹ) کے بارے میں ایک میٹنگ پر ایک تبصرے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ طرزِ عمل میں تبدیلی قبول ہو رہی ہے:

> اندازاً ۱۶۵ افراد شریک محفل ہوئے۔ ان میں افریقی ترقیاتی بنک کا اعلیٰ پیشہ ور عملہ بھی شامل تھا اور بیرونی ملکی اور بین الاقوامی اداروں سے منتخب اصحاب علم بھی تھے۔ اس سیمینار کی ملخص رپورٹ نے یہ بات نوٹ کی کہ ترقیاتی عمل میں آبادی کے بہ طور عامل اہمیت کے حوالے سے افریقی حکومتوں کے منفی رویے میں واضح مثبت تبدیلی آ گئی ہے۔ رپورٹ نے یہ تصدیق بھی کی کہ افریقی ترقیاتی بنک آبادی سے متعلق سرگرمیوں کو مدد دینے پر آمادہ ہے۔ اس ضمن میں بنک کے امکانی اقدامات کی تفصیل بھی دی گئی[18]۔

اگلے برس ایک اور ایسی ہی محفل برپا کی گئی جس میں افریقی ترقیاتی بنک کے عملہ میں سے ۱۴۱ ارکان شریک ہوئے ـــــ صرف امریکہ سے تعلق رکھنے والا ایک ڈائریکٹر شریک نہیں ہو پایا۔ بہرکیف آپشنز رپورٹ کہتی ہے کہ ۱۹۸۸ء کے سیمینار کا نتیجہ درخواستوں کی شکل میں سامنے آیا کہ ۱۵۰ تک مزید افراد کو تربیت دی جائے اور مشیر بھیجے جائیں کہ وہ افریقی ترقیاتی بنک کے پہلے آبادی پراجیکٹ نیز مستقبل کے آبادی سے متعلق قرض کی تیاری میں مدد دیں[19]۔

---

17. Ibid., A3.
18. Ibid., A3.
19. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان انتظامات کے تحت بیرونی قوتوں نے جتنا زور لگایا اس کا اندازہ لگانے میں کسی طرح کی مبالغہ آرائی تقریباً ناممکن ہے۔ ایسے مسائل پر فیصلے، جس میں امداد دہندگان کو دلچسپی ہو، ان باہر والوں کی پیشگی اطلاع اور منظوری کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ خود ''یو ایس ایڈ'' کے مالی تعاون سے افریقہ میں ۱۵ بڑے آبادی پروگرام ۱۹۸۰ء کی دہائی سے چل رہے ہیں ـــــ (یا وہ ایسے آبادی سے متعلق منصوبے ہیں جن کی پالیسی میں ان کا عمل دخل ممکن ہے)۔ ان میں سے بہت سے پروگراموں کو کسی نہ کسی شکل میں ۱۹۹۰ء کی دہائی میں بھی جاری رکھا جانا تھا۔ ذیل میں ان پروگراموں میں سے بعض کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے:

جان ہاپکنز یونیورسٹی پاپولیشن انفارمیشن پروگرام (PIP)[۲۰]

یہ ایک ۲۳ ملین ڈالر کا مداخلت کار (intervention) پروگرام ہے کہ دنیا بھر کے پالیسی سازوں کو بتایا جا سکے کہ منع حمل ٹکنالوجی میں کیا بڑی پیش رفت ہو چکی ہے۔ آبادی سے متعلق تجزیے کر سکے، اور نئے پروگراموں کی تشکیل میں مدد دے۔ بہت سی دوسری ملتی جلتی سرگرمیوں کی طرح PIP آپریشن خصوصی کوشش کر کے ترقی پذیر ممالک کے پالیسی ساز حلقوں تک اطلاع پہنچاتا ہے کہ دنیا میں دوسری جگہوں پر کیا قانونی اور پبلک پالیسی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں، تاکہ وہ بھی ان سے اثر قبول کریں۔ دسمبر ۱۹۹۲ء میں PIP کی سرگرمیوں کو اصل ''کنٹریکٹر'' (contractor) کے تحت ہی ایک زیادہ بڑی کوشش کا حصہ بنا دیا گیا، یعنی ''پاپولیشن کمیونیکیشن سروسز پروگرام'' جو اپنے اصل میں ایک بڑے پیمانے کا پروپیگنڈا آپریشن ہے۔

امپیکٹ پراجیکٹ[۲۱]

زاویۂ نظر میں ''آپشنز'' جیسا ہے لیکن اسے چلانے کا ذمہ دار ایک مختلف ادارہ یعنی واشنگٹن

---

20. AID Project No. 936-3032
21. AID Project No. 936-3035. 02.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈی سی میں قائم ''آبادی ریفرنس بیورو'' ہے۔ اپنی اصل میں یہ دور تک رسائی رکھنے والی مہم ہے کہ حکومتوں کے وزراء اور حکام کو اس ''ضرورت'' کا قائل اور اس پر مائل کرے کہ موثر ضبط ولادت سکیمیں اختیار کریں۔ ''امپیکٹ'' کو واشنگٹن کے ''یو ایس ایڈ'' آفس برائے آبادی سے ۱۹۸۵ء اور ۱۹۹۰ء کے درمیان تقریباً ۶ ملین ڈالر ملے کہ وہ مطبوعات تیار کر کے تقسیم کرے اور ترقی پذیر ممالک میں آبادی سے متعلق بیوروکریسی کو تکنیکی امداد مہیا کرے۔

ریپیڈ (RAPID) پالیسی پروگرام[۲۲]

فیوچرز گروپ کی ایک اور سرگرمی کے طور پر RAPID کو (یو ایس ایڈ۔ واشنگٹن) سے ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۶ء کے درمیان ''مرکزی فنڈز'' میں تقریباً ۱۱ ملین ڈالر ملنے ہیں [تھے]۔ یہ ''گروپ'' سیمینار منعقد کرتا اور پالیسی سازوں کے سامنے تعارفی پروگرام پیش کرتا ہے کہ انہیں تحدید آبادی کے منصوبے وضع کرنے اور ان پر عمل درآمد میں ''مدد'' دے۔

پاپولیشن ریفرنس بیورو کو آپریٹو اگریمنٹ[۲۳]

واشنگٹن میں قائم ''پاپولیشن ریفرنس بیورو'' کو عطا شدہ اس دوسرے پالیسی معاہدہ کا ہدف یہ ہے کہ: آبادی پر تحقیق میں مصروف افراد اور ان کے مخاطبین کے درمیان موجودہ فاصلہ کو پاٹا جائے تاکہ یہ مخاطبین پالیسی کے ضمن میں باخبری کی بنیاد پر فیصلے کر سکیں۔ یہ بات اس ڈائریکٹری میں بتائی گئی ہے جو واشنگٹن کی امداد سے چلنے والے آبادیاتی پروگراموں پر مشتمل ہے اور جسے ''یو ایس ایڈ'' نے شائع کیا ہے[۲۴]۔ گروپ کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ ''ترقی پذیر ملک کے حکام جب واشنگٹن ڈی سی آئیں تو اُن کے لیے تعارفی اور دوسرے اجلاسوں کا اہتمام کرے۔ نیز اخباری

---

22. See AID Contracts Nos. DPE-3046-C- 1047-00, DPE-3-46-Q-00-1048-00.
23. U.S. Agency for International Development. *User's Guide to the Office of Population* (Washington, D.C., 1993), 35. See also Contract No. DPE-0502-A-00-7066-00.
24. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمائندوں کے لیے ''برقی ذرائع سے معلومات، پریس ریلیز، خبروں کی فراہمی اور سیمیناروں'' کا انتظام کرے۔ اس منصوبے پر اس وقت دنیا بھر میں کام ہو رہا ہے۔

کولمبیا یونیورسٹی پراجیکٹ [25]

امداد وصول کرنے والے ممالک میں پالیسی اور قانون کی تبدیلی کا ایک اور پروگرام ''کولمبیا یونیورسٹی پراجیکٹ'' تھا۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں فعال اس پراجیکٹ کا ہدف قانون سازی تھا۔ اسے ''یوایس ایڈ'' کے ساتھ طے شدہ اپنی جن سرگرمیوں پر خرچ کردہ رقم ملتی تھی اُن میں پالیسی سازوں اور قانون دانوں کے لیے ماڈل قانون سازی کی تیاری اور مطالعاتی دورے تھے، ان مقامی تنظیمات کی امداد تھی جو تحدید آبادی کے حق میں تھیں، اور پارلیمانی گروپوں کو شریک رکھنے والی دوسری سرگرمیاں تھیں۔

پاپولیشن کونسل [26]

پاپولیشن کونسل، جو وسیع پیمانے پر مانع حمل ٹکنالوجی پر تجرباتی کام کی ذمہ دار ہے، علی الترتیب لاطینی امریکہ و کریبین علاقہ، ایشیا و مشرق قریب، اور افریقہ میں ''آپریشنل ریسرچ'' کے لیے تین جدا جدا معاہدوں کے تحت کام کرتی ہے۔ امداد کے مقاصد میں شامل امور میں خاندانی منصوبہ بندی سرگرمیوں کی کارکردگی جانچنا، کام کا دائرہ بڑھانے کے لیے امکانات کی نشان دہی، اور (بہ شمول پالیسی تبدیلیوں کے) سفارشات مرتب کرنا کہ خاندانی منصوبہ بندی مہمات کی راہ کی رکاوٹیں کیسے دور کی جائیں۔

---

25. AID Contract No. DPE-0643-C-00-3063.
26. See AID Contract No. DPE-3030-Z-00-9019-00 (Latin America- Caribbean). DPE-3030-C-00-0022-00 (Asia-Near East). DPE-3030-Z-00-8065-00 (Africa).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیملی پلاننگ سروس کی توسیع اور ٹیکنکل سپورٹ پروگرام[۲۷]

اس پروگرام کی توجہ کا مرکز نجی شعبہ ہے۔اس کا اولیں مقصد پالیسی میں ایسی تبدیلیاں لانا ہے جو نجی شعبہ کے ضبط ولادت کی تقسیم آلات سے متعلق امور کو متاثر کرتی ہوں۔۴۳ ملین ڈالر کے اس پنج سالہ پروگرام کا ہدف تھا کہ ''بڑے پیمانے کے [خاندانی منصوبہ بندی] پروگراموں میں وسعت کی خاطر نئے طور طریقے وضع کرے'' اور زیر ہدف ممالک کے لیے آبادی پروگراموں کی ''تزویراتی منصوبہ بندی'' میں شریک کار ہو۔اس کا دائرہ عمل افریقہ پر خصوصی توجہ کے ساتھ ایشیا اور شرق اوسط تک پھیلا ہوا ہے۔

مانع حمل (contraceptive) سوشل مارکیٹنگ[۲۸]

''آپشنز'' اور ''رپیڈ'' کی طرح ۴۰ ملین ڈالر کی اس سکیم کا انتظام بھی فیوچرز گروپ کی راہنمائی میں ہے۔اس سرگرمی میں نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کو پالیسی تجزیہ اور پروپیگنڈا کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔

ٹیکنیکل انفارمیشن آن پاپولیشن فار دی پرائیویٹ سیکٹر[۲۹]

یہ ''نجی شعبہ'' میں سرگرم اقدام تھا جس پر اگست ۱۹۸۵ء سے اگست ۱۹۹۰ء تک عمل ہوتا رہا۔یہ تجارتی حلقہ میں ضبط ولادت کا سلسلہ بڑھاتا رہا۔اس نے بڑے آجروں (employers) کے ساتھ مل کر کام کی جگہوں پر ضبط ولادت مطب قائم کرنے میں مدد دی۔کام کی جگہ ضبط ولادت کے مطب کے اس تصور نے بڑے پیمانے پر اختلاف رائے کو جنم دیا ہے لیکن دوسرے معاہدات کے تحت اس پر خاموشی سے عمل جاری رہا۔

---

27. AID Contract No. DPE-3048-Z9011-00.
28. AID Contracts Nos. CCP-3051-C-00-2016-00, CCP-3051-Q-00-2017-00
29. AID Project No. 936-3035. 01, John Short and Associates, Inc.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرافٹ (PROFIT) اقدام ۳۰

نجی شعبہ کے اندر یہ ایک انوکھا پراجیکٹ ہے جو جارج بش [سینئر] کی صدارت کے آخری دنوں میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد کمپنیوں کی رقوم کا ایک پُول (pool) قائم کرنا تھا۔ اس کے لیے زیرِ ہدف ملکوں میں قائم امریکی کارپوریشنوں کو ٹیکس مراعات دی گئیں کہ وہ اپنے ''بلاک شدہ'' اثاثوں (وہ رقوم جو امریکہ منتقل نہیں کی جا سکیں) میں سے کچھ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی طرف منتقل کر دیں۔ ۳۶ ملین ڈالر کا یہ پراجیکٹ ۱۹۹۱ء کے خزاں میں زیرِ عمل آیا۔ اس میں [محنت کشوں کے] کام کی جگہوں پر ضبط ولادت سکیموں کی حوصلہ افزائی بھی تھی اور [مقامی] پالیسی پر ایسے طریقوں سے اثر انداز ہونا تھا کہ جس سے ٹیرف میں کمی آئے اور امریکی تحدید آبادی پروگرام کے لیے آسانیاں پیدا ہوں۔ یو ایس ایڈ معاہدہ (جو ڈیلائیٹ اور ٹچ کی اکاؤنٹ فرم کو ملا) کے مطابق ایک دم بخود کر دینے والی ۲۰۰ بلین ڈالر کی رقم کارپوریٹ اکاؤنٹ میں پھنسی پڑی ہے۔ نظری طور پر پرافٹ پراجیکٹ سرگرمی کا ہدف یہی [سرمایہ] ہے۔

پاتھ فائنڈر (Pathfinder) پروگرام ۳۱

''خدمات کی تقسیم'' کا یہ پراجیکٹ اس لیے تشکیل دیا گیا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کی جمعیتیں (associations) قائم کرے، تربیتی پراجیکٹ اور نوجوانوں کے پروگرام چلائے، اور پروپیگنڈا مہموں کا ڈول ڈالے جن کا ہدف لیڈر بھی ہوں اور امکانی صارفین بھی۔ بحیثیت مجموعی اس کا پالیسی کام محدود ہے۔ اس کا ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۷ء تک کے لیے بجٹ ۱۳۶ ملین ڈالر تھا۔

www.KitaboSunnat.com

30. AID Contract Nos. DPE-3056- C-00-1040-00, DPE-3056-Q-00- 1041-00.
31. . AID Contract No. CCP-3062-A-00-2025-00.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسوسی ایشن فار والنٹری سرجیکل کونٹرا سپشن (contraception)۳۲

''یو ایس ایڈ'' کی طرف سے ۸۰ ملین ڈالر کے تحت کام کرنے والی یہ ایسوسی ایشن (جو پہلے ''رضا کارانہ بانجھ پن'' کی ایسوسی ایشن کہلاتی تھی) تربیتی اور مشاورتی کورسز کا انتظام کرتی ہے، آلات کی خرید میں مدد دیتی ہے، اور ایسے ہی بہت سے دوسرے کام اور ذیلی پراجیکٹ اس کے ذمہ ہیں جن کا مقصد مردانہ اور زنانہ بانجھ پن کے طریقوں کو مقبول بنانا ہے۔

''مشی گن فیلوز'' پراجیکٹ ۳۳

یہ پروگرام صرف آبادی پالیسی پلاننگ کے ایک محدود دائرے میں کام کرتا ہے۔ مشی گن یونیورسٹی کی ''اسکالرشپ برائے لیڈرشپ'' مہم ترقی پذیر ممالک کے گریجویٹ طلبا کی امریکہ میں تعلیم میں معاونت کرتی ہے۔ خصوصی توجہ ''اُس پیشے اور فن پر ہوتی ہے جس کی میزبان ملک یا بین الاقوامی ادارے کو ضرورت ہوتی ہے''۔ اس پراجیکٹ کو ستمبر ۱۹۹۰ء سے ستمبر ۱۹۹۵ء کے دوران ۶ ملین ڈالر امداد ملنی تھی۔

ایسٹ-ویسٹ پاپولیشن انسٹی ٹیوٹ ۳۴

یہ ادارہ سب سے پرانے آبادی پالیسی اداروں میں سے ایک ہے اور بیشتر ایشیا و بحرالکاہل کے علاقہ میں کام کرتا ہے۔ اس کی ذمہ داری لٹریچر تیار کرنا اور میزبان ملک کے پالیسی سازوں اور ملکی محققین کے لیے کانفرنسوں کا اہتمام کرنا ہے۔

درج بالا یہ ساری کوششیں، اور ایسی ہی بہت سی مزید، مل کر اثر ورسوخ کے ایک پیچیدہ نظام میں اپنا اپنا حصہ ڈالتی ہیں جس کے نتیجہ میں طاقت ور حکومتوں کو دوسری اقوام کا گلا دبانے میں

---

32. AID Contract No. DPE-3049-A-00-8041-00.
33. AID Project No. 936-3054.
34. AID Contract No. DPE-3046 -A-00-850-00

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔ اپنی تمام تر عیاری کے ساتھ [آج کے] یہ طریقے اتنے ہی بے درد اور ہر لحاظ سے مکمل ہیں جیسے برسوں پہلے نوآبادیاتی حکمرانوں کے دور میں ہوتے تھے۔ مزید یہ کہ پالیسی تشکیل کا یہ عمل ــــ جو زیرِ ہدف ممالک پر دباؤ ڈالتا ہے کہ اُن منصوبوں کو اپنائیں جو اصلاً اُن پر ٹھونسے جاتے ہیں ــــ مغرب کے پالیسی سازوں کو فرار کا مطلوب راستہ مہیا کرتا ہے کہ جب اور جہاں اُن کی غلط کاریاں (abuses) سیاسی بوجھ بن جائیں وہ دامن جھاڑ کر اپنے آپ کو بے قصور ثابت کر دیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی استعمار کا نیا رُوپ*

بیرونی سرمایہ کاری اور امداد اکثر و بیشتر ترقی پذیر ممالک میں عدم مساوات کم نہیں کرتی بلکہ اس میں شائد کچھ اضافہ کا باعث بن سکتی ہے..... آبادی سے متعلق بیرونی امداد کے ضمن میں یہ بات واضح ہے کہ امریکہ میں حکومت کے اعلیٰ سطح کے پالیسی ساز اور امریکی مفادات اور ثقافت کے دوسرے سرپرست ایک ایسا عالمی نقطہ نظر رکھتے ہیں جسے تیسری دنیا کی بڑھتی آبادی سے خطرہ ہے--- پیٹر جے- ڈونلڈسن[1]

ہم آج نو آبادیاتی استعمار کا دوسرا جنم دیکھ رہے ہیں، ہر چند کہ اس کی شکل مختلف ہے۔ میرا خیال ہے یہ ایک ایسا رُجحان ہے جس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے--- پال جانسن[2]

ترقیاتی بنکوں کی اس بے مثل اہلیت کی موجودگی میں کہ وہ قرض خواہوں کو مجبور کر دیں کہ آبادی پروگرام قبول کر کے اُن پر عمل درآمد کریں (اور اس کے لیے دوطرفہ بنیاد پر امداد دینے والے ممالک سے بھی امداد کی ''درخواست'' کریں)، آپشنز پراجیکٹ جیسی بہت سی پالیسی ''اطلاعاتی'' سرگرمیاں جو امریکی فنڈ سے چلتی ہیں، واقعی زیرِ ہدف ملکوں کو یہ موقع فراہم کر دیتی

---

* ساحل = بحر اوقیانوس پر واقع مغربی افریقی ممالک۔

1. Peter J. Donaldson, *Nature Against the U.S.: The United States and the World Population Crisis*, 1965-1980 (Chapel Hill, N.C., 1990), 174.

ڈونلڈسن پاپولیشن کونسل میں اعلیٰ سطح کا نمائندہ ہے۔

2. Paul Johnson, "Colonialism's Back-- and Not a Moment Too Soon", *New York Times Magazine*, 18 April 1993, 32.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ وہ اپنا بھرم قائم رکھتے ہوئے اُن نامقبول اقدامات کے لیے بہانے تراش لیں جن کا اُن سے قرض دہندوں نے تقاضا کیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں متواتر تمثیلی اظہارات (presentations)، پالیسی سیمینار اور ورکشاپ، معلوماتی کتابچے، شماریاتی نقشے اور ''علم و آگہی'' کی یلغار، یہ سب ترغیبی طورطریقے ان سرکاری اہلکاروں کو ذہنی طور پر تیار کرتے ہیں کہ وہ آبادی پروگراموں کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا یا ناراض حلقوں کے سامنے وضاحت کرسکیں کہ حکومت نے آبادی کے متعلق اپنی پالیسی میں عجیب وغریب رجعت کیوں کی۔ لیکن بعض دوسرے مواقع پر ''پالیسی ریسرچ'' کے استعمال کا کچھ اور بھی پُرفریب مقصد ہوسکتا ہے۔ ''سرپاڈ'' (CERPOD) کا یہی معاملہ ہے۔ یہ لفظ ایک ادارے کے نام کا مخفف ہے جسے انگریزی میں Center for Applied Research on Population and Development کہیں گے۔ ۱۹۸۸ء میں خاموشی سے اسے شروع کیا گیا اور اس کا مرکزی دفتر بماکو (مالی) میں ہے۔ اس کا ایک ڈھیلا ڈھالا الحاق Permanent Interstate Committee for Drought Control in the Sahel (CILSS) سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کی سرگرمیوں کا محور مغربی افریقہ کے ۹ ممالک ہیں یعنی: مالی، سینی گال، گیمبیا، نائیجیر، کیپ وردے، گنی بساؤ، برکینا فاسو، موریطانیہ اور چاڈ[3]۔ ''ساحل کے ۹ ممالک میں موزوں قومی آبادیاتی پالیسیوں کی تشکیل اور ترویج''[4] اس کا خصوصی مقصد ہے۔

جیسے پہلے بتایا جاچکا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں بن مانگے کی آبادیاتی پالیسیوں کی ترویج کے لیے معمول سے ہٹ کر کچھ اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ قرض اور بیرونی امداد کی ترسیل پر شرائط، نیز ''خفیہ لابی'' کرنے والوں کے ساتھ ساتھ جو سرکاری افسران اور وزارتوں کے

3. Centre for Applied Research on Population and Development (CERPAD), "Project Grant Agreement", AID/ Bamako (12 August 1988), 34. English translation.
4. CERPAD, "Project Grant Agreement", Annex I, "Amplified Project Description", 43.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربراہوں کا پیچھا کرتے رہتے ہیں، قرض دہندگان نے نیم سرکاری اداروں کو بھی مالی مدد فراہم کی ہوئی ہے کہ وہ کم از کم ابتدائی مرحلوں میں آبادی کے حوالہ سے عمرانی تحقیق کریں اور تجزیاتی مواد فراہم کریں۔ کئی برس کی موجودگی کے بعد ــــ اور جب ان اداروں کے اصل ارادوں کے متعلق شکوک کی گرد کچھ بیٹھ جاتی ہے --- یہی [نیم سرکاری] دفاتر آگے بڑھتے اور منصوبہ سازی، عمل درآمد اور آبادی پالیسیوں کی تنفیذ کرنے والے قانونی سرکاری اداروں کی جگہ لے لیتے ہیں۔ کافی شواہد ہیں کہ ''سرپاڈ'' کا یہی معاملہ ہے۔ ''سرپاڈ'' میں امریکی مداخلت اتنی ہوشیاری سے چھپائی گئی ہے کہ کیمرون کے ایک نمائندے نے سینی گال میں منعقدہ اقوام متحدہ کی ۱۹۹۲ء کی علاقائی آبادی کانفرنس میں یہ تجویز پیش کی کہ وہ یہ پسند کرے گا کہ ''سرپاڈ'' جیسے ''افریقی'' ادارے کا مشورہ مانے۔ کیونکہ ''سرپاڈ'' اسے بہ ظاہر امریکی اور یورپی اداروں کے مقابل زیادہ قابل اعتماد لگا۔[5]

درحقیقت ''سرپاڈ'' پر کنٹرول امریکی ہے۔ اس کے بیشتر فنڈ یو ایس ایڈ نے دیے، بلکہ یو ایس ایڈ نے ہی اس کی تخلیق کی۔ اگرچہ ''سرپاڈ'' کو کچھ رقم دوسرے امداد دہندگان، یعنی ہالینڈ، فرانس اور اٹلی کی حکومتوں، اقوام متحدہ کے آبادی فنڈ (UNFPA)، یونیسیف اور فورڈ اور راک فیلر فاؤنڈیشنوں سے بھی ملتی ہے ــــ لیکن اس کا کنٹرول مالی میں اس کے سفارت خانے کی وساطت سے امریکہ کے ہاتھ میں ہے[6]۔ حقیقتاً یو ایس ایڈ کی طرف سے پراجیکٹ اجازت نامے کی دستاویز کی زبان میں اتنی ہوشیاری برتی گئی ہے کہ اگر محتاط مطالعہ نہ ہو تو اصل بات نگاہوں سے اوجھل ہو سکتی ہے:

پراجیکٹ کا انتظام تو ''سرپاڈ'' کو تفویض رہے گا لیکن عمل درآمد کے لیے ''یو ایس

5. Unpublished account of floor discussion at United Nation regional polpulation conference, Dakar, Senegal, 7-12 December 1992, Information Project for Africa, Inc. Taken from notes of IPFA member at Conference.

6. CERPAD "Project Grant Agreement", 57.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈ'' / بماکو (Bamako) کی نگرانی اور تعاون کی ضرورت ہوگی۔ اس پراجیکٹ سے قبل کے پراجیکٹ کے تحت پراجیکٹ رابطہ افسر کی جو پوزیشن قائم کی گئی تھی وہ منصوبے پر عملدرآمد کے سلسلہ میں یو ایس ایڈ/ بماکو کی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے ازحد ضروری ہے..... عابد جان کے علاقے میں یو ایس ایڈ کے علاقائی اقتصادی ترقی کے دفتر ریڈسو [Regional Economic Development Support Office] سے پراجیکٹ کی نگرانی میں کردار کی توقع بھی ہے اور بعد کے تجزیہ میں ماہرانہ تعاون بھی ..... ''سرپاڈ'' یو ایس ایڈ کی مدد سے قائم اُن کو آپریٹنگ ایجنسیز (CAs) کے ساتھ شریک کار رہے گا جو آبادی سے متعلق پالیسی تشکیل میں خصوصی مہارت رکھتی ہیں ...... ''سرپاڈ'' [ساحل کے CILSS] ممالک کے ساتھ بھی مل کر کام کرے گا اور CILSS حلقہ نیابت میں ''یو ایس ایڈ'' مشنوں کے ساتھ بھی۔ اپنے مرکزی پروگرام پر عمل درآمد کے علاوہ ''سرپاڈ'' یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ اُن خدمات (services) کے ذریعہ جو اس نے یو ایس ایڈ مشن کے مالی تعاون سے حاصل کی ہیں، ساحلی حکومتوں اور اداروں کو آبادی پالیسی اور پروگرام تشکیل کے ضمن میں اضافی تکنیکی امداد اور تربیت مہیا کرے۔ ''سرپاڈ'' آبادی سے متعلق سکیموں کی تیاری اور تجزیہ میں ''یو ایس ایڈ'' مشنوں کی بھی مدد کر سکے گا۔[7]

سادہ الفاظ میں یو ایس ایڈ کے آبادی پالیسی تشکیل کے اصل کنٹریکٹرز اپنے ترغیبی تعارف میں استعمال ہونے والا مواد ایک مقامی ادارے ''سرپاڈ'' سے منسوب کردیں گے جو اس مواد کی ''تیاری اور تجزیہ'' میں شریک کار رہا تھا۔ مزید براں یہ ضرورت اور شرط کہ ''سرپاڈ''، یو ایس ایڈ سے مدد لینے والے اُن کو اپریٹو اداروں کا شریک کار رہے جو آبادی پالیسی تشکیل میں خصوصی

7. Ibid, 48.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہارت رکھتے ہیں''۔اس ادارے کو وہ ''فرنٹ'' بنا دیتا ہے جو سیاسی ترغیب سے متعلق ان دوسرے بے ڈھب اور درشت اقدامات کے لیے بھی کام آ سکتا ہے جن کے لیے فنڈ امریکہ نے مہیا کیے ہوں۔ انجام کار سرپاڈ کے پروگراموں پر عمل درآمد ''یوایس ایڈ/ بماکو'' کی ذمہ داری قرار دی گئی۔

یوایس ایڈ/ سرپاڈ کی فنڈ سے متعلق دستاویز میں کئی کواپریٹو ایجنسیوں کے نام شامل ہیں جو ساحل کے علاقے میں آبادی پالیسی آپریشن کر رہی ہیں جنہیں سرپاڈ کے ساتھ مل کر کام تفویض ہو گا۔ان میں آپشنز پراجیکٹ ہے،''ریپڈ''(RAPID) پروگرام ہے،آبادی اور صحت سے متعلق سروے اقدامات ہیں (من جملہ تولیدی طرز عمل اور ارادوں کا سروے)،امپیکٹ پراجیکٹ ہے (یوایس ایڈ کا ایک اور لابی کرنے والا سلسلہ جو واشنگٹن میں قائم پاپولیشن ریفرنس بیورو کو تفویض شدہ ہے)، ڈیویلپمنٹ پروگرام کے لیے آبادیاتی ڈیٹا ہے، اور مردم شماری میں مدد کی ایک کاروائی ہے، جس میں امریکی بیورو برائے مردم شماری ایک شریک کار ہے۸۔ تیاری اور تنظیم کے مرحلہ کے لیے پراجیکٹ پر عمل درآمد کا ایک شیڈول، جو ابتدائی مالی امداد کے پیکیج کا حصہ تھا، کئی اور نام بھی دیتا ہے۔ان میں نیویارک میں قائم ''پاپولیشن کونسل'' بھی شامل ہے جو خاندانی منصوبہ بندی کے لیے ترغیب کے سلسلے میں نفسیاتی وسماجی تحقیق کا کام کرتی ہے اور مطب کی سطح پر ضبط ولادت کے نئے طریقوں کے تجربے کرتی ہے۔ نیز فہرست میں عالمی بنک کا نام بھی شامل ہے۔

''سرپاڈ'' کے معاہدہ میں کئی کاموں کی نشان دہی کی گئی ہے جنہیں آپریشن کے پہلے مرحلہ میں مکمل کرنا ہے: یعنی صحافیوں کے لیے ورکشاپ، تعارفی پمفلٹ اور کتابچے شائع کرنا، ''پاپ ساحل'' کے نام سے ایک باقاعدہ رسالہ کا اجرا، تولیدی تجزیاتی سروے کی تیاری، اور قومی لیڈروں کے لیے مطالعاتی دورے۹۔ مزید براں، CILSS کے ایک بازو کے طور پر ''سرپاڈ'' ایک

8. Ibid.
9. Ibid., 50-53.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائدانہ کردار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہے کہ ضوابط تیار کرے اور زیر ہدف ساحلی اقوام کے خلاف آبادی سے متعلق منصوبے رُو بہ عمل لانے کے لیے حکمت عملیاں وضع کرے۔

امداد دینے والوں نے میزبان ملک کے اداروں اور سیاسی معمولات پر جو قوت واثر حاصل کر رکھا ہے، اس کے ہوتے ہوئے سرپاڈ جیسے اداروں کی طرف سے ہونے والا پروپیگنڈا بے کار لگتا ہے۔ تاہم مغرب کی طرف سے تحدید آبادی کی اس منطق اور معقولیت کا موازنہ مفید رہے گا۔ مثلاً غربت کا ازالہ، منظم ترقی، اور زچہ و بچہ کی بہتر صحت، مغرب کی جانب سے تحدید آبادی کے حق میں دلائل کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ پھر انہی امور پر مزید آراء، جو لٹریچر میں ملتی ہیں انہیں بھی دیکھنا مفید ہوگا، اگرچہ [کہنے کو] یہ لٹریچر ''تیسری دنیا'' کے لیے تیار نہیں کیا گیا۔

یو ایس ایڈ کی جانب سے ''نیشنل اکیڈمی آف سائنسز'' نے بہ طور خاص ایک اہم مطالعہ تیار کیا تھا۔ آبادی کی نمو کا جائزہ لینے اور ترقیاتی عمل پر اس کے اثرات کا مطالعہ کرنے والا اکیڈمی کا یہ مطالعہ ۱۹۸۶ء میں ''آبادی کی نمو اور اقتصادی ترقی: پالیسی سوالات'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ حیرت انگیز طور پر اس مطالعہ کے نتائج ''ایڈ/سرپاڈ'' کے تحدید آبادی کی پالیسی کے اہداف سے پوری طرح مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ آبادی میں پیدا ہونے والی تبدیلی جن شعبہ جات پر امکانی طور پر اثر ڈال سکتی ہے --- یعنی صنعت کاری، زراعت، تعلیم، صحت، ماحول وغیرہ --- اُن میں اکیڈمی کے مطابق بڑھتی آبادی کا منفی اثر ''صرف'' ماحولیات پر پڑے گا۔ سائنسدانوں کو ایک تنبیہ کے ذریعہ اس نتیجہ فکر کی شدت کو ''کم'' کیا گیا کہ ''سماجی ہم آہنگی'' کے ذریعہ [خدمات تک] حاصل کردہ رسائی اور ماحولیاتی تحفظ کے پیمانے، شرح آبادی کو کم کرنے والی کوششوں کی بہ نسبت زیادہ اہم ہیں[10]۔

زراعت کے حوالہ سے، اکیڈمی کو زیادہ کثیف آبادی والے علاقے فائدے میں نظر آئے۔

10. National Research Council, Population Growth and Economic Deveolpment: Policy Questions (Washington, D.C., 1986), 38, 39.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے کہ جو مقامات بھرپور طور پر آباد ہیں وہاں اساسی ڈھانچہ (infrastructure) کی سہولتیں ملتی ہیں جو ''معلومات اور نئی ٹکنالوجی کی پیش رفت کو آسان بناتی ہیں اور تیار اشیاء اور پیداوار کی کھپت کے امکانات کی وجہ سے پیداواریت بڑھانے کے لیے ترغیبات اور نفع آوری میں اضافہ ہوتا ہے''۔ نیز ''زیادہ کثیف آبادی زرعی تحقیق پر اٹھنے والے معین اخراجات (fixed costs) کو بہتر طور پر سہار سکے گی''[۱۱]۔ متعین مثالیں دیتے ہوئے رپورٹ مزید کہتی ہے:

> بھارت سال ۲۰۰۰ء میں اپنی متوقع آبادی سے اڑھائی گنا کا بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ اس حساب سے زائر کے زرعی امکانات بہت زیادہ ہیں۔ کافی عوامل پیداوار (inputs) میسر ہوں تو یہ ملک اپنی سن ۲۰۰۰ء کی ۴۶ ملین آبادی سے ۶۲ گنا زیادہ آبادی کو سہار سکتا ہے ___ یعنی کل افریقہ کی آبادی سے بھی کئی گنا زیادہ لوگ--- اگر عوامل پیداوار کم تر سطح کے ہوں تو بھی زائر کی متوقع آبادی سے چھ گنا زیادہ لوگوں کا انتظام ہوسکتا ہے.....[۱۲]۔

مالیاتی مارکیٹوں کے متعلق بھی ایسے ہی نتائج درج ہیں۔ کسی ملک کے ترقیاتی عمل کے ابتدائی دور میں شرح نمو کی خاطر قرض لیا جاسکتا ہے۔ اکیڈمی کے خیال میں ایسا اس وقت تک ہوگا جب مقامی شرح منافع قرض دہندہ کے برابر ہو جائے. ''تیزی سے بڑھنے والی شرح آبادی سرمایہ کی اس آمد میں اضافہ کرسکتی ہے کیونکہ یہ سرمائے پر مقامی نفع کو کافی اٹھا سکتی ہے۔ چنانچہ سرمایہ کاری کافی پرکشش ہوسکتی ہے''[۱۳]۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک کو دوسرے علاقوں پر برتر تولیدی صلاحیت کا یقینی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ''کیا کوئی ملک بیرونی قرض خواہی کی

---

11. Ibid., 51.
12. Ibid., 23.
13. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ اپنا کر اپنی ایک ہموار فی کس شرح صرف (consumption) کو اپنی خود کفالت کی سطح سے اونچا رکھ سکتا ہے یا، اس کا انحصار دیگر امور کے علاوہ باقی دنیا کے مقابلے میں اس کی آبادی کی شرح نمو پر ہے"[14]۔ دوسرے الفاظ میں جس ملک کی تولیدی صلاحیت (fertility) زیادہ ہے اسے قرض لینے کی صورت میں واضح برتری حاصل ہے، کیونکہ کارکنوں کی ایک روز افزوں تعداد موجود رہے گی جو لمبے عرصے کے دوران قرض چکا سکیں۔

ٹکنالوجی کی اختراعات بھی بڑھتی آبادی کی وجہ سے وسعت پذیر اقتصادیات کی بنا پر، ایسے علاقوں میں زیادہ قابل عمل ہوتی ہیں جہاں آبادی کی کثافت زیادہ ہو۔

> مقامی کیپٹل اشیاء کی صنعت کی غیر موجودگی میں، مقامی طور پر تیار ٹکنالوجی کی ترقی کی طلب کم ہوگی۔ زیادہ بڑی اور وسیع اقتصادیات مقامی کیپٹل اشیاء کی صنعتوں کے لیے زیادہ مددگار ہوتی ہے اور اسی سے توقع ہوتی ہے کہ مقامی ٹکنالوجی میں ترقی آئے گی۔ اسی طرح یہ دلیل بھی دی گئی ہے کہ ٹکنالوجی کی ترقی کی شرح پر محققین کی تعداد کا مثبت اثر ہوگا، اور یہ تعداد کل آبادی میں اضافے کے ساتھ بڑھے گی[15]۔

اسی طرح اکیڈمی کو بڑھتی آبادی کی وجہ سے صحت اور تعلیم کے شعبوں کو پہنچنے والے فوائد بھی نظر آئے۔ اگرچہ قومی آبادی کی نمو اور تعلیم کا باہمی تعلق ہمیشہ واضح نہیں رہا، لیکن سائنسدانوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ بڑے خاندان میں کسی بچے کے تعلیم حاصل کرنے کے امکانات بہتر ہوتے ہیں۔ سیرالیون اور بوتسوانا میں کیے گئے مطالعات کی بنیاد پر انہوں نے رائے دی کہ کم از کم ان جگہوں پر، "کثیر العیال خاندانوں کے بچے سکولوں کے برتر درجوں تک پہنچے"۔ محققین کی رائے میں دوسرے مقامات پر، "والدین کو صرف پہلے بچے کی اعلیٰ تعلیم کا خرچ اٹھانا ہوگا جبکہ بعد والوں

14. Ibid., 46.
15. Ibid., 48. (حاشیے حذف کر دیے گئے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مالی مدد بڑے بھائی بہن کرتے ہیں[١٦]۔ یہ اسکالرز مزید فرماتے ہیں۔ ''تولیدی صلاحیت کے کم ہونے سے سرکاری سکولوں کے سکول جانے کے قابل فی بچہ اخراجات بڑھ جاتے ہیں''۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زیادہ بارآور سوسائٹی میں تعلیم نسبتاً ارزاں ہو جاتی ہے۔ اکیڈمی نے یہ اندازہ بھی لگایا کہ:

> آبادی میں اضافہ فی الاصل حکومتوں کے صحت کے مقاصد کے حصول میں مددگار ہو سکتا ہے ..... یہ اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ بالخصوص افریقہ میں دور دور پھیلی ہوئی چھدری دیہی آبادی تک سرکاری صحت کی سہولیات پہنچانا مشکل ہوتا ہے[١٧]۔

بدقسمتی سے اس بات کا امکان زیادہ نہیں کہ یہ معلومات ''سرپاڈ'' کے ذریعہ 'ساحل'' تک پہنچ پائیں گی۔ اکیڈمی میں یو ایس ایڈ کے تنخواہ دار اسکالرز کے فیصلوں کے برعکس، اسٹیبلشمنٹ کے تیار کردہ ایک پمفلٹ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ ''آبادی میں اضافہ کے ساتھ صحت کی سہولتوں کی حالت بدتر ہوتی جائے گی'' اور علاقے کی حکومتوں کے لیے ممکن نہیں رہے گا کہ ''رہائشی سہولیات، ٹرانسپورٹ، حفظانِ صحت، پانی، ایندھن اور بنیادی عوامی خدمات زیادہ بڑی آبادی کے لیے مہیا کر سکیں[١٨]''۔ آج تک سرپاڈ کو اپنی کوششوں میں جو ایک حقیقی کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ ہے ''ساحل میں اندجاینا (N Djamena) پلان آف ایکشن برائے آبادی وترقیات''۔ ١٩٨٩ء میں اختیار کیے گئے اس پلان میں علاقے کے ممالک پر زور دیا گیا ہے کہ ''اس بات کو یقینی بنائیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات کو زچہ و بچہ کے صحت کے پروگراموں کے ساتھ مربوط کر دیا جائے، ..... [حکومتیں] فیملی پلاننگ خدمات کی تقسیم کے متبادل طریقوں کا سوچیں اور ان پر تجربات کریں ..... [اور] مانعاتِ حمل اشیاء اور آلات وغیرہ کی رسد کا نظام وضع کریں تاکہ فیملی

16. Ibid., 55- 56.
17. Ibid., 61.
18. CERPAD, Population and Development in Sahel: The Challenges of Rapid Population Growth (undated) 13. 15.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلاننگ خدمات کی ترسیل میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۱۹‘‘۔

اس سے بھی بدتر اس اعلان میں کہا گیا ہے کہ ’’ممبر ممالک پر زور دیا گیا کہ وہ اس امر کو یقینی بنائیں کہ آبادی پروگراموں پر عمل درآمد کے لیے درکار انسانی اور مالی وسائل موزوں اداروں کو مہیا ہوں گے،..... اور آبادی پالیسی اور تشکیل کی وہ ایجنسیاں وجود میں لائی جائیں یا [موجود ہوں تو] انہیں مستحکم کیا جائے جو آبادی پروگراموں کی ترقی، عمل درآمد اور جانچ پرکھ کی ذمہ دار ہوں۲۰‘‘۔ اور توقع کے مطابق مندرجہ بیان اس درخواست پر ختم ہوتا ہے کہ آبادی پر کنٹرول بڑھایا جائے گا:

’’امداد دینے والے ممالک پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ ساحلی ممالک میں آبادی پروگراموں کی مالی اور تکنیکی امداد بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھیں۲۱‘‘۔

19"The N' Djamena Plan of Action on Population and Development in Sahel", the text of 1989 declaration published CERPAD, Bamako, 5.

20. Ibid., 4.

21. Ibid., 8

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— ۱۱ —

علمی اور نفسیاتی محاذ:

دانش گاہوں میں نقب

اگر تم کسی شخص کو سات برس تک صحیح معلومات دیتے رہے تو آٹھویں سال کے پہلے دن وہ تمہاری بتائی ہوئی غلط بات پر یقین کر لے گا۔ اگر تمہیں ضرورت لاحق ہو، اور تم اپنے نقطہ نظر سے چاہو کہ اسے غلط معلومات دی جائیں تو تمہارا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے پروپیگنڈا کو قابل اعتماد اور مستند بنا دو اور اپنے دشمن کے پیچھے پڑے رہو کہ وہ تم پر بھروسہ کرے، اگرچہ تم اس کے دشمن ہی رہو---
نفسیاتی جنگ پر ایک کتاب[1]

سرد جنگ کے ابتدائی برسوں میں ہی امریکہ یہ بات جان گیا تھا کہ وہ اپنی عالمی قوت ہونے کی حیثیت کو اس وقت تک استعمال کرنے کی امید نہیں کر سکتا جب تک کہ خود نظریاتی مقابلے کے لیے ہمہ وقت چوکس نہ رہے۔ لہٰذا اس نے ایسے اقدامات کیے کہ اپنے ساحلوں سے ہزاروں میل دور اجنبی علاقوں میں انسانی آبادیوں کے اندر دانش وروں کی سوچ، سیاسی زعماء اور مستقبل کے امکانی لیڈروں کے میلان اور معاشرے کے دوسرے طبقات کے طرز عمل کو متاثر کر دے۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی کی ابتدا ہوئی تو ''نفسیاتی حکمت عملی کے ادارہ'' (PSB) کے نام سے ایک ابتدائی نظام وضع کر لیا گیا کہ وہ عالمی سطح پر نظریاتی پنجہ آزمائی کی منصوبہ بندی کرے۔ ''پی ایس بی'' میں محکمہ

1. John Hopkins University Operations Research Office, *A Psychological Warfare Casebook* (Baltimore, 1958), 38.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجہ، محکمہ دفاع اور سی آئی اے کے چند اعلیٰ ترین عہدیدار شامل تھے جن کی ذمہ داری تھی کہ وہ سفارشات مرتب کریں اور فیصلے دیں کہ کیا پالیسیاں اختیار کی جائیں اور نفسیاتی جنگ کے ضمن میں امریکی حکومت کی سرگرمیوں کے نتائج کا تجزیہ کریں۲۔

نفسیاتی مہمیں فوجی کم اور سیاسی سرگرمیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس کا دورانیہ کم ہوتا ہے، نفسیاتی جنگی مہم (psy-war) کو لڑائی کے میدان میں مخالف کا حوصلہ توڑنے، دشمن فوج کے کمانڈروں کو چکمہ دینے، اور مخالف دستوں کو اپنی فوج کا ساتھ چھوڑنے یا ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ دراصل سماجی علم ہے جو جنگ کی بے ڈھب تفصیلات میں بھی اسی طرح کام آتی ہے جس طرح یہ سول طور طریقوں کو متاثر کرنے کے لیے مفید ہے۔ وزارت دفاع کے دفتر میں کرنل الفریڈ ایچ پیڈاک جونیئر جو ''سائیکالوجیکل آپریشنز'' کے ڈائریکٹر رہے ہیں، سیاسی اور فوجی پس منظر میں نفسیاتی جنگ کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

> ..... ترسیل پیغامات کا باضابطہ استعمال کہ انسانی اطوار اور لائحہ عمل کو متاثر کیا جائے
>
> ..... [نفسیاتی جنگ] اس لیے برپا کی جاتی ہے کہ زیرہدف گروہوں میں وہ اطوار، جذبات اور طرز عمل پیدا کیے جائیں جو [جارح کے] قومی مقاصد کے حصول میں مد و معاون ہوں..... ۳۔

نفسیاتی جنگ کی ایک اور سرکاری تعبیر بھی اس سے ملتی جلتی ہے:

> دشمن، غیر جانبدار فریق اور دوست بیرونی گروہوں کی آراء، جذبات اور طرز فکر و عمل

۲۔ ''سائیکولاجیکل سٹریٹجی بورڈ'' صدر ہیری ٹرومین کی ہدایت کے تحت ۴ اپریل ۱۹۵۱ء کو قائم ہوا۔ بری افواج، بحریہ اور ائرفورس کے سیکرٹری صاحبان کو بھیجی گئی یادداشت۔ دیکھیے

"The Establishment of the Psychological Strategy Board", 9 April 1951; Library of Congress, Declassified Documents Section.

3. Col. Alfred H. Paddock Jr. from a paper presented at a symposium of the Georgetown University Security Studies Program, in *Special Operations in United States Strategy*, ed. Frank R. Barnett et al. (Washington, D.C., 1984), 231.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کومتاثر کرنے کے لیے پروپیگنڈا اور دوسرے اقدامات کا ایسے طریقے سے باضابطہ اور سوچا سمجھا استعمال کہ قومی اہداف اور مقاصد کے حصول میں مددگار رہوں[۴]۔

درحقیقت ایک وسیع البنیاد نفسیاتی جنگ کسی بھی دوسرے مقصد کی طرح [مخالف] ثقافت پر حملہ کی مہم ہوتی ہے۔ مقصد قیادت سے لے کر عوام الناس تک ایک پوری سوسائٹی کی ماہیت قلب و نظر ہوتا ہے جس کے لیے اکثر مقامی ذریعۂ ابلاغ استعمال ہوتا ہے اور بہت احتیاط اور ہوشیاری سے تیار کردہ پیغامات اور تصورات پھیلائے جاتے ہیں۔ مسلسل مخصوص پیکر اور عقائد سامنے لانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مروجہ مقامی رسوم و رواجات اور ثقافتی طور طریقوں کی قدر و قیمت رفتہ رفتہ گھٹتی جائے اور پیش نظر لوگوں میں نئے تصورات اور نظریات جڑ پکڑیں۔ اس طرح نفسیاتی جنگی حربے اُن روایتی معاشروں میں ضبط ولادت کے طریقے عام کرنے میں مفید ہیں جہاں آبادی کا بڑا حصہ اس کے سخت خلاف ہو۔ اس انداز کا ثقافتی حملہ بالعموم خفیہ پروپیگنڈا کے میدان میں ہوتا ہے — زیر ہدف گروہ کے ہی کچھ افراد سے بہت سی جھوٹی باتیں منسوب کردی جاتی ہیں — مقصد یہ تاثر دینا ہوتا ہے کہ زیر ہدف آبادی میں خود بخود تبدیلی آئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پورا گروہ غلط فہمی میں پڑ جاتا ہے اور پروپیگنڈا مہم میں جن خطرات اور ضرورتوں کو نمایاں کیا جاتا ہے وہ گروہ اُن سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ البتہ ضروری ہوتا ہے کہ سارا آپریشن بہت ہوشیاری سے تیار کیا گیا ہو تاکہ یہ اثرات جب کسی آبادی میں نفوذ کریں تو لوگوں کو کسی پروگرام کی موجودگی کا پتہ نہ لگنے پائے۔

سرد جنگ کی ابتدا میں نفسیاتی جنگ کی منصوبہ بندی کو واشنگٹن میں سیاسی اور فوجی لیڈر خاص طور پر بہت نمایاں ترجیح دیتے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے جلد بعد ۱۹۴۸ء میں ایک اعلیٰ علمی حلقہ قائم کیا گیا کہ وہ نظری کام سرانجام دے جو پس منظر کا کام دے اور سماجی سائنسی تحقیق کرے جسے

4. Operations Rresearch Office, *A Psychological Warfare Casebook*, 2.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی قوم کی نفسیاتی اقدامات کی پالیسی کی بنیاد بن جاتا تھا۔ ''آپریشنز ریسرچ آفس'' کے نام سے قائم اس یونٹ کو فوج کی طرف سے ایک معاہدے کے تحت بالٹی مور میں جان ہاپکنز یونیورسٹی چلا رہی تھی۔ ابتدا میں اسے اتنا خفیہ رکھا گیا کہ اس کے تفویض شدہ کام کی تفصیل بھی پوشیدہ تھی ۵۔

آنے والے کئی برسوں کے دوران ''جان ہاپکنز آپریشنز ریسرچ آفس'' نے کئی بہت اعلیٰ تعلیمی کتابچے تیار کیے جن میں نفسیاتی آپریشنوں کے تقریباً ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں تیار کردہ ایک ایسی کتاب کا نام تھا: *The Nature of Psychological Warfare*۔ اس کے بعد *Target Analysis and Media in Propoganda to Audiences Abroad* سامنے آئی۔ ۱۹۵۸ء میں تیسری کتاب *A Psychological Warfare Casebook* شائع کی گئی۔ کچھ دوسرے مواد کے ساتھ ساتھ یہ وہ معیاری نصابی کتابیں ہیں جو امریکی حکومت کی طرف سے ''نفسیاتی جنگی مہمات کے ضمن میں افراد کی تربیت میں استعمال ہوتی تھیں ۶''۔

نفسیاتی جنگ (psy-war) اپنی اصل میں گروہوں کے خلاف ہوا کرتی ہے۔ اگر مقصد سیاسی فیصلوں پر اثر انداز ہونا ہو تو نفسیاتی جنگ کا ہدف مملکتوں کے سربراہ، پارلیمانی گروپ، سفارت کار، وزارتوں کے اہل کار ــــ یہاں تک کہ حزب اختلاف کے رہنما ذرائع ابلاغ اور خصوصی مفادات کے حامل گروہ ہوں گے۔ اگر مہم تجارت اور اقتصادی عمل کو متاثر کرنے کے لیے ہو تو خطاب کاروباری برادری کے لیڈروں، عام تجار، تجارتی انجمنوں یا مزدور تنظیموں سے ہوگا۔ اور اگر زیر ہدف ملک یا علاقے کی علمی فضا تبدیل کرنا مطلوب ہو تو دانشور اور علمی ادارے مہم کا نشانہ بنیں گے۔ درحقیقت کسی بھی سیاسی اثر اندازی کی مہم میں اہم ترین اہداف یونیورسٹیاں ہوتی ہیں

5. See James H. Bready. "Putting the OR in Victory", *Baltimore Sun*, 3 June 1951.
6. John Hopkins University Operations Research Office, *The Nature of Psychological Warfare* (Baltimore 1953), v.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ معاشرے میں اہل الرائے اصحاب اکثر و بیشتر یونیورسٹی سے فیض یافتہ اشرافیہ سے ہی سامنے آتے ہیں۔ چنانچہ امریکی بیرونی امداد کے لبادے میں زیرِعمل بیرونی اثر اندازی کے اقدامات کا مطالعہ علمی اداروں میں نفوذ کی بات کیے بغیر ادھورا رہے گا۔

''اے آئی ڈی'' کے خبرنامہ *Innovations* کے ۱۹۹۳ء کے شمارہ کے مطابق اس کا دو برس سے چلنے والا ''یونیورسٹی ڈیویلپمنٹ لنکجز پراجیکٹ'' (UDLP) ۲۳ ترقی پذیر ممالک کے ۳۳ اداروں تک پھیلا دیا گیا ہے۷۔ درحقیقت اس طرح کی ''رابطہ'' سرگرمیوں میں سے جو یوایس ایڈ نے شروع کیں ایک میں جان ہاپکنز یونیورسٹی شریک کار رہی، جس کے ساتھ نائیجیریا کی تین یونیورسٹیاں: بینین، الورین اور میدوگوری تھیں ـــــ علمی دنیا پر اثر اندازی کے بیان شدہ مقاصد، اس تحریری معاہدے میں مذکور ہیں جس کے تحت مالی مدد فراہم کی گئی:

> اہم سرکاری عہدیداروں کی تربیت..... نائیجیریا سے باہر اعلیٰ تعلیمی اداروں اور تکنیکی تنظیموں کے ساتھ موثر رابطہ۔ پھر ان رابطوں کے واسطے سے نائیجریا کی بیرونی ماہرین تک رسائی بڑھانا..... مقامی، صوبائی (state) اور مرکزی پروگراموں کے تنقیدی جائزہ اور پرکھ کا کام کرنا، اور..... صحت، آبادی اور ترقیات کے حوالے سے قومی ترجیحات کے تعین میں بنیادی کردار ادا کرنا۸۔

بہ الفاظ دگر، پراجیکٹ کا حقیقی مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ نائیجریا میں ایک ایسی قیادت پیدا کی جائے جس کے لیے مقامی تعلیمی نصاب میں واشنگٹن اپنے مرضی کے نظریات شامل کردے یا بعض خاص قسم کی معلومات روک کر یا انہیں غلط رنگ دے کر ایسا کرے۔ یہ رابطہ ''یوایس ایڈ کنٹریکٹر'' یعنی جان ہاپکنز یونیورسٹی کو یہ اجازت بھی دیتا ہے کہ قومی ترقی اور آبادی کے پروگراموں کے لیے

---

7. *Innovations* I, no.3 (Winter/ Spring 1993): 4.
8. U.S. AID., "US-Nigeria Collaborating Universities Programms" University Dev. Linkages Project (UDLP), Executive Summery, Contract No. DAN - 5063 - A - 00 - 1109-00, 2.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجیحات کے تعین میں کردار ادا کرے، لیکن ایسا کرتے ہوئے انداز یوں اختیار کیا جائے، جیسے یہ ترجیحات مقامی دانش وروں کی طے کردہ ہیں۔ مزید برآں امریکی امداد سے چلنے والے تعلیمی پروگرام سے توقع ہے کہ تینوں نائیجرین یونیورسٹیوں کو مزید بیرونی اثرات کے لیے کھول دے گا جبکہ اس کے لیے بہانہ یہ ہوگا کہ ''نائیجیریا کی متعلقہ بیرونی مہارت تک رسائی بڑھائی جارہی ہے''۔

بلکہ UDLP کی تشکیل اس سے بھی کچھ زیادہ کرنے کے لیے ہے۔ پنج سالہ پروگرام کے اختتام پر یوایس ایڈ کے پراجیکٹ وضاحتی بیان میں کہا گیا ہے کہ امید ہے ''تحقیق، اعلیٰ تعلیم اور معاشرے تک رسائی کے پروگراموں میں مدد دینے کے لیے JHU (جان ہاپکنز یونیورسٹی) اور نائیجیرین یونیورسٹی کے درمیان پائیدار بنیادوں پر رابطہ پیدا کرلیا جائے گا''[9]۔ ایک مقصد اس [UDLP] کا یہ ہے کہ ''صحت کی منصوبہ بندی، مینجمنٹ اور فنانس کی تعلیم کے لیے مقامی وسائل پیدا کرے''[10]۔ ناقابل یقین حد تک خود پراجیکٹ دستاویز کے الفاظ میں اس کا مقصد ''امریکی محققین اور تفتیش کاروں کو نائیجریا کے پروگراموں تک رسائی مہیا کرنا ہے''، متاثرہ سکولوں میں پڑھائی کے کم از کم چھ نئے نصاب متعارف کرانے ہیں۔ پانچ سے دس تک ''مستعد، بیرونی امداد سے چلنے والے شرکت کاروں'' کو آسانیاں بہم پہنچانا، ''ایک اداراتی ابلاغی نیٹ ورک'' پیدا کرنا، اور نائیجیرین اسکالرز کو تیار کرنا کہ وہ ''بین الاقوامی امدادی تحقیق کے حصول کے لیے مقابلہ کریں''[11]، یہ حیرت انگیز نکات علمی نگرانی کی ایک بھرپور مہم کا واضح پتہ دے رہے ہیں جن کے تحت امید کی جاتی ہے کہ اُن نائیجیرین دانش وروں کی نشان دہی ہوگی (اور انہیں سزا دی جائے گی) جو امریکہ مخالف یا استعمار دشمن نظریات کے حامل ہیں، اور تینوں یونیورسٹیوں کو نائیجریا اور افریقہ کے دیگر علاقوں میں ''سائنسی'' اور سیاسی پروگراموں کی خاطر بھرتی کے مراکز میں تبدیل کر دیا جائے

9. Ibid., 3
10. Ibid.
11. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔

''رابطہ'' معاہدہ کے ایک دوسرے باب میں جان ہاپکنز یونیورسٹی سے کہا گیا ہے کہ ''نائیجیریا میں آبادی اور کمیونٹی بنیاد کے پروگراموں تک تفتیش کاروں کی رسائی بڑھائے'' اور دس تا بیس ہزار ڈالر فی پراجیکٹ کے حساب سے بیس چھوٹے پراجیکٹ شروع کرے جن کے ضمن میں یہ طے ہو کہ جنہیں بھی ان پروگراموں کے تحت امداد ملے گی وہ ''اس ارادے کا اظہار کریں کہ وہ فنڈ کا استعمال بیرونی امداد سے چلنے والی سکیموں کی ترقی کے لیے کریں گے''۔ نائیجیرین رابطہ امداد کے حصول کے لیے جان ہاپکنز کی ایک تجویز میں یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کے تحت ''اس امر کو یقینی بنایا جائے گا کہ زیر تجویز تحقیق [اصل مقصد سے] متعلق بھی ہوگی اور اسے پروگراموں اور پالیسیوں کی شکل بھی دی جا سکے گی[۱۲]'' ۔اس میں مزید وضاحت کی گئی ہے:

> نائیجیرین اسکالرز افریقی ثقافت اور سماج میں واضح بصیرت و ادراک کا ذریعہ ہیں۔ نیز اس سے مقامی تصورات اور صحت کی ضرورتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ روایتی طور پر ان [کی کوششوں] کا ارتکاز اپنی آبادیوں کے مسائل سے ہم آہنگ ہونا ہے۔ یہ تجربہ کمیونٹی تک رسائی، آبادی سے متعلق تحقیقی کام اور پالیسی تشکیل کے لیے بے حد اہم ہے۔ نائیجیرین اسکالرز تجزیاتی امور اور تحقیقاتی نتائج کی تشریح کے لیے بھی خصوصی بصیرت فراہم کریں گے۔ یہ تحقیقی نتائج کو پالیسیوں اور پروگراموں کی شکل دینے میں پیش رفت کریں گے ..... یہ ترقیاتی امداد کا ایک ایسا پہلو ہے جو اس شراکت کے بغیر جان ہاپکنز یونیورسٹی کے لیے ممکن نہ تھا[۱۳]۔

اس تجویز میں یونیورسٹی پروگرام کے ان فوائد پر بھی زور دیا گیا ہے جو امریکہ کو حاصل ہوں

12. John Hopkins University Institute for International Programs, UDLP Technical Proposal (undated), 22.
13. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے: ''نائیجیرین یونیورسٹیوں میں شراکت کاروں تک رسائی بڑھا کر جان ہاپکنز یونیورسٹی کی بین الاقوامیت کی کوششوں کو تقویت ملے گی[۱۴]''۔ ساتھ ہی یہ اثر بھی ہوگا کہ ''نائیجیرین محققین بین الاقوامی تحقیقی فنڈ کے حصول کے لیے مقابلے کے زیادہ قابل ہوں گے[۱۵]''۔

پراجیکٹ تفصیلات میں جہاں مالی تفویض و تقسیم دی گئی ہے اُس میں کچھ مزید اقدامات اور اُن کے مقصود نتائج کا تذکرہ ہے۔ دستاویز کہتی ہے کہ ان میں سے ایک کام ـــــ جس کی غرض نائیجیرین یونیورسٹیوں اور جان ہاپکنز یونیورسٹی کے بین الاقوامیت کے اہداف میں مدد دینا ہے ـــــ ایک رابطہ (mailing) فہرست کی تیاری ہے جس میں حکومت اور امدادی اداروں میں کام کرنے والے اُن محقق تعلیم یافتہ تکنیکی ماہرین کے نام شامل ہوں گے جو یونیورسٹیوں میں موجود اور مشغول کار ہوں[۱۶]۔

پریس میں مداخلت کی طرح، تعلیمی اداروں میں خفیہ دراندازی بھی کئی برسوں سے امریکی حکومت کی ایسی روزمرہ کی سرگرمی بن چکی ہے کہ اُسے ایک باقاعدہ جاری طریق کار کا درجہ حاصل ہوگیا ہے۔ ''سی آئی اے'' علمی درسگاہوں میں نفوذ کے لیے جو کوشش کرتی ہے اُن کا دائرہ صرف امریکہ میں موجود غیرملکی طلبا تک محدود نہیں بلکہ [غیرممالک میں] مقامی یونیورسٹیوں تک وسیع ہے۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی کی ابتدا میں ''افریقہ ریسرچ گروپ'' نے ایک پمفلٹ تیار کیا تھا جس میں اُن کئی شراکت کاروں کا ذکر ہے جو آج کے آبادیاتی پروگراموں میں ملوث ہیں۔

> ..... ریاست ہائے متحدہ میں افریقی معاملات میں دلچسپی ابھارنے میں بڑا نازک اور بنیادی کردار سی آئی اے کا تھا..... یہ سی آئی اے تھی جس نے ۱۹۵۴ء میں ''افریقی ـ امریکی انسٹی ٹیوٹ'' کو مضبوط مالی بنیاد پر قائم کیا اور اس میں اسے ''امریکن میٹل

14. Ibid., 24.
15. Ibid., 26.
16. UDLP, Table 4 ("Summary Workplan").

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلائمکس کارپوریشن'' کا قریبی تعاون حاصل رہا..... اُس برس جب بوسٹن یونیورسٹی نے اپنا افریقی مطالعاتی پروگرام شروع کیا تو اس کی سربراہی کے لیے امریکی محکمہ خارجہ کے ''خفیہ ادارے'' کے ولیم او- براؤن اپنا کام چھوڑ کر پہنچے۔ امریکہ کی قومی خفیہ ایجنسی کے طور پر سی آئی اے جانتی تھی کہ افریقہ کے متعلق معلومات جمع کرنا اور وہاں رابطے پیدا کرنا امریکی ترجیح تھی۔ اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ براعظم کے ''ابھرتے'' سیاسی زعما اور اقتصادی وسائل تک رسائی حاصل رہے..... جب سی آئی اے یونیورسٹی کے افریقی امور کے پروگراموں کے تصور کو بڑھا رہی تھی تو ساتھ ہی وہ افریقہ کے بارے میں اپنا ''انٹیلی جنس ڈویژن'' بھی منظّم کیے جا رہی تھی۔ اگست ۱۹۵۸ء میں فورڈ فاؤنڈیشن نے جب افریقانیوں (Africanists) کی کمیٹی منتخب کی کہ ''وہ افریقی مطالعات کی موجودہ کیفیت اور مستقبل کے امکانات کا سروے'' کرے، تو یہ شاذ صورت پیش آئی کہ اس کا سی آئی اے سے براہِ راست انٹرویو ہوا تا کہ اس کی افرادی ضرورتوں کا اندازہ لگایا جا سکے۔ اُن کی رپورٹ کے مطابق ''ایجنسی'' نے کہا کہ اسے [کمیٹی کو] ''۷۰ کے قریب مستقل کام کرنے والے ایسے اصحاب کی ضرورت ہے جو افریقی امور میں تخصص رکھتے ہوں .....''- ''فارن ایریاز کوآرڈی نیشن گروپ'' میں شرکت اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ [بیورو آف ریسرچ اینڈ انٹیلی جنس] سے قریبی رابطہ رکھ کر سی آئی اے افریقہ سے متعلق تحقیق کے اس پورے سلسلے کی تشکیل اور نگرانی کرتی ہے جسے [امریکی] حکومت سے امداد ملتی ہے۔ سی آئی اے کو دوسرے سب علمی نتائج تک بھی رسائی حاصل رہتی ہے یہ رسائی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس اپنا کام رجسٹر کرنے والے بہت سے فضلا [اسکالرز] کے رضاکارانہ تعاون سے ـــــ یا پھر قریبی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات کے ذریعہ فورڈ فاؤنڈیشن جیسی ایجنسیوں یا اس کی سامنے رہنے والی [front] کمیٹیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ بہت سے انفرادی اسکالرز کے بھی سی آئی اے یا اس کے محاذی گروہوں (Front Groups) سے پختہ بندھن ہوتے ہیں۔ مثلاً ایل گرے کووان (L. Gray Cowan) جو ۷۰ - ۱۹۶۹ء میں ''افریقن سٹڈیز ایسوسی ایشن'' کا صدر تھا، کے متعلق معلوم تھا کہ اس کے ولارڈ ماتھیاس (Willard Mathias) سے رابطے تھے جو سی آئی اے کا اعلیٰ درجے کا اہل کار تھا۔ ماتھیاس ''بین الاقوامی امور کے ہارورڈ سنٹر'' پر ۵۹-۱۹۵۸ء میں ''وزیٹنگ فیلو'' تھا جہاں اس کے مطالعہ کا موضوع ''افریقہ'' تھا۔ کووان کافی لمبے عرصے تک ''افریقن - امریکن انسٹی ٹیوٹ'' کے بورڈ آف ڈائریکٹر کا رکن بھی رہا ہے.....[17]۔

فورڈ فاؤنڈیشن کے ساتھ ساتھ اکثر ''راک فیلر'' کا نام بھی آتا ہے جو سی آئی اے کی سرپرستی میں ترقی پذیر ممالک میں چلنے والی مہموں کو مالی اعانت دیتا ہے۔ پوری ترقی پذیر دنیا میں ''سرپاؤ'' اور آبادی سے متعلق دوسرے متعدد پروگراموں کو فورڈ فاؤنڈیشن اور راک فیلر فاؤنڈیشن نے مالی مدد دی ہے۔

افریقن - امریکن انسٹی ٹیوٹ (AAI) ایک اور دلچسپ کیس ہے جسے سی آئی اے وسائل دیتی ہے۔

AAI اُن بہت سے اداروں میں شامل ہے جسے آبادی کی پالیسی تشکیل کے پروگراموں کے لیے یو ایس ایڈ سے مدد ملتی ہے۔ ۱۹۸۸ء کی ابتدا میں AAI اور یو ایس ایڈ کے درمیان طے

17. Africa Research Group, "Africa Studies in America --The Extended Family - A Tribal Analysis of U.S. Africanists: Who They are; Why to Fight Them" in *Dirty Work 2: The CIA in Africa*, ed Allen Ray at al. (Secaucus, N.J., 1979).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانے والے ۲ ملین ڈالر کے ایک معاہدے کے تحت انسٹی ٹیوٹ نے رضامندی ظاہر کی کہ وہ ابلاغی پروپیگنڈا مہم میں حصہ لے گا تاکہ ''چھوٹے گھرانوں والی عادات اور خاندانی منصوبہ بندی کی قبولیت'' بڑھائی جائے۔ اور پالیسی تشکیل کے عمل میں تعاون کرے تاکہ ایک ایسی ''پالیسی فضا پیدا کی جاسکے جو قومی خاندانی منصوبہ بندی کی کوشش کے کامیاب نفاذ میں مددگار ہو، اور مرکزی، صوبائی اور مقامی حکومتوں کی صلاحیت کو تقویت دے کہ وہ ایک خودکار قومی خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو معیاری انداز میں شروع کر کے اس پر عمل درآمد کریں ۱۸''۔ طرفہ تماشہ البتہ یہ ہے کہ ''جان ہاپکنز یونیورسٹی رابطہ معاہدہ'' کی طرح ''AAI معاہدہ'' بھی صرف ایک ملک یعنی نائیجیریا پر لاگو ہوتا تھا۔ اگرچہ کوئی ٹھوس بات ایسی موجود نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ جان ہاپکنز یونیورسٹی کے تین یونیورسٹیوں میں جاری پراجیکٹ کا کوئی براہ راست مالی تعلق سی آئی اے سے بھی ہے۔ جان ہاپکنز یونیورسٹی اور یو ایس ایڈ کے درمیان رابطہ کے پروگرام کے بارے میں شاید ہی ایسا سوچا جاسکے لیکن اس کے مقابلہ میں یہ منصوبہ انسانی ''وسائل'' اور جاسوس افراد کی بھرتی کا ایک واضح ذریعہ ہے۔

---

18. AID Contract No. 620-0001-C-00-8008-00 (25 February 1988), 5 ("Statement of Work").

آبادی معاہدہ پر جب دستخط ہوئے تو حیرت انگیز طور پر ''افریقن - امریکن انسٹی ٹیوٹ'' کا صدر ڈونلڈ ایسوم (Donald Easum) تھا جو صدر نکسن اور صدر فورڈ کے زمانہ میں نائیجیریا میں امریکی سفیر تھا۔ فی الحقیقت ایسوم، جو بقول کسے، ہنری کسنجر کا معاون کار تھا، ۱۳ فروری ۱۹۷۶ء کو اس سفارتی عہدہ پر موجود تھا جب نائیجیریا کے قومی لیڈر ''مورت اللہ محمد'' کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ''محمد'' کا جانشین ''اولوسیگون اوباسانجو'' جو امریکہ کا حامی تھا، ۱۹۷۹ء تک نائیجیریا میں سربراہ مملکت کے عہدے پر فائز رہا، اور اسے یہ امتیاز حاصل تھا کہ ترقی یافتہ دنیا کی خاطر اس نے تیل کی قیمتیں کم رکھیں۔ تشویش ناک طور پر ''اوباسانجو'' کے بھی سی آئی اے سے تعلقات تھے، بالخصوص اُس کا ''افریقن - امریکن انسٹی ٹیوٹ'' سے رابطہ رہا (وہ اس کے ''افریقن لیڈرشپ فورم'' کا سربراہ ہے جس کے ''سنٹر فار اسٹریٹیجک اینڈ انٹرنیشنل سٹڈیز'' سے عملی تعلقات ہیں۔ یہ وہی سنٹر ہے جس سے ہنری کسنجر وابستہ ہے)۔ ''اپنی افریقن لیڈرشپ فورم'' والی حیثیت استعمال کرتے ہوئے اوباسانجو نے نائیجیریا میں مغربی ایما پر ہونی والی ''اصلاحات'' کے حق میں متعدد اعلانات جاری کیے۔ ان میں تحدید آبادی کا پروگرام بھی شامل ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۱۲-

انسان دوستی کا لبادہ

کیا کبھی یہ بھی ہوگا کہ سفید فام بچے بہت زیادہ ہوں،
اور روئے زمین اُن سے معمور ہو جائے؟
اور ایسا کب ہوگا کہ سفید فاموں کو بھی تحدید آبادی کی ضرورت پڑ جائے؟
کیا تب جب جہنم سرد پڑ جائے گی!!---لسٹر ویلٹ مڈلٹن [1]

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کئی دہائیوں سے اس نظریے کی تشہیر کر رہا ہے کہ ''جدید خاندانی منصوبہ بندی'' لوگوں کے لیے فائدہ مند ہے۔ بچے تھوڑے ہوں تو مائیں صحت مند ہوں گی۔ چھوٹے کنبوں کا معیار زندگی بہتر ہوتا ہے۔ شرح آبادی سست رو ہوگی تو ترقیاتی عمل پائیدار ہوگا۔ انجام کار لوگ تھوڑے ہوں گے تو سیاسی لیڈروں کی سر دردی بھی کم ہوگی ___ کیا امریکی حکومت واقعی ان باتوں پر یقین رکھتی ہے؟ یہ صحیح ہے کہ صنعتی ممالک میں آمدنیاں بہت زیادہ ہیں بہ نسبت اُن کم ترقی یافتہ علاقوں کے جہاں شرح آبادی زیادہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ مغرب میں چھوٹے گھرانوں کو اعلیٰ تعلیم جیسی سہولتوں تک زیادہ رسائی حاصل ہے۔ لیکن یہ ''چھوٹا گھرانہ مساوی دولت'' ایسی ہی نسبت ہے جیسے یہ دلیل دینا کہ ''فحش نگاری زانی بالجبر بناتی ہے''۔ یہ بالکل ہوسکتا ہے کہ زانی دوسرے مجرم گروہوں کی بہ نسبت ایک قسم کے اعصابی مریض ہوں اور

---

1. Listervelt Middleton, "When Hell Freezes Over", South Carolina Educational TV (SETV), 1987.۔ مڈلٹن ٹی وی پروگرام ''برائے عوام'' کا میزبان ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں فحش تصویروں سے رغبت ہو، چنانچہ اُن کا یہ ''ادبی چسکہ'' محض ایک علامت ہو، سبب نہ ہو۔ بالکل اسی طرح یہ بھی صحیح ہوسکتا ہے کہ دولت [کی فراوانی] اور جس طرح کا رہن سہن اُس سے تقویت پاتا ہے، شمالی کرہ میں کم تولیدی کے اسباب ہوں، اُس کا نتیجہ نہ ہوں۔

عجیب بات ہے۔ ایک وقت تھا جب امریکہ بڑی حد تک دیہاتی معاشرہ تھا۔ ریفریجریٹر نہ تھے۔ گھرانوں کی ایک بڑی اکثریت کاشتکاری کرتی، فصل کاٹتی، اور سنبھالتی تھی، یا لوگ چھوٹے تاجر پیشہ تھے۔ ایک عام کنبہ پانچ سے سات بچوں پر مشتمل ہوتا تھا ـــــ اس صورت حال نے امریکہ کو ایک ''ترقی یافتہ'' ملک کے طور پر اُبھرنے اور عالمی طاقت بننے سے نہیں روکا، بلکہ جس دوران امریکہ طاقت کی سیڑھی پر چڑھ رہا تھا اُس دوران اس کی آبادی حیران کن شرح سے بڑھ رہی تھی۔ ۱۷۹۰ء اور ۱۸۴۰ء کے درمیان پچاس برسوں میں امریکی آبادی ۴ ملین سے بڑھ کر اندازاً ۱۸ ملین ہوئی۔ یہ تقریباً پانچ گنا اضافہ ہے۔ تین دہائیاں بعد یعنی ۱۸۷۰ء میں یہ آبادی مزید دوگنی سے بھی زیادہ یعنی ۳۸٫۵ ملین تھی۔ اگلے دس برسوں میں (۱۸۷۰ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان) ۳۷ فیصد اور اضافہ ہوا اور آبادی ۵۰ ملین سے زیادہ ہوگئی۔ صدی اختتام کو پہنچی تو امریکی آبادی ۷۶ ملین تھی ـــــ یہ سو برسوں میں پندرہ گنا اضافہ ہے۔ اس کے بعد ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۰ء کے درمیان چالیس سالوں میں امریکی آبادی میں شرح افزائش آج کے بہت سے ترقی پذیر ممالک سے اونچی تھی اور اس کے نتیجے میں مزید ۵۶ ملین افراد کا اضافہ ہوا۔ بیسویں صدی کے نصف اول کے دوران امریکہ میں آبادی کی اوسط سالانہ شرح نمو ۳ فیصد تھی۔ یہ سب تب ہوا جب امریکہ نے اپنی پیداواریت (productivity) اور دنیا میں اپنے مقام و مرتبہ میں بے حد موثر اضافہ کیا[۲]۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آبادی میں اس اضافہ کا معتدبہ حصہ، بالخصوص بعد کے سالوں میں، بیرونی آبادکاروں کی وجہ سے ہوا، اور کسی معاشرے کے لیے مقامی طور پر پیدا ہونے والوں کی بہ نسبت باہر سے آنے والوں

2. Statistics from Bureau of the Census and published in The World Almanac and Book of Facts, 1996, ed. Robert Famigheti (Mahwah, N.J. 1995), 384-385.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کھپانا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔

مغرب کے پالیسی سازوں کے اصل ارادوں کے بارے میں ایک واضح اشارہ آبادی سے متعلق اس لٹریچر میں ملتا ہے جو عام لوگوں (بلکہ پارلیمانی اداروں مثلاً امریکی کانگریس) کی توجہ کے لیے تیار ہوتا ہے اور جس میں قریب قریب ''ہمیشہ'' خوراک کی کمی، قدرتی وسائل کے اتلاف، ماحولیاتی آلودگی اور آبادی کی کثرت کے حوالے دیے جاتے ہیں۔ لیکن جو دستاویزات ''اندرخانہ'' استعمال کے لیے تیار ہوتی ہیں اُن میں اس طرح کے دلائل تقریباً بالکل نہیں ہوتے۔ مثلاً قومی سلامتی کونسل کے (کالعدم) ''آپریشنز کوآرڈی نیٹنگ بورڈ'' کی ایک انتہائی خفیہ یادداشت، لاطینی امریکہ میں اقدامات کے لیے منصوبہ (Outline Plan of Operations for Latin America) آبادی میں تبدیلی کے حوالے سے امریکی لیڈروں کی سراسیمگی کا اظہار کرتا ہے: ''جب بھی کسی پروگرام پر عمل درآمد ہو تو علاقے میں آبادی میں تیزی سے ہونے والا اضافہ اور اقتصادی ترقی ـــــ اور اُن کا ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مستقبل کی امکانی طاقت اور اہمیت پر اثر ـــــ ضرور پیش نظر رہیں[۳]''۔ مطلب یہ ہوا کہ واشنگٹن کو لاطینی امریکہ میں اپنے مقاصد کے لیے اصل خطرہ اس اقتصادی ترقی سے ہے جس کے ساتھ ساتھ آبادی میں اضافہ بھی ہو، نہ کہ وہ نقصانات جن کا موجودہ آبادیاتی پالیسی پروپیگنڈا میں ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ یہ موضوع سبھی ترقی پذیر علاقوں سے متعلق امریکی خارجہ امور کے ریکارڈ میں نفوذ کرتا ملے گا۔

لاطینی امریکہ سے متعلق اُسی سوچ کی تازہ ترین مثال ۱۹۹۱ء کے ایک تحقیقی مقالے میں سامنے آئی جو امریکی فوجی کانفرنس برائے طویل المیعاد منصوبہ بندی کے لیے تیار کیا گیا:

> اگرچہ اس عرصہ میں زیر مطالعہ آبادیوں میں سے ۹ ایشیائی ممالک کی آبادی تین گنا ہو چکی ہے اور ۶ لاطینی امریکی ممالک اپنی آبادی سات گنا بڑھا چکے ہیں، لیکن

3. Operations Coordinating Board, "Outline Plan of Operations for Latin America", 10 Jan. 1957, 3.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازہ یہ ہے کہ فی کس آمدنی میں بھی ہر جگہ ڈرامائی اضافہ ہوا ہے ـــــ ایشیائی ممالک میں ۳ گنا اور لاطینی امریکی گروپ میں ۵ گنا..... یعنی بہ ظاہر آبادی میں تیز رفتار اضافہ سے جو آبادیاں براہ راست متاثر ہوئیں انہیں پیداواریت میں اضافہ میں دقت نہیں ہوئی [۴]۔

یہ ایک بڑی اہم بات سامنے آئی ہے۔ لاطینی امریکہ کے زیر مطالعہ ممالک میں فی کس آمدنی ـــــ دولت (آمدن) کی آبادی سے نسبت ـــــ ۵ گنا اور آبادی میں اضافہ ۷ گنا ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ علاقہ میں مجموعی آمدنیوں کا اضافہ ۳۵ گنا ہوا، یا ہر ہر شخص کو اوسطاً ۵ گنا زیادہ وصولی ہوئی، جبکہ لوگ پہلے کی بہ نسبت ۷ گنا زیادہ تھے۔ گویا مغربی پالیسی پروپیگنڈا جس اقتصادی جمود کے اندازے پیش کر رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ علاقے کی دولت اور وقار میں نمایاں بہتری آئی۔ اگر واشنگٹن والے ان بلند بانگ دعووں پر واقعی یقین رکھتے تھے کہ آبادی میں اضافہ ترقی کی راہ کا سنگ گراں ہے، تو ان ''کریم النفس'' امریکی پالیسی سازوں کو اب خوش ہو جانا چاہیے کہ لاطینی امریکی اقوام تو بہت اچھی رہی ہیں اور انہوں نے امریکی حکومت کے لاکھوں کروڑوں ڈالر بچا لیے جو اُسے 'غربت کے خاتمہ کے لیے' مانعات حمل پروگراموں میں کھپانے پڑتے۔ لیکن ریکارڈ ہماری اس خوش گمانی اور اطمینان کا ساتھ نہیں دے رہا:

> آبادی سے متعلق قریب قریب سبھی موجودہ اندازے بتا رہے ہیں کہ آج کے زیادہ ترقی یافتہ علاقوں (یورپ، سوویت یونین، جاپان، شمالی امریکہ اور اوشیانا) میں آبادی میں اضافہ کی شرح نسبتاً سست ہے، جبکہ کم ترقی یافتہ علاقوں (یعنی باقی دنیا) میں یہ شرح افزائش نسبتاً تیز ہے۔ کچھ فرق کے ساتھ، یہ اندازے بتا رہے ہیں کہ یہ رُجحان دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد سے مسلسل موجود ہے۔ اگر یہ سلسلہ دو

---

4. U.S.Army Conference on Long Range Planning, reprinted as "Population Change and National Security", *Foreign Affairs* 70, no. 3 (Summer 1991), p. 117

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نسلوں تک ایسے ہی چلتا رہا تو بین الاقوامی سیاسی صورت حال اور عالمی طاقت کے توازن پر اس کے اثرات بے پایاں ہوں گے ۵۔

یہ تحقیقی مقالہ بالآخر درج ذیل نتائج اخذ کرتا ہے:

ان اندازوں کی رُو سے ایک بالکل مختلف دنیا ابھر کر سامنے آتی ہے۔ یہ رجحانات اس دباؤ کا پتہ دیتے ہیں جو آج کی صنعتی جمہوریتوں کے کردار اور مقام و مرتبہ کو بتدریج گھٹا رہا ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ تیسری دنیا کی اقتصادی نمو نسبتاً چنداں خوشگوار نہیں ہوگی، پھر بھی عالمی سطح پر آج کی صنعتی جمہوریتوں کا اقتصادی پیداوار میں حصہ روبہ زوال ہو سکتا ہے۔ موجودہ کم آمدنیوں والے علاقوں میں بالعموم ترقی پذیر صنعت کاری ہوتی رہے تو مغرب کی تقلیل و تخفیف (diminution) کی رفتار تیز تر ہوگی۔ چنانچہ کوئی بھی شخص ایک ایسی دنیا کا اندازہ لگا سکتا ہے جو بالآخر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے مفادات کے لیے خطرناک ہوگی ..... آبادی اور اقتصادی ترقی کے جن رجحانات کا تذکرہ ہوا وہ ایک ایسی بین الاقوامی فضا پیدا کر سکتے ہیں جو مغربی اتحادیوں کی سلامتی اور مستقبل کے امکانات کے لیے گزشتہ نسل کی سرد جنگ سے بھی زیادہ تہدید آمیز اور نقصان رساں ہوگی ۶۔

تحدید آبادی کے متعلق قومی سلامتی کونسل کی ۱۹۷۴ء کی دستاویز ــــ NSSM -200 ــــ جو اس موضوع پر امریکی دلچسپی کا حتمی اظہار اور اعلان ہے، لگی لپٹی رکھے بغیر بات کرتی ہے۔ اس میں زوردار الفاظ میں تاکیداً کہا گیا ہے کہ امریکی مفادات کے لیے بڑے ممالک کی تیزی سے بڑھتی آبادی خطرناک ہے ــــ یہ وہ ممالک ہیں جو دوسروں پر حاوی ہونے کی کوشش کریں گے اور جو قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں۔ مثلاً بڑھتی تعداد کے ساتھ ساتھ مصری تزویراتی طور پر زیادہ اہمیت

5. Ibid., 115-116.
6. Ibid., 128-129.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرتے جائیں گے۔ ایک مطالعہ بتاتا ہے: ''مصر کی بڑی اور بڑھتے حجم والی آبادی کئی برس تک خود مصر کی اپنی اور اس کے پڑوسی ممالک کی داخلی اور خارجہ پالیسیوں کی تشکیل میں اہم عامل رہے گی[7]''۔ برازیل بھی آبادی کے حوالے سے لاطینی امریکہ کے ممالک پر ''چھایا ہوا ہے''، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ''آنے والے ۲۵ برسوں میں لاطینی امریکہ اور باقی دنیا کے منظر پر برازیل اہم قوت کا حامل ملک ہوگا[8]''۔ نائیجیریا بھی کچھ اسی طرح کی بہتر پوزیشن میں ہے:

> ۱۹۷۰ء میں ۵۵ ملین آبادی والا نائیجیریا براعظم کا سب سے زیادہ آبادی والا ملک تھا۔ اندازہ ہے کہ صدی کے اختتام پر یہاں کی آبادی ۱۳۵ ملین ہوگی۔ اس سے افریقہ میں صحارا کے جنوب میں نائیجیریا کے بڑھتے ہوئے سیاسی اور تزویراتی کردار کا پتہ چلتا ہے[9]۔

کم ترقی یافتہ ممالک میں بڑھتی آبادی کے پردہ میں امریکی بالادستی کو لاحق ''خطرے'' کا آج کل بار بار حوالہ دیا جاتا ہے اور اس پر بڑا زور ہے۔ پورے تسلسل سے دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ ترقی پذیر ممالک کی روز افزوں آبادی جنوب کی ان ابھرتی اقوام کو سیاسی اور اقتصادی پیش رفت کا موقع دیتی ہے جس کا نقصان امریکہ کو ہوگا۔ سرد جنگ کے بعد کے عالمی نظام میں قومی سلامتی اور آبادی کے رُجحانات سے بحث کرنے والا بہت بڑی تعداد میں موجود لوازمہ اس مسئلہ کی اہمیت کی تصدیق کرتا ہے یا ان سے کم از کم مذکورہ نتیجہ لازمی طور پر برآمد ہوتا ہے۔ دوسری طرف ایک تاثر یہ ہے کہ عالمی طاقت کے انتظامات مضبوط اور مستحکم ہیں، کیونکہ ایٹمی ہتھیاروں اور دوسری ترقی یافتہ ٹکنالوجی نے بڑی آبادیوں کی اہمیت ختم کر کے رکھ دی ہے۔ یہ بات کسی حد تک اور وقتی طور پر صحیح ہو سکتی ہے لیکن مغربی زعماء اس سے قطعاً مطمئن نہیں۔ فی الاصل اگر ایک دو نسلوں کی بات کریں ــــ

7. National Security Council, *Implications of World Population Growth for U.S. Security and Overseas Interests* NSSM-200, 10 December 1974, 22.
8. Ibid.
9. Ibid., 21.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اتنے وقت کی جس میں آبادی کے رجحانات اور اُن کے اثرات کی بات ہو سکتی ہے ــــ تو ماہرین ایک بالکل ہی مختلف منظر کشی کرتے ہیں۔ ایک حوالہ جو عام طور پر دیا جاتا ہے، واضح کرتا ہے:

> یہ دلیل کہ جدید ہتھیار بڑی آبادی کے فوائد کو زائل کر دیں گے، غلط ہے..... ایٹم بم کی تخلیق و تعمیر کے لیے صرف علم کافی نہیں ہے۔ امریکہ کی جنگی مشین کی تشکیل اُس کی بڑی بڑی صنعتوں نے کی جن کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جدید تباہ کن ہتھیاروں کے لیے جس طرح کا صنعتی ڈھانچہ چاہیے وہ صرف بڑی اور زیادہ آبادی والا ملک ہی مہیا کر سکتا ہے.... سیدھی سادھی بات یہ ہے کہ جدید ہتھیاروں نے بڑی [آبادی] اور بڑی افواج والی اقوام کی قوت کم کرنے کی بجائے بڑی آبادی اور بڑے فوجی بجٹ والے ایسے ممالک کی طاقت کو بڑھا دیا ہے۔ جنگی آلات کی ترقی پذیر ٹکنالوجی اس خوفناک حد تک مہنگی ہو چکی ہے کہ اب صرف بہت بڑے ملک ہی یہ بوجھ سہار سکتے ہیں۔ طاقت کے چند بڑے ملکوں کے ہاتھوں میں ارتکاز کی بہ نسبت، جو بیسویں صدی کے نصف اول میں نمایاں تھا، [اس عرصہ میں آبادی میں آنے والی چند تبدیلیاں زیادہ متاثر کن رہی ہیں[10]۔

مزید براں اس ایٹمی دور میں برسرپیکار فوجوں کا حجم اور حوصلہ (morale) کچھ کم اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ وہی مصنفین [اورگانسکی] اس بات پر زور دیتے ہیں کہ: تعداد میں برتری کا فائدہ کاشتکار اقوام کے لیے شاید سب سے اہم ہے۔ وہ وضاحت کرتے ہیں:

> برباد شدہ بستیوں کو کون بسائے گا، اور باقی بچ جانے والوں کے سر پر کون کھڑا ہوگا؟ ایک ایسی صدی میں، جب بڑی اقوام کامل تباہی لانے سے ہچکچائیں گی، وہ چھوٹی

10. Katherine Organski and A.F.K. Organski, *Population and World Power* (New York 1961), 17.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹی جنگیں کون لڑے گا جو اس صدی میں عام ہوں گی؟ کوریا اور انڈو چائنا میں ہم نے سیکھا ـــــ یا ہمیں سیکھ لینا چاہیے تھا ـــــ کہ کسان سپاہی بھی جدید ہتھیاروں کا بہ خوبی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر کسی قلی نے پیٹھ پر دھماکہ خیز مواد اٹھا رکھا ہو تو جیٹ جہاز سے اُسے روکا نہیں جا سکتا۔ ہر ہر بھوسے کے ڈھیر پر جس میں کوئی ٹینک چھپایا گیا ہو، ایٹم بم برسانا ممکن نہیں۔..... بیسویں صدی نے ہمیں وہ پرانے طور طریقے پھر سے سکھائے ہیں جن سے جدید فاتحین کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔ کسان گوریلا جو پہاڑوں میں جا کر بیٹھ جائے، بم پھینکنے والا تخریب کار جو انسانی بھیڑ میں چھپا کھڑا ہو، وہ فوج جو دن کی روشنی میں ادھر اُدھر سٹک جائے ـــــ یہ سب اُس ہمہ گیر جنگ کی مختلف شکلیں ہیں جو نت نیا روپ دھارتی ہیں۔ ایک بڑی آبادی اپنے فاتحین کو بیوقوف بنا سکتی ہے جو اپنا کنٹرول بڑی سڑکوں اور چند نمایاں شہروں تک پھیلا سکتے ہیں لیکن وہ اپنے ہی اس جال میں پھنسے ہوئے پرندوں کی طرح بیٹھے ہوتے ہیں جبکہ پورا ملک اُن کے نیچے جوش سے اُبل رہا ہوتا ہے[11]۔

ایک عظیم جنگی مشین کا انحصار بڑے پیمانے پر اقتصادی طاقت پر ہوتا ہے، تاہم اسے بعض خام اموال کی ضرورت ہوتی ہے جن تک رسائی آبادی میں تبدیلی سے متاثر ہو سکتی ہے۔ امریکہ کا بعض اہم (تزویراتی نوعیت کی) معدنی اشیاء کے ضمن میں بیرونی ذرائع پر انحصار، جن میں وہ معدنیات بھی شامل ہیں جو ہتھیاروں کی تیاری میں استعمال ہوتی ہیں، بعض حلقوں کے لیے تشویش کا باعث بن چکا ہے۔ مثلاً نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کی ۱۹۹۰ء کی ایک تحریر ''انحصار'' اور ''زد پذیری'' (vulnerability) میں خط امتیاز قائم کرتی ہے۔ اس کی وضاحت وہ یوں کرتی ہے کہ اگر ''سماجی اور سیاسی ہلچل سے بیرونی وسائل کی ترسیل میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو انحصار عدم تحفظ کی شکل

11. Ibid., 16.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر سکتا ہے[۱۲]''۔ پھر اس تحریر میں کئی پالیسی سفارشات دی گئی ہیں جن کا رخ یہ ہے کہ ''تزویراتی اشیا کے حصول کے اہداف دوستوں، حلیفوں اور تیسری دنیا میں خارجہ پالیسی مقاصد کے ساتھ مربوط ہوں''۔ اس سے سٹیٹ [ڈیپارٹمنٹ]، یو ایس ایڈ اور بین الاقوامی امور سے متعلق دوسری ایجنسیوں کو امریکی تزویراتی معدنی اہداف کی کیفیت کے متعلق رہنمائی ملے گی۔ نیز ''تیسری دنیا کے ممالک کو خاص اس مقصد کے لیے ترقیاتی امداد مہیا کی جائے گی کہ وہ ان اہم معدنی اشیا کی پیداوار بڑھا دے..... [۱۳]''۔ کتاب مطالبہ کرتی ہے کہ کسی ایسی صورت حال میں کہ ''کوئی سیاسی یا فوجی بحران پیدا ہو جو بیرون ملک تزویراتی معدنی وسائل تک ہماری [امریکی] رسائی سے متصادم ہو''، امریکہ ''متبادل ہنگامی منصوبے'' تیار رکھے اور ''خفیہ انداز کے چند امکانی اقدامات بھی سوچ رکھے'' تاکہ معدنی وسائل تک امریکی رسائی میں دخل اندازی کا مقابلہ کیا جا سکے[۱۴]''۔

اس موضوع پر بار بار گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ ڈیوڈ اور جیفری ڈیبلکو کے بہ قول: ''غیر فوجی خطرات ــــ مثلاً ترقی پذیر ممالک میں بڑھتی ہوئی آبادی یا قدرتی وسائل پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے مسابقت کا عمل ــــ بالآخر [امریکی] قومی سلامتی کے لیے خطرات کھڑے کر سکتے ہیں[۱۵]''۔ ''NSSM -200'' نے بھی یہی پیغام دیا: ''بہت سی معدنیات کی اعلیٰ قسم کے خام مال کے معلوم ذخائر کا محل وقوع اس طرح ہے کہ سبھی صنعتی علاقے کم ترقی یافتہ ممالک سے ان کی درآمد پر زیادہ سے زیادہ تکیہ کریں..... معدنیات کی ترسیل کے حقیقی مسائل کا تعلق مقدار اور کفایت سے نہیں، بلکہ سیاسی اور معاشی اصطلاح میں اس بات سے ہے کہ ان وسائل کی تلاش، اخراج اور

12. Keneth A. Kessel, *Strategic Minerals: US Alternatives* (Washington, D.C., 1990), 189.
13. Ibid., 199.
14. Ibid, 2200.
15. David D. Dabelko and Geoffery D. Dabelko, "The International Environment and U.S. Intelligence Community", *International Journal of Intelligence and Counterintelli gence*6, no. 1 (Spring 1993): 22.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیسے ہو، اور حاصل ہونے والے منافع کی پیداکار، صارف اور میزبان حکومتوں کے مابین تقسیم کیسے کی جائے[16]"۔ چنانچہ NSSM نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تحدید آبادی اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگراموں کو نافذ کرایا جائے تاکہ ترسیلات میں پڑنے والی امکانی رکاوٹوں سے تحفظ حاصل رہے:

امریکی اقتصادیات کو بیرون ملک خصوصاً کم ترقی یافتہ ممالک سے بڑی اور بڑھتی ہوئی مقدار میں معدنیات کی ضرورت پڑے گی۔ اس حقیقت کے پیش نظر ان اموال مہیا کرنے والے ممالک کے سیاسی، معاشی اور سماجی استحکام میں امریکہ کی بڑھتی ہوئی دلچسپی ضروری ہو جاتی ہے۔ جہاں کہیں بھی کم شرح پیدائش کے نتیجہ میں آبادی کا گھٹتا بوجھ اس طرح کے استحکام کے امکانات کو روشن کرتا ہے، وہیں امریکی اقتصادی مفادات کے لیے آبادی سے متعلق پالیسی مفید مطلب بن جاتی ہے[17]۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی دوسرا ایسا مسئلہ نہیں جو مغرب کے پالیسی سازوں میں بحران کا وہ احساس انگیخت کرتا ہو جتنا ترقی پذیر ممالک میں شرح آبادی کا سوال ہے۔ نہ ہی کوئی دوسرا معاملہ بین الاقوامی طاقت و اختیار کے قریب قریب ہر جزد کے ساتھ اتنا گتھا ہوا ہے ــــ خواہ یہ فوجی ضرورت کے لیے اشیا تک رسائی کی بات ہو، مستقبل میں افواج کی تعداد کا معاملہ ہو، مناسب اقتصادی تفوق کا سوال ہو، یا سیاسی برتری، نسلی قوت اور ثقافتی اثرات کا قصہ ہو۔ یقیناً تحدید آبادی کے کچھ وکیل ایسے ہو سکتے ہیں جو مانتے ہیں کہ فوجی تحفظ اور سلامتی خود ایک مسئلہ ہے لیکن اُن کا پختہ ایمان ہے کہ ترقی پذیر اقوام کے گھرانوں میں بچوں کی تعداد کم ہو تو یہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔ اگر وہ لوگ خوشحال اور مطمئن ہوں گے تو بہ قول ان حضرات کے، سلامتی کے لیے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔ ریکارڈ یہی بتاتا ہے کہ واشنگٹن میں بیٹھے بنیادی ڈھانچہ کی اصلاحات کی بات کرنے

16. NSSM-200, 37.
17. Ibid., 43.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ''ماہرین'' جنوب میں لوگوں کے معیار زندگی کے متعلق چنداں پریشان نہیں ہیں۔ مثلاً صحت کے لیے دواؤں کے معاملہ پر ہی نظر ڈال لی جائے۔ خیال ہے کہ افریقہ میں ہر برس ملیریا سے مرنے والوں کی تعداد ایک ملین ہے۔ گھانا نیوز ایجنسی کے مطابق شمالی خطوں میں ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۳ء کے عرصہ میں مرنے والوں میں سے ایک تہائی ملیریا کا شکار ہوئے جس کی زد میں زیادہ تر بچے اور حاملہ خواتین آئیں۱۸۔ ملیریا کا علاج ایسی انٹی بایوٹک دواؤں سے ہوسکتا ہے جن پر صرف ایک ڈالر [فی مریض] خرچ آئے گا ___ اور یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ یو ایس ایڈ کے پہلے مرحلے کے ''آپشنز'' پروگرام کو بنیادی معاہدہ کے تحت ۲۳ ملین ڈالر ملے تھے اور لاکھوں کروڑوں مزید بیرون ملک ''مشن دفتروں'' سے حاصل ہوئے۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ چوبیس میں سے ہر زیرِ ہدف ملک میں اوسطاً دو ملین ڈالر خرچ ہوئے۔ گویا اس پراجیکٹ کے تحت صرف ایک ملک میں خرچ کی جانے والی رقم سارے افریقہ میں سال بھر ملیریا کے شکار مریضوں کے لیے دوا خریدنے کو کافی ہوتی۔ اس دلیل کو بڑھائیں تو ایک اور ایسے ملک میں خرچ شدہ رقم سے سال بھر کے دوران پورے براعظم میں حد درجہ ضرورت مند افراد تک ان دواؤں کو پہنچانے اور تقسیم کرنے کا خرچ پورا ہو جاتا۔ اور خود یہ ''آپشنز پراجیکٹ'' یو ایس ایڈ کی طرف سے ''پالیسی تشکیل'' پر اٹھنے والے سالانہ اخراجات کا ایک حقیر حصہ ہے، شاید ۵ فیصد یا اس سے بھی کم۔ یہ سب کچھ ہوتے ملیریا سے اموات کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے۔

پالیسی ڈیویلپمنٹ پروگرام کو ''اقتصادی'' امداد کی ایک شکل تصور کیا جاتا ہے لیکن اس سے میزبان ملک کو کوئی مالی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ پالیسی مہم، جسے کھل کر اس مقصد کے لیے تشکیل دیا گیا ہے کہ بیرونی دنیا میں لیڈروں کی ''تربیت'' کرے تاکہ ایسے سیاسی اقدامات ہوں جو مغرب کے لیے سودمند ہیں، اُن ملکوں کی اقتصادیات میں ایک پیسہ بھی فائدہ نہیں دیتی جہاں اس تربیتی

18. Cited in *Ghana Review* an electronic compilation of national news reports distributed via the internet, 20 January 1995.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروگرام پر عمل ہو رہا ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک استثناء ان مقامی لوگوں کو کی جانے والی ادائیگی کا ہو سکتا ہے جو ''برسرِ موقع'' ایجنٹ ہوتے ہیں۔ ان کو ادائیگیاں تقریباً ہمیشہ خفیہ کی جاتی ہیں جس سے رشوت کی فضا کو تقویت ملتی ہے۔ ایک مصنف کے بقول واشنگٹن جانتا ہے کہ اگر امریکہ کھل کر سرپرستی کرے ''تو اس سے خاندانی منصوبہ بندی کی سرگرمیوں کو سیاسی تنقید کے نتیجہ میں نقصان پہنچ سکتا ہے[19]''۔ مزید براں پروگرام اپنی اصل میں تخلیق ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ ایسی معلومات دیتا رہے جو علاقائی لیڈروں کے رواجی فہم سے یکسر مختلف ہوں۔ لہٰذا صحیح بات یہ ہے کہ اس کا مقصد [دینا کم اور] کچھ لے کر جانا ہے--- جو کچھ یہ لے جاتا ہے وہ دراصل قومی ہیئت مقتدرہ کی وہ اہلیت ہوتی ہے جس سے واقعات کے نتائج کا دیانتدارانہ تجزیہ کیا جاتا ہے یا ان کے ایسے آزادانہ فیصلے ہوتے ہیں جو خود ان کی اپنی اقوام کے مستقبل کی بہبود میں مددگار ہوں۔

یہی بات تحدیدِ آبادی کے متعلق بالعموم کہی جا سکتی ہے۔ ۱۹۹۱ء میں اقوام متحدہ نے اندازہ لگایا کہ ترقی پذیر ممالک میں آبادی کو کنٹرول کرنے پر ''سالانہ'' ساڑھے چار سے پانچ بلین ڈالر خرچ ہوتے ہیں[20]۔ اس میں کثیر فریقی اور دوطرفہ پروگراموں کی رقوم شامل ہیں لیکن وہ کافی بڑی رقوم شامل نہیں جو نجی سرمایہ کاری کے طور پر مغرب میں قائم بہت سی کثیر قومی کارپوریشنیں اور ''مخیر'' ادارے فراہم کرتے ہیں۔ اس رقم میں ہر سال معتد بہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اگر اس کا محض ایک حصہ ہی افریقی سکولوں کے لیے مختص کر دیا جاتا، یا مقامی ہدایات کے تحت اور مقامی کرنسی شرح کے مطابق ہیکل اساسی کی تعمیر، توانائی کی ترقی، زراعت میں نئے طور طریقوں کے رواج اور ٹکنالوجی کے فروغ پر خرچ ہوتا، تو چند برسوں میں ہی براعظم کافی ترقی کر سکتا تھا (ایسے ہی جیسے جنگ عظیم دوم کے بعد یورپ میں ہوا)۔

---

19. Peter J. Donaldson, *Nature Against U S: The United States and The World Population Crisis 1965-1980*(Chapel Hill, N.C., 1990), 26.

20. United Nations Population Fund, *The State of World Population*, 1991 (New York, 1991), 34

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قرض کے بحران'' کا معاملہ یہ ہے کہ صرف عالمی بنک سالانہ ایک بلین ڈالر سے زیادہ نفع کما لے جاتا ہے جس میں ایک بڑا حصہ آبادی سے متعلق سرگرمیوں کے لیے دیے گئے قرضوں پر حاصل ہوتا ہے۔ اصل رقم مع سود اگلی نسل کے ان کارکنوں، کاشتکاروں، مزدوروں، اساتذہ اور عام فوجیوں نے ادا کرنا ہے جن کی تعداد کو گھٹانا ان قرضوں کا بیان شدہ مقصد ہوتا ہے۔ جب امریکہ نے عراق کے خلاف ''بین الاقوامی'' تعاون کے حصول کے لیے سفارتی مہم شروع کی تو اس نے مصر کو اس مہم میں شرکت کا معاوضہ ۷ بلین ڈالر کے دوطرفہ قرضہ کی معافی کی شکل میں پیش کیا۔ امریکہ نے سوچا ایک عرب مملکت کو تاراج کرنے کے لیے عرب حمایت کے حصول پر اٹھنے والا یہ خرچ مہنگا سودا نہیں۔ لیکن یہی امریکہ اس وقت قرض معاف کرنے کی بات نہیں کرتا جب بچوں کو عام اور مفت تعلیم دینے والا نظام منہدم ہو رہا ہو، یا جب شہروں کی طرف انتقال آبادی، آبپاشی کی ناکافی سہولتیں اور نامہربان اقتصادی حالات لاکھوں کروڑوں ایکڑ قابل کاشت زمین کو صحرا میں بدل دیتے ہیں۔

یہ بات پہلے بھی آ چکی کہ خود عالمی بنک کی ۱۹۹۰ء کی ''ڈیویلپمنٹ رپورٹ'' میں یہ حقیقت تسلیم کی گئی ہے کہ آبادی میں اضافے سے ترقیاتی عمل کو تحریک ملتی ہے۔ کیونکہ ''پھلتی پھولتی اقتصادیات اضافی مزدور قوت کو کھپا لیتی ہے بلکہ ممکنہ طور پر اس کا انحصار اسی قوت پر ہوگا[۲۱]''۔ اسی طرح ''نیشنل اکیڈیمی آف سائنسز'' اس نتیجہ پر پہنچی کہ اگرچہ:

> ..... آبادی کی بڑھوتری سے کئی طرح کی غیر معیاری پالیسیوں کے مضر اثرات میں شدت پیدا ہو سکتی ہے --- مثلاً ہیکل اساسی کی تعمیر میں شہروں کی جانب جھکاؤ، خوراک کی اشیا پر بالواسطہ اور بلا واسطہ زرتلافی جو زرعی مارکیٹ کی شکل بگاڑ دیتی ہے، قرض مارکیٹ کی بگڑی ہوئی صورت، اور عام ملکیتی اموال کا ناکافی انتظام......
>
> [تاہم] ان مسائل کا بنیادی علاج'' آبادی کے میدان سے باہر کی بہتر پالیسیاں ہی

21. World Bank, World Development Report 1990 (Oxford, 1990) 82.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۲۲۔

عجیب مذاق یہ ہے کہ جب معاملہ خود اپنے ملک کا ہو تو بعض ترقی یافتہ ممالک آبادی میں اضافہ کو مفید قرار دے کر خوش آمدید کہتے ہیں۔ مغربی یورپ کے کئی نسبتاً خوشحال اور کثیف آبادی والے ممالک نے ایسے قانونی اقدامات کیے ہیں کہ ان کے ہاں شرح ولادت بڑھ جائے۔ مثلاً اقوام متحدہ کی پاپولیشن پالیسیوں کی ڈائریکٹری کے مطابق فرانس نے اعلان کیا ہے کہ اس کے ہاں تولیدی شرح بہت کم ہے، چنانچہ اس نے گھرانوں کو دی جانے والی امداد کے نظام میں ایسی تبدیلیاں کی ہیں کہ ''نوجوان اور بڑے کنبوں کو زیادہ فائدہ ملے۲۳''۔ فرانسیسی حکومت نے چند اور اقدامات بھی کیے ہیں، یعنی [شادی شدہ] گھرانوں کو بہتر رہائشی سہولتیں، نوجوان جوڑوں کو کم شرح سود پر قرض کی فراہمی، اور ایسے قوانین کا اجرا کہ دوران حمل چھٹی کی ضمانت میسر رہے۔ ان سب کا اعلان شدہ مقصد ایک ہے، یعنی پیدائش اطفال کی شرح کو عوضی (replacement) سطح تک اٹھانا۲۴۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ نے بھی اپنی شرح آبادی کو ناکافی قرار دیا ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک کتاب میں دیے گئے حوالہ کے مطابق سوئس حکومت کی کوشش ہے کہ وہ ''ہر شعبہ میں، بالخصوص بچوں اور گھرانوں کے لیے معاشی تحفظ اور بہبود کی ایسی فضا پیدا کر دے جو بالواسطہ شرح تولید کو بڑھا دے۲۵''۔ شادہ شدہ جوڑوں کے لیے الاؤنس کا ایک نظام بھی کام کر رہا ہے جیسے کہ زچگی کے دوران کام سے چھٹی اور بیمہ کی سہولت موجود ہے۲۶۔ مغربی جرمنی نے بھی ۱۹۸۴ء میں ''حیات پسند'' (pro-natalist) پالیسی کا اعلان کیا جس کے تحت سالانہ دو لاکھ جرمن بچوں کی اضافی پیدائش مقصود تھی۔ اس پالیسی میں استقرار حمل کے لیے ٹیکس مراعات ہیں اور ہر ماں کو ۲۰۰

22. National Research Council, *Population Growth and Economic Developments: Policy Questions* (Washington D.C. 1986), 91.
23. United Nations, *World Population Policies* (New York, 1987), 1:218, 220.
24. Ibid.
25. Ibid., 3:136.
26. Ibid.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالر کا خصوصی الاؤنس ملتا ہے جب تک اُس کا نومولود سال بھر کا نہ ہو جائے۔ اس پالیسی میں ایک ترمیم کے ذریعہ والدین کے لیے چھٹی کی شقیں ڈالی گئی ہیں اور وضع حمل کے بونس میں اضافہ کیا گیا ہے[27]۔ یونان نے بھی ایک قانون نافذ کیا ہے جس کے تحت حاملہ خاتون کو کام سے نکالنے کی ممانعت کر دی گئی ہے، زچگی کی ۱۴ ہفتہ کی چھٹی لازی کر دی گئی ہے، اور زیادہ بچوں والے گھرانوں کے لیے ''بچوں کی بہبود کا الاؤنس'' مقرر کر دیا گیا ہے۔ یہ تمام اقدامات اس لیے ہیں تاکہ ولادت اطفال میں اضافہ ہو۔ یونان میں بانجھ کر دینے کا عمل محدود کر دیا گیا ہے[28]۔ کئی اور یورپی ممالک میں بھی ''خاندان کے لیے فوائد طے کیے گئے ہیں''۔ اگرچہ [بظاہر] یہ فوائد کسی باقاعدہ اعلان شدہ حیات پسند سکیموں کے تحت نہیں دیے جا رہے۔

بچوں میں اضافہ کی ایسی کوششوں کا اُن لوگوں کے ضمن میں شاذ ہی کبھی مطلوبہ نتیجہ نکلتا ہے جنہیں بڑے گھرانوں کی کوئی طلب نہیں ہوتی۔ لیکن بڑے خاندان چاہنے والوں پر جب منع حمل کے لیے دباؤ ڈالا جاتا ہے تو یہ عمل تباہ کن حد تک موثر رہتا ہے۔ یہ بات عام طور پر معلوم ہے کہ بھارت میں ۱۹۷۵ء کے دوران وزیراعظم اندرا گاندھی نے جس ''آبادیاتی ایمرجنسی'' کا اعلان کیا تھا اس کی پشت پر اصل کارفرما قوت امریکہ کی تھی[29]۔ وسط ۱۹۷۵ء سے، جب ایمرجنسی نافذ ہوئی ۱۹۷۷ء کے آخر تک اندازاً ۶۵ لاکھ مردوں کی نس بندی کی گئی اور ایسا زیادہ تر اُن کی مرضی کے خلاف ہوا۔

---

27. Ibid., 2:16.

28. Ibid., 2:24.

29. See for example, Bernard Berelson of the Population Council, "Beyond Family Planning', Proceedings of the Pakistan International Family Planning Conference, Dacca. 1996. فی الحقیقت عالمی بنک کے صدر رابرٹ میکنامارا (سابق امریکی سیکرٹری دفاع) کے متعلق رپورٹ ہے کہ انہوں نے ۱۹۷۶ء میں بھارت میں وزارت صحت و خاندانی منصوبہ بندی کا دورہ کیا۔ یہ وہی دن تھے جب زبردستی کی نس بندی زوروں پر تھی۔ دورے کا مقصد بھارتی حکومت کو مبارک باد دینا تھا کہ آبادی کے مسئلہ کے حل کے لیے اس نے پختہ سیاسی عزم و ارادے کا مظاہرہ کیا۔ میکنامارا کے دورے کا حوالہ Robert Whelan نے دیا ہے۔ دیکھیے: Choices in Childbearing: When Does Family Planning Become Population Control? (لندن ۱۹۹۲ء)، ۲۹۔ سب سے پہلے اس کا ظہور "New Scientists" ۵ مئی ۱۹۷۷ء میں ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اناڑی پن سے کیے گئے آپریشنوں کے نتیجہ میں ۱۷۷۴ افراد موت کے منہ میں چلے گئے۳۰۔ واشنگٹن کے مایوس ذہنوں نے گزشتہ تین دہائیوں کے دوران دباؤ کے جن ہتھکنڈوں کی حوصلہ افزائی کی، یہ اس کی محض ایک مثال ہے۔ تحدیدآبادی کی ایک طاقتور تنظیم کا کہنا ہے کہ عالمی سطح پر ''استحکام'' آبادی کی جو کوشش اب [۱۹۹۱ء] تک ہوئی ہے اس سے جنوبی کرہ ارض میں ۴۰ کروڑ آبادی کم ہوئی ہے۔ یہی گروپ اندازہ پیش کر رہا ہے کہ اگلی صدی تک یہ فرق ۴ ارب تک پہنچ جائے گا۳۱۔

جو کم جابرانہ پروگرام ہیں ان کی وجہ سے بھی دنیا بھر کی صحافی برادری اور طب وصحت کے حلقوں میں تند و تیز بحث چھڑی ہوئی ہے۔ ''ڈالکن شیلڈ'' ایک مانع حمل آلہ ہے کہ جب اندام نہانی میں داخل کر دیا جائے تو عارضی بانجھ پن پیدا کرتا ہے۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں اس کی وجہ سے امریکہ میں بہت سی اموات ہوئیں اور یہ ایک تاریخی عدالتی فیصلے کا موضوع بنا۳۲۔ اس پر بھی اسی طرح کے لاکھوں کروڑوں اختراعی آلات امریکہ سے برآمد کیے جاتے ہیں۔ بالعموم ترقی پذیر ممالک میں انہیں تقسیم کیا جاتا ہے اور ان کے استعمال میں ممکنہ خطرات سے بھی ان لوگوں کو آگاہ نہیں کیا جاتا جو انہیں استعمال کرتے ہوئے ہچکچا رہے ہوتے ہیں۳۳۔ نور پلانٹ (Norplant)

30. Whelan, Choices in Childbearing, 29.
31. The Population Council News Release, "Impact of Family Planning Programs in Developing Countries" is Assessed in New Study by Population Council Researchers, 24 January 1991.
32. See Morton Mintz, "The Dalken Shield: A Troubled Legaey", *Washington Post*, 7 April 1985, A1.

۳۳۔ ''ایڈ'' کے آفس آف پریس ریلیشنز کا ایک پریس ریلیز ("Highlights of USAID Population Program") جو ۱۹۸۹ء میں تیار ہوا اور کم از کم ۱۹۹۰ء کے ابتدائی مہینوں میں تقسیم ہوا، بڑے فخر سے دعویٰ کرتا ہے کہ ترقی پذیر دنیا میں زیر استعمال مانعات حمل کا تین چوتھائی ''ایڈ'' مہیا کرتا ہے، جس میں ۵ کروڑ سے زائد تو صرف IUDs ہوتی ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں ''ایڈ'' کے مرکز برائے آبادی نے انٹرنیشنل پلینڈ پیرنٹ ہوڈ فیڈریشن کو ایک خط لکھا جس میں گروپ کو مشورہ دیا گیا تھا کہ ''ہمارے خیال میں اکثر و بیشتر خاندانی منصوبہ بندی پروگرام سروس کے لیے کئی طرح کی طبی رکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اس سے پروگرام کی اثر اندازی کے لیے مشکل پیدا ہوتی ہے......'' ''ایڈ'' کے اس خط میں جس کا حوالہ MS میگزین (نومبر، دسمبر ۱۹۹۱ء، ۱۵) میں دیا گیا ہے، کچھ ''زیادہ ہی نصیحتیں'' پلائی گئی ہیں اور ''طبی رکاوٹوں'' کی فہرست میں جس سے پاپولیشن کنٹرول پراجیکٹوں کی رفتار سست پڑتی ہے ''دقیانوسی طبی سوچ'' شامل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مانع حمل اختراعی آلہ ہے جسے سرجری کے ذریعہ خاتون کے بازو میں جلد کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔اس کے متعلق معلوم ہے کہ کئی طرح کی پیچیدگیوں کا باعث بنتا ہے۔کئی رپورٹس اور شکایات ہیں کہ بعض استعمال کنندگان کو ضعف و ناتوانی کی شکایت ہوئی لیکن خاندانی منصوبہ بندی کے ''نگرانوں'' نے وہ آلہ جلد کے نیچے سے ہٹانے سے انکار کیا[۳۴]۔ ٹیکے (injectables) جو زیادہ عرصہ کام کرنے والی مانع حمل دوائیں ہیں، کے متعلق بھی متعدد شکایتیں ہیں اور یہ سلسلہ ۱۹۷۰ء کی دہائی سے جاری ہے لیکن پھر بھی یہ دوائیں ''خاندانی منصوبہ بندی'' کی عالمی کوششوں کی بنیاد ہیں[۳۵]۔

پھر منع حمل کے بہت سے تجرباتی طریقے ہیں جنہیں انتہائی کم ترقی یافتہ ممالک میں مفلوک الحال خواتین پر استعمال کرتے ہوئے من مانی (arbitrary) خوراکیں دی جاتی ہیں۔ان غریب عورتوں کو اس قانونی ہرجانے کی سہولت ملنے کا کوئی امکان نہیں جو لاپرواہی سے زخم پہنچانے کی صورت میں مغرب کی خواتین حاصل کرتی ہیں۔نہ ہی امکانی طور پر مہلک پیچیدگیوں کی صورت میں طبی امداد اور علاج ان عورتوں کے دسترس میں ہے۔نئے طریقوں میں جن پر طبی تجربات ہو رہے ہیں ایک ''دافع حمل ویکسین'' ہے جس کا اثر سال بھر رہتا ہے۔ابھی اس کے عواقب و نتائج کا کچھ پتہ نہیں اس کے باوجود یہ ویکسین تجرباتی طور پر ۱۹۸۵ء کے بعد سے بھارت میں زیر استعمال ہے[۳۶] کینا کرائن (quinacrine) ایک اور ایسی ہی دوا ہے جس نے کافی دلچسپی پیدا کر دی ہے۔نسوانی اندام نہانی میں داخل کر دینے سے اندرونی جلد اتنی جل جاتی ہے کہ مستقل بانجھ پن

۳۴۔ دیکھیے ''نورپلانٹ کی قیمت ہے ۲۰۰۰ ٹکہ۔تم اسے اتار نہیں سکتے۔ بنگلہ دیش میں نورپلانٹ کے تجربہ میں گاہک کے بازو سے اتارنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔'' *Issues in Reprodiuctuve and Genetic Engineering 4 no. 1 (1991):* 45-46. پہلے پہل تیار کردہ از ہیومن رائٹس گروپ UBING (۵/۳ بابرا مہان پور، رنگ روڈ شیمولی، ڈھاکہ ۱۲۰۷ بنگلہ دیش)

35. See Barbara Ehrenreich, Mark Dowie and Stephen Minkin, "The Change: Genocide, The Accused: The U.S. Government", *Mother Jones*, November 1979, 26-38.

36. See Associated Press, "Birth Control Vaccine Is Reported in India", *Boston Globe*, 10 October, 1992.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے امیدیں ہیں کہ مستقل بانجھ پن کے لیے غیر سرجیکل طریقے کے طور پر اس کی بڑی مانگ رہے گی۔ یہ حقیقت ''انٹرنیشنل جرنل آف گائینوکالوجی اینڈ آبسٹیٹرکس'' میں ۱۹۸۹ء کے ایک تشریحی جائزہ تیار کرنے والوں سے پوشیدہ نہ تھی جنھوں نے زور دے کر یہ بات کہی کہ مذکورہ دوا میں یہ صلاحیت ہے کہ اس سے بھارت میں سالانہ ۱۰ لاکھ نسوانی نس بندیوں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے[۳۷]۔ ''کینا کرائن'' کے بہت سے مضر اثرات معلوم ہوئے ہیں۔ ان میں اہم ترین زہریلا دماغی عارضہ ہے۔ یہ گویا کیمیاوی طور پر پیدا کردہ پاگل پن ہے[۳۸]۔ اس نئی ٹیکنالوجی نے کچھ اور خدشات بھی ابھارے ہیں جن میں ایک یہ امکان ہے کہ ایک بار یہ ضبط حمل کے ذریعے کے طور پر عام ہو جائیں تو RU-486 والی ''اسقاط حمل کی گولی'' کی طرح خواتین کے علم یا اجازت کے بغیر بہ آسانی ان پر استعمال ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ کئی ایسے قرینے اور اشارے ملتے ہیں کہ اکیسویں صدی میں ''تنظیم آبادی'' کے ہتھیار یہی ہوں گے۔

اوپر جو مثالیں بیان ہوئیں ان سے یہ بالکل ظاہر نہیں ہو رہا کہ یہ کسی ایسی حکومت کا فلسفہ یا سوچ ہے جسے ترقی پذیر ممالک میں صحت کی اصلاح کی فکر لاحق ہوگئی ہو۔ دوسرا موضوع گفتگو جس پر امریکی فنی امداد کے ماہرین زور شور سے بولتے رہتے ہیں یعنی تخفیف غربت ـــ وہ بھی کافی شک میں ڈالنے والا ہے۔ بہت کچھ شہادتیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ آبادی سے متعلق پروگرام سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کفایت شعاری کے بیرونی منصوبوں کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر میں تحدید آبادی کے سخت تر انتظامی سلسلے قائم رہیں۔ اس کی ایک مثال خوراک کی امداد روک لینے کی دھمکیاں ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ قومی سلامتی کونسل کی آبادی کی منصوبہ بندی کی بنیادی

---

37. See "Prospects for Non Surgical Female Sterilization", *International Journal of Gynaecology and Obstetrics* 29, no. 1 (May 1989): 1-4.

38. See Robert G Wheeler "Delivery Systems for Applying Quinacrine as a Tubal Closing Agent" in Female Trancervical Sterilization: Proceedings of an International Workshop on Non-Surgical Methods for Female Occlusion, Chicago, Illinois, June 22-23, 1982, ed. G. I. Zatuchni et al. (New York 1983), 112-113

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستاویز (NSSM-200) میں یہ خوش بیانی اور لفاظی موجود ہے کہ ''بنیادی سماجی اور اقتصادی ترقی'' ایک ذریعہ ہے کہ امریکہ پر لگنے والے ''استعماری ارادوں کے الزامات کو ٹھنڈا کر دیں''۔ جیسے ایک بار صدر نکسن نے کہا تھا، جن کے حکم پر ۱۹۷۴ء کی مذکورہ دستاویز (NSSM-200) تیار ہوئی تھی، کہ ''ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ امداد کا اصل مقصد دوسری اقوام کی نہیں بلکہ خود ہماری اپنی مدد ہے''۳۹۔

پھر یہ بھی ہے کہ تحدید آبادی کے تصور کو اداراتی شکل دینی ہے۔ اس امر کے بھی کافی شواہد موجود ہیں کہ جن ممالک میں آبادی پالیسی کو خاصا عرصہ ہو گیا ہے وہاں کے مستبد اور جابر لیڈر اب یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ تو خود اپنی رعایا بالخصوص غریب طبقے کو دبائے رکھنے کا ہتھیار ہے۔ قوت اور اختیار ہر ابن الوقت اور مصلحت کوش کی آخری خواہش ہوتی ہے اور اس سے بڑا اختیار اور کیا ہو گا کہ ایک گروہ کے ہاتھ میں یہ فیصلہ ہو کہ دوسرے گروہ کو کتنے افراد [پیدا کرنے] کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ جن قوموں کا عالمی منظر پر کوئی مقام اور تشخص نہیں وہاں کے لیڈر اس لالچ میں آ سکتے ہیں کہ جبر و تشدد (بہ شمول تحدید ولادت) کی راہ اپنائیں: کہ آنے والی نسلوں پر اقتدار قائم رہے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ قوتیں جو مستقبل قریب میں مغرب کی حریف بن کر سامنے آ سکتی ہیں وہ ان اقدامات کو اسی طرح اپنے عالمی حریفوں کے لیے بچائے رکھیں جیسے امریکہ اور یورپ کر چکے ہیں۔ آج کی عظیم طاقتوں نے شاید اس عدیم المثال عفریت کو جنم دیا ہے جو ایک دو نسلوں میں خود ان ہی پر پلٹ کر مصیبت بن سکتا ہے۔

اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ یہ حقیقت ہے کہ تحدید آبادی پر کافی بڑی رقوم ان پیش گوئیوں کے پس منظر میں خرچ کی جا چکی ہیں کہ ترقی پذیر دنیا ''ایڈز'' (AIDS) سے متعلق آبادی میں کمی کے خطرے سے دوچار ہے۔ ''یو ایس ایڈ'' کے آفس آف پریس ریلیشنز کے ۱۹۸۹ء میں تیار کردہ ایک حقائق نامہ کے مطابق ریگن انتظامیہ نے کم ترقی یافتہ ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی اور

39. Richard Nixon quoted in Graham Hancock, *Lords of Poverty* (New York, 1989), 71.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحدیدآبادی کی سرگرمیوں کے لیے اندازاً ۳ بلین ڈالر مختص کیے۔ یہ رقم جانسن، نکسن، فورڈ اور کارٹر کے ادوار میں اسی مقصد کے لیے خرچ شدہ کل رقم سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہ عین اس وقت ہوا جب ایڈز کی وبا ہوش ربا انداز میں پھیل رہی تھی [40]۔ امریکی کانگریس کی ایک رپورٹ کے الفاظ میں ایشیا کے بعض حصوں میں مرض کا یہ پھیلاؤ ''تیسری دنیا کے ممالک کے قلب اقتصاد پر مہلک وار'' کی طرح تھا [41]۔ افریقہ کے متعلق بعض مطبوعہ اندازے ہیں کہ اس مرض کے نتیجے میں فی الحقیقت آبادی میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس امکان کی طرف کئی اور دستاویزات بھی اشارہ کر رہی ہیں:

> ''نیچر'' نامی رسالے میں برطانوی محققین کی شائع شدہ ایک مطالعہ کے مطابق ایڈز کا مرض افریقہ کی آبادی کے دھماکہ خیز پھیلاؤ کو ختم کر سکتا ہے۔ مطالعہ کہتا ہے کہ افریقہ میں یہ مرض اتنی تیزی سے پھیل رہا ہے کہ جو علاقے بری طرح متاثر ہوئے ہیں وہاں چند دہائیوں کے اندر آبادی میں اضافے کی بجائے حقیقی کمی ظاہر ہو سکتی ہے [42]۔

امریکی محکمہ دفاع کا ۱۹۸۸ء کا ایک آبادیاتی تحقیقی مقالہ ایڈز کے اثرات و نتائج کا حوالہ دے کر اندازوں کی خامی واضح کرتا ہے: ''آبادی کا مطالعہ، اقتصادیات کے بڑے شعبہ کی طرح، کافی گمراہ کن ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ یہاں قابل تعین اعداد و شمار کو ہوشیاری سے آگے پیچھے کر کے نتیجہ اخذ کرنا ہوتا ہے۔ جو مشکل کام ہے..... البتہ آبادی کے ان اعداد و شمار کے معیار میں کافی فرق ہو سکتا ہے''۔ اس کی حدود کی نمائندہ مثال ایڈز کا مرض ہوگا [43]۔

عالمی ادارہ صحت کا اندازہ ہے کہ دنیا میں ۵ سے ۱۰ ملین افراد اس وائرس سے متاثر

---

40. See fact sheet distributed in February 1990 by AID Office of Press Relations, "Highlights of USAID Population Programs".
41. See Rep. Jim Mc Dermott, Co-Chair, International AIDS Task Force, "Report to the Speaker of the House of Representatives: The AIDS Epidemic in Asia" 6 June 1991.
42. *International Dateline*, May 1992. International Dateline is the newsletter for Population Communications *International*, New York.
43. Gregory D. Foster et al. Global Demographic Trends to the Year 2010: Implications for U.S. Security" *The Washington Quarterly*12 no. 2 (Spring 1989): 23

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ تعداد ۱۹۹۱ء تک بڑھ کر ۱۰۰ ملین ہوسکتی ہے۔ بعض تجزیہ نگار دلیل دیتے ہیں کہ اگر ۱۰۰ ملین یا دنیا کی ۲ فیصد آبادی مرض کا شکار ہو تو ۱۹۹۰ء کی دہائی میں اس کے ہاتھوں اموات ۵۰ ملین تک ہوسکتی ہیں۔ اس کے بعد متاثرہ افراد کی تعداد کئی گنا زیادہ ہو جانے کا امکان ہے جس سے بعض ممالک ۱۰ سے ۲۰ برس کے اندر صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں گے۔[44]

تعجب انگیز دعویٰ یہ ہے کہ مغرب میں آبادی کے امور سے متعلق انتظامیہ کو زیر ہدف ممالک میں آبادی کے حجم اور نمو کے متعلق صحیح اور واقعی قابل اعتماد کوائف میسر نہیں ہیں۔ جنوب مغربی نائیجیریا میں تولیدی مطالعے کرنے والے ایک اسکالر کا بیان ہے کہ ''میسر شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۷۷ء تک شاید ۸ فیصد پیدائش اطفال اور ۲ فیصد اموات باقاعدہ رجسٹر ہوتی تھیں'۔[45] اس کا مطلب یہ بنا کہ وہ جو ترقی پذیر دنیا میں تحدید آبادی کی مہم چلانے کے ذمہ دار ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ آبادی کی بڑھوتری کے جو کوائف انہیں میسر ہیں وہ قطعی ناکافی ہیں۔ انہیں حالات کی سنگینی کا بھی پورا احساس ہے (ایڈز کی ایسی وبا جو قوموں کی قومیں فنا کے گھاٹ اتار دے --- محض ایک مثال ہے) جو اس رجحان کا رخ بالکل بدل سکتا ہے جس کے تحت یہ حضرات جنوبی خطہ میں آبادی بڑھنے کا گمان کرتے ہیں۔ اس سے پورا منظر اور زیادہ بدنما لگتا ہے کیونکہ پتہ یہ چلا کہ ان کی سرگرمیاں خود ان کے اپنے معیارات کے رُو سے بھی اس حد سے تجاوز کرتی ہیں جس کی سیاسی۔ آبادیاتی کیفیت کو علی حالہ قائم رکھنے کے لیے ضرورت پڑسکتی ہے۔ اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ سکیموں کے اجرا کے نتیجہ میں بچوں کی اموات میں جو ڈرامائی اضافہ ہوا ہے اس کے پیش نظر یہ ضرورت بھی لاحق ہوسکتی ہے کہ جن افریقی ممالک میں شرح پیدائش اور اموات کی سطح اونچی ہے وہاں زیادہ

---

44. Ibid., 23-24.
45. Agnes Riedmann, *Science that Colonizes: A Critique of Fertility Studies in Africa* (Philadelphia, 1993) 3.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونچی شرح تولید موجود رہے تاکہ آبادی میں کسی موزوں حد تک اضافہ ضرور ہو۔

تحدید آبادی کے مسئلہ میں مقابلے کی یہ دوڑ محض اتفاقی نہیں۔ سینکڑوں نشریات، خبری تراشے اور پمفلٹس بار بار زور دیتے ہیں کہ آنے والے برسوں میں ہر بیس میں سے اُنیس بچے ترقی پذیر دنیا میں پیدا ہوں گے۔ دنیا میں آئندہ نسلوں کی لسانی ترکیب کا فیصلہ اسی سے ہو جاتا ہے کہ ایک طرف یورپی نسل کے پانچ نوجوان ہوں گے اور جواب میں ۹۵ عرب، افریقی، ایشیائی، لاطینی امریکی اور دوسرے افراد ہوں گے۔ ایک تبصرہ نگار کے بیان کے مطابق، آج کے آبادی کے رجحانات ''اگلی دو دہائیوں کے دوران دنیا کے عمومی رنگ روپ پر واضح اثر ڈالنے کی امید دلاتے ہیں[۴۶]''۔ اس امر کا تذکرہ ہمیشہ شاید کھل کر نہ ہو لیکن مغرب کے پالیسی سازوں کی نظر میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس کا اظہار نسل پرستی کے خاتمہ کے حوالہ سے ذیل کے تجزیہ سے ہوتا ہے:

> ۱۹۵۱ء میں جب ''عظیم نسل پرستی'' کے قوانین اور طور طریقے وضع ہو رہے تھے، جنوبی افریقہ کے سفید فام کل شمار شدہ ملکی آبادی کے پانچویں حصہ سے کچھ زیادہ تھے۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ۱۹۵۱ء والی ملکی حدود کے اندر یہ آبادی ساتویں حصہ سے بھی کم تک اتر آئی۔ سرکاری تخمینہ کے مطابق سال ۲۰۲۰ء تک سفید فام کل آبادی کا نواں حصہ ہوں گے بہ شرطیکہ باہر سے سفید آباد کار نہ چلے آئے۔ ۱۹۵۱ء کی ملکی حدود کے مطابق بات کریں تو سفید فام کل آبادی کا گیارہواں حصہ ہوں گے۔ جنوبی افریقہ میں آزادروی کا جو سلسلہ چلا، ضروری نہیں کہ وہ انہی رجحانات کے تحت ہوا ہو، لیکن آزادی کی مذکورہ لہر آبادی کی اس حقیقت سے باخبر ضرور تھی[۴۷]۔

46. Foster et al., "Global Demographic Trends", 5.
47. U.S Army Confrence on Long Range Planning reprinted as "Population Change and National Security. *Foreign Affairs* 70, no. 3 (Summer 1991): 121

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقائی آبادیاتی نمو کے اندازوں کو درست تسلیم کر لیں اور مان لیں کہ تحدید آبادی کے یہ پروگرام کسی نہ کسی حد تک ناکام بھی ہوں گے تو کل کی دنیا کا منظر یہ ہے کہ اس میں رنگداروں کی آواز پُر شور ہوگی۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس کا سامنا کرنے کے لیے واشنگٹن [امریکہ] آمادہ نہیں۔ چنانچہ ۱۹۹۱ء کا ایک ''آرمی مطالعہ'' بتاتا ہے:

> اس دنیا کا تصور کریں، بالکل آج کے اقوام متحدہ کی طرح، جس کی جنرل اسمبلی میں لفاظی ہو رہی ہوگی کہ دنیا بھر کی پالیسی کیا ہوگی۔ ایسے اقدامات کے لیے ہدایات جاری ہوں گی جو لاکھوں کروڑوں کی روزمرہ زندگی کو متاثر کریں گے...... یہ دنیا تو بے حد خطرناک اور الجھن میں ڈالنے والی جگہ ہوگی[۴۸]۔

تاریخ کی روشنی میں اور خارجہ امور سے جو کچھ ظاہر ہے اس کے ہوتے یہ امید رکھنا قطعی واہیات اور بے معنی ہے کہ مال دار اقوام جنوب کی ابھرتی قوتوں کے سامنے رضا کارانہ ہتھیار ڈال دیں گی۔ لہٰذا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ بعض انتہائی کم ترقی یافتہ اقوام کے لیے بڑھتی آبادی ہی سب سے بڑا موقع فراہم کرتی ہے ـــــ خواہ کچھ مواقع اور چارۂ کار اور بھی ہوں ـــــ کہ وہ استعماری غلبہ اور انحصار کے بندھن توڑ کر رکھ دیں، ایک قطعی منطقی بات ہے۔ کم از کم ایک صاحب علم [نیل چیمبرلین] ایسا ہے جو بتاتا ہے کہ بڑھتی آبادی کے فوائد میں سے ایک سماجی تنظیم ہے۔ اور یہ وہ فائدہ ہے جو ترقی پذیر سماج کے لیے بالخصوص مفید ثابت ہوتا ہے:

> روایتی معاشرہ میں عامۃ الناس کے ظاہری جمود کا ایک سبب یہ ہے کہ وہ اپنی تکالیف کا اظہار نہیں کر سکتے۔ بلکہ صنعتی معاشروں میں بھی مزدور لیڈروں کے فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ عام محنت کش اپنے عدم اطمینان کی جن صورتوں کو اظہار کی مناسب شکل نہیں دے پاتے، یہ لیڈر ان کا اظہار کریں۔ بڑھتی ہوئی کثافت

---

48. Ibid., 1129.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> آبادی، سماجی تنظیم میں تبدیلیوں کو راہ دے کر منظم کوشش میں مزید تنوع اور اختراع کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جن کی اہمیت یہ ہے کہ وہ نئے طبقات اور نئے لیڈروں کی پیدائش کا ذریعہ ہوتی ہیں۴۹۔

یہ بات آبادی کی بڑھوتری اور اقتصادی ترقی کے نظریات کے مطابق ہے۔ یقیناً جس عہد میں یورپ اور شمالی امریکہ میں آبادی اُبلی پڑتی تھی اور اقتصادی نمو کا زور تھا، ٹھیک اُسی دور میں مقامی سماجی ادارے اس حد تک پختہ اور مستحکم ہو گئے کہ ان اقوام میں ایک اجتماعی عزم اور ارادہ سامنے آیا کہ دنیا کی امامت ہاتھ میں لے لیں۔ یہ دلیل بھی دی جا سکتی ہے کہ جیسے ہی آبادی کا زور تھما اور بعض علاقوں میں بڑھوتری کا سلسلہ بالکل رک گیا، سماجی خستگی بھی ساتھ ہی شروع ہو گئی۔ تاریخ کے اسی مرحلہ پر جرائم میں اضافہ، شہری غربت، خاندانی عدم استحکام، نشہ آور ادویات پر انحصار اور ایسی ہی دوسری معاشرتی خرابیوں نے بھی وبا کی شکل اختیار کر لی ـــــ اگرچہ یہ تسلیم کرنا چاہیے علت اور معلول کا باہمی تعلق یقیناً ایک پیچیدہ سلسلہ ہے۔

پھر ہر وقت سامنے رہنے والا ''صنفی مسئلہ'' ہے۔ اگر ''آبادی کا طوفان'' دیکھ کر بھی منصوبہ بندی اور ترقیات کی وزارتیں پیدائش اطفال میں کمی لانے کے اہداف میں سست گام ہوں، تو صحت سے وابستہ حکام سے بہ تکرار کہا جاتا ہے کہ خواتین کو مانعات حمل کی فراہمی یقینی بنائیں تاکہ انہیں ''فیصلوں'' پر اختیار حاصل رہے۔ لازمی بات ہے کہ اگر کافی تعداد میں خواتین بار بار اور موثر طور پر بچوں کی تعداد کم رکھنے کا اختیار استعمال کریں گی تو تحدید آبادی کے مقاصد بھی حاصل کر لیے جائیں گے، خواہ خصوصی آبادی پالیسیاں موجود نہ بھی ہوں۔ البتہ ریکارڈ یہ بتاتا ہے کہ خواتین کے حقوق کا سوال آبادی کے ایجنڈے پر زیادہ نمایاں نہیں۔ ذرا ذیل میں بیان شدہ تین بنگلہ دیشی خواتین کی کہانیاں پیش نظر رکھیے جنہوں نے بانجھ پن کے پروگراموں سے ''فائدہ اٹھایا'' تھا۔

---

49. Neil W. Chamberlain, *Beyond Malthus: Population and Power* (New York-London, 1970), 15-52.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) آپریشن والے کمرے میں ...... مجھے سو جانا چاہیے تھا لیکن میں سو نہ سکی ...... میں بے ہوش بالکل نہ تھی۔ چونکہ میں خوفزدہ تھی میں نے درخواست کی کہ آپریشن نہ کیا جائے ...... میں ہوش میں رہی اور ہر بات دیکھ اور محسوس کر سکتی تھی۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے بے ہوشی کی مزید دوا دیں تاکہ میں بے سُدھ ہو جاؤں۔ ...... ڈاکٹر نے میری التجا نہ سنی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ اُنہوں نے میرے پیٹ کے نچلے حصے کا آپریشن شروع کر دیا۔ میری نسیں (tubes) باہر نکال کر کاٹ دی گئیں۔ میں درد سے چیخ پڑی، لیکن ڈاکٹر رُکا نہیں۔ بالآخر اُس نے کہا ''آپریشن ہو چکا'' ...... انہوں نے کہا کہ میں خود اترا اور چل کر زمین پر لیٹ جاؤں ...... میں نے ساری رات سخت تکلیف اور کرب میں گزاری ...... مجھے اب بھی کئی طرح کی پیچیدگیاں لاحق ہیں۔ میں سخت ادرار خون کا شکار ہوں ......

(ب) میں ربیعہ نامی گاؤں کی دائی کے ہمراہ نس بندی [بانجھ پن] کا آپریشن کرانے گئی۔ ...... یہ بارہ برس پرانی بات ہے۔ میرا سب سے چھوٹا بچہ ۲ برس کا تھا۔ میں اتنی جلدی نس بندی نہیں چاہتی تھی لیکن میرے خاوند نے دھمکی دی کہ اگر میرا ایک اور بچہ ہوا تو وہ مجھے بھیک مانگنے کے لیے گھر سے نکال دے گا۔ چنانچہ میں اس کا فیصلہ ماننے پر مجبور تھی۔ میرے خاوند نے ڈھاکہ تک میرا اور میرے سب سے چھوٹے بچے کا جانے کا بندوبست کیا۔ ...... میز پر انہوں نے مجھے ایک انجکشن لگایا اور نگلنے کے لیے گولی دی۔ مجھ پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ...... میز پر لیٹے لیٹے میں نے اپنے بچے کے متعلق پوچھا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھ پر ایک سفید چادر ڈالی گئی۔ پھر مجھے پتہ نہیں چلا کہ کیا ہوا۔ ...... بعد دوپہر ۵ بجے میں ہوش میں آئی ...... میں کچھ کھا نہیں سکتی تھی۔ بس اپنے بیٹے کا پوچھتی رہی ...... میرے بیٹے کو

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ وہ سخت خوفزدہ تھا اور سارا وقت روتا رہا تھا۔ اگلے دن میں واپس گھر چلی آئی۔ میرا بچہ سخت بیمار پڑ گیا اور بعد میں مر گیا۔ مجھے کئی اضافی تکلیفیں شروع ہو گئیں۔...... آپریشن کے بعد انہوں نے مجھے ایک کارڈ دیا کہ میں ماہانہ صابن (دو ٹکیاں)، تیل اور گندم لے جایا کروں۔ پہلے مہینہ انہوں نے مجھے بسکٹ بھی دیے، لیکن بس ایک بار۔ اس کے بعد مجھے کبھی کچھ بھی نہیں ملا۔

(ج) جب میرا سب سے چھوٹا بچہ ۶ ماہ کا تھا تو خاندانی منصوبہ بندی کی کارکن کلثوم مجھے آپریشن کی ترغیب دینے آئی۔ میرا میاں دہاڑی دار مزدور تھا اور اس کی آمدنی گھر چلانے کے لیے ناکافی تھی...... خاندانی منصوبہ بندی کی کارکن نے مجھے بتایا کہ وہ میرے لیے راشن کارڈ کا انتظام کر دے گی کہ مجھے ہر ماہ گندم ملتی رہے۔ ایک دن وہ مجھے پاٹو لا ہسپتال لے گئی...... میں نے دیکھا کہ عورتیں...... خوف سے چیخ چلا رہی ہیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ڈاکٹر ان عورتوں پر بہت ناراض ہو رہا تھا، بلکہ اس نے ایک کے منہ پر تھپڑ بھی مارا۔ میں نے ڈاکٹر کو بتایا کہ میں آپریشن کے لیے تبھی راضی ہوں گی اگر مجھے پوری طرح بے ہوش کر دیا جائے۔ میں نے انہیں دھمکی دی کہ اگر میرے ساتھ بھی باقی عورتوں والا سلوک کیا گیا تو میں واپس گاؤں جا کر سب کو بتا دوں گی کہ میں نے آج کے دن کیا دیکھا ہے۔...... اگلی صبح میں ہوش میں آئی۔ میں نے اپنے بیٹے کو روتے سنا۔ میں نے پوچھا کیا اس نے کل رات سے کچھ کھایا پیا ہے؟ حقیقتاً انہوں نے بچے کو کچھ بھی نہیں دیا تھا۔ دس روز بعد میں ٹانکے کٹوانے گئی۔ لیکن ٹانکوں پر زخم ہو گیا تھا۔ ایک ماہ بعد آپریشن والے مقام سے بدبو آنے لگی...... مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ زخم ایک سوراخ سا لگ رہا تھا۔ میرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> آپریشن کو ۹ سال ہو گئے ہیں۔ مجھے کئی طرح کی پیچیدگیاں لاحق ہیں۔اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے بانجھ پن کا فیصلہ کیوں کیا۔میری آمادگی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ کلثوم نے مجھے یہ بتایا تھا کہ نس بندی کا سرٹیفکیٹ دکھاؤں گی تو مجھے گندم ملے گی۔ میں نے سرٹیفکیٹ لمبے عرصے تک سنبھالے رکھا لیکن مجھے گندم کبھی نہیں ملی ۵۰۔

جیسا کہ مذکورہ بالا شہادتوں سے واضح ہو رہا ہے انسانی حقوق وہ پہلا عنصر ہے جو آبادی پالیسی کے نیچے پس کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ عالمی بنک بادل نخواستہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ ولادت اطفال ایک انسانی حق ہے۔لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ:''اس کا یہ مطلب نہیں کہ حکومت اس حق کو کبھی غصب نہیں کر سکتی''۔آخر امریکی شہری خود کیا محسوس کریں گے اگر ''اُن'' کی حکومت ''انہیں'' حکم دے کہ وہ کتنے بچے پیدا کریں؟ نہیں، بلکہ وہ اس وقت کیا محسوس کریں گے جب ایک خارجی طاقت ـــــ یوں کہیے جیسے کوئی انڈونیشیا یا کوئی بھارت جس کے کرۂ ارض پر چھا جانے کے بھی پروگرام ہوں ـــــ امریکی سرزمین پر مداخلت کرے اور اس قطعی ذاتی انسانی فیصلے پر اثر انداز ہو؟

آخری، لیکن مستقبل کے حوالے سے شاید اہم ترین سوال دین اور عقیدے کا ہے۔ دنیا کے معاملات میں جیسے جیسے قومی سرحدات کی اہمیت کم ہوتی جائے گی اور نظریاتی صف بندی کو مرکزی مقام حاصل ہوگا مغرب کو ایسے چیلنجوں کا سامنا کرنا ہوگا جو مغرب و مشرق کی سرد جنگ والی چپقلش سے قطعی مختلف ہوں گے۔ ایک باا ثر صاحب علم [سیموئیل ہنٹنگٹن] کا اندازہ ہے کہ:

> انسانوں کے درمیان واقع ہونے والی عظیم تقسیم اور نزاعات کا اہم ترین سبب ثقافتی ہوگا۔ دنیا کے معاملات میں قومی مملکتیں بدستور سب سے طاقتور عامل کے طور پر

۵۰۔ بنگلہ دیش کی ان تین خواتین کی کہانیاں ان تجربات سے لی گئی ہیں جو عورتوں کو فیملی پلاننگ کے ضمن میں بنگلہ دیش کے ہسپتالوں میں پیش آئے۔ یہ [ریکارڈ شدہ ٹیپ سے] لفظاً حرفاً منتقل کر کے ''ناری گرنتھا پر ابھارتنا'' *Violence of Population Control* (Dhaka B.D., 1999) میں شائع کی گئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> موجود ہوں گی لیکن عالمی سیاسیات کے بنیادی مناقشے اُن اقوام اور گروہوں کے درمیان برپا ہوں گے جو ایک دوسرے سے تہذیبی طور پر مختلف ہوں گے۔ تہذیبوں کا ٹکراؤ عالمی سیاسیات پر چھاجائے گا[۵۱]۔

امریکہ میں موجود اور میسر لٹریچر، جس سے اسلام کے ایک عالمی طاقت کے طور پر ابھرنے کے متعلق مغرب کے اختلال ذہنی کا پتہ چلتا ہے، حیرت انگیز طور پر زیادہ ہے۔ ''ہمیں ایک ایسے خطرے کا مسلسل تجربہ ہو رہا ہے جس کی قوت محرکہ نہ سیاسی ہے نہ اقتصادی، بلکہ اس کی جڑیں انقلابی اسلامی بنیاد پرستی کی تحریک میں پیوست ہیں جو بالعموم امریکہ مخالف ہے اور پرعزم ہے کہ شرق اوسط اور افریقہ میں پھیلتی چلی جائے گی''۔ یہ ''عام خطرات'' نامی کانفرنس کے لیے تیار کردہ ایک رپورٹ کے الفاظ ہیں[۵۲]۔ ہر قابل تصور ذریعہ سے تیار شدہ ایسی ہزاروں رپورٹیں، خبرنامے، اور سیاسی تجزیے ہیں جن میں قریب قریب یہی ملتا جلتا پس منظر ملے گا۔ اور دنیا کے دونوں کناروں سے یہی دعوے سنے جا رہے ہیں۔ بھارت کا ایک سرگرم مسلمان کہتا ہے کہ مغربی طاقتوں سے اگلا مقابلہ ''بالیقین مسلم دنیا کی طرف سے ہوگا۔ یہ مغرب [شمالی افریقہ] تا پاکستان مسلم اقوام کے ریلے کی شکل میں جدوجہد ہوگی کہ ایک نیا عالمی نظام وجود میں آئے[۵۳]''۔

یہاں آبادی میں تبدیلی کے وسیع مضمرات بالکل واضح ہیں۔ اقوام میں اور عالمی سطح پر سیاسی ارتقا کا عمل خاموشی سے لیکن ناقابل تنسیخ انداز میں جاری ہے۔ مشرقِ اوسط اور جنوبی ایشیا کی ایک چوتھائی سے ایک تہائی تک آبادی، ''سیاسی طور پر بے چین اور سیماب صفت ۱۵ تا ۲۴ برس عمر

51. Samuel P. Huntington, "The Clash of Civilizations", *Foreign Affairs* 72, no. 3 (Summer 1993): 22.
52. Government Accounting Office Papers Prepared for GAO Conference on World-wide Threats, GAO -NSIAD--92--1045 (16 April 1992), 133.
53. M. J. Akbar quoted in Huntington, "The Clash of Civilizations", 32.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے گروپ پر مشتمل ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے اس اونچی شرح افزائش کا جو ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائیوں میں موجود رہی''۔ یہ ۱۹۸۴ء میں تیار شدہ سی آئی اے کے ایک خفیہ انٹیلی جنس جائزے کے الفاظ ہیں، جس کا صرف ایک حصہ ہی ابھی تک ظاہر کیا گیا ہے۔ مذکورہ جائزہ کہتا ہے کہ یہ نوجوان ''مخالفانہ مقاصد [مثلاً] اسلامی بنیاد پرستی کے لیے بھرتی کا تیار مال ہوگا، جو فی الوقت مسلم نوجوان کے سامنے سب سے بڑی نظریاتی پناہ گاہ ہے......[54]''۔ ڈولتی پھسلتی دنیا کے تصور کو، جسے کسی بھی لمحے امریکہ کے ہاتھوں سے جھٹک کر چھینا جا سکتا ہے، مغرب کے سیاسی تجزیہ نگار بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔ جیسے ایک عرب مخالف کالم نگار لکھتا ہے:

> اسلامیوں کے لیے ''ایک بڑی فتح''، مثلاً ''مصر کا ان کے ہاتھوں میں پڑنا''، یہ معنی رکھتا ہے کہ پورے خطے میں امریکی اثرات کا تانا بانا ادھڑ کر رہ جائے گا[55]۔

مزید براں، ضبط ولادت کی مغربی مہم کی مخالف اسلامی تعلیم کا مطلب یہ بنتا ہے کہ دنیا میں مسلم قوموں کے افراد کی تعداد بڑھتی رہے گی۔ یہ امر آبادی کے ''استحکام'' کے لیے مداخلتی اقدامات کو اور بھی مشکل اور خطرناک بنا دیتا ہے۔ شمال اور جنوب کا ثقافتی اور مذہبی اختلاف کا معاملہ اس حقیقت کے پیش نظر اور بھی معنی خیز ہو جاتا ہے کہ دوسرا بڑا مذہبی گروہ بھی، جس میں رومن کیتھولک اور قدامت پسند عیسائی دونوں شامل ہیں، ضبط ولادت کے مصنوعی طریقوں کے متعلق وہی تصور رکھتا ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ اگرچہ یورپی اقوام (اور اس سے بھی کم تر درجہ میں امریکہ) آبادی کنٹرول کرنے کے لیے جو رقوم مختص کرتی ہیں اُس پر اس عیسائی مذہبی تصور کا اثر تھوڑا ہی ہو گا، لیکن اُن ممالک میں اس کا اثر یقیناً بہت زیادہ ہوگا جو ضبط ولادت کی سکیموں کا ہدف ہیں۔ پہلے ہی دنیا کے آدھے رومن کیتھولک لاطینی امریکی ممالک کے باسی ہیں۔ افریقی کیتھولک چرچ دنیا

54. Central Intellegence Agency, *Middle East-South Asia: Population Problems and Political Stability*, February 1984 (partially declassified January 1995), 3
55. Charles Krauthamer, "Iran: Orchestrator of Disorder," *The Washington Post*, January 1993, A 19.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھر میں سب سے زیادہ پھل پھول رہا ہے اور مستقبل قریب میں یورپ کے مقابلہ میں افریقی کیتھولک آبادی زیادہ ہوگی۔

دنیا کی آبادی میں ٹھہراؤ کے جو اہداف مغرب نے مقرر کیے ہیں اُن کا حصول ناممکن ہوگا جب تک کہ ضبط ولادت کے طریقوں کا استعمال واضح طور پر مسلمانوں، کیتھولک اور قدامت پسند عیسائیوں اور اُن دوسرے گروہوں میں بڑھ نہیں جاتا جو اخلاقی، روحانی اور [یا] ثقافتی بنیادوں پر ضبط ولادت کے موجودہ (مصنوعی) طور طریقوں کو رد کر رہے ہیں۔ اس طرح تحدید آبادی کا مقصد عملاً ایمان وضمیر کے معاملات میں حاکمانہ دخل اندازی اور ثقافتی آزادی میں مداخلت ہے۔ جب روایت پسندی کی ان مختلف شکلوں کو پتہ چلے گا کہ وہ ایک زوردار حملہ کی زد میں ہیں تو انہیں منظم ہونے کی ضرورت کا احساس ہوگا اور وہ حق خود اختیاری کے پلیٹ فارم سے حملہ آور کے خلاف دفاع بھی کر سکتی ہیں۔

جب قاہرہ میں اقوام متحدہ کی ۱۹۹۴ء کی عالمی آبادی کی کانفرنس منعقد ہوئی تو جریدہ ''ٹائم'' نے رومن کیتھولک اور مسلمانوں کے حوالے سے ''مفادات کا ایک غیر معمولی گٹھ جوڑ'' کے نام سے رپورٹ شائع کی۔ مقالہ کا ابتدائیہ تھا کہ: ''آبادی اور ترقیات کی عالمی کانفرنس ...... شروع ہونے سے پہلے ہی بکھرنے کے خطرے سے دوچار تھی۔ رومن کیتھولک اور مسلمان زعماء کے درمیان مفادات کی غیر معمولی ہم آہنگی نے اقوام متحدہ کی اس کانفرنس کے منتظمین کو دفاع پر مجبور کر دیا ......۵۶'' دنیا کے دو بلین مسلمانوں اور کیتھولک عیسائیوں کے مابین تدبیر کے میدان میں اتحاد جس کے تحت دونوں گروہ باہمی مفادات کے دفاع میں سرگرم عمل ہوں، تحدید آبادی کی راہ کا سنگ گراں ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسا کم از کم نظری طور پر بالکل ممکن ہے۔

اس سے مغرب کے آبادی کے پروگراموں کو ایک مشکل صورتِ حال کا سامنا ہے۔ ہر شخص

56. Christian Gorman, "Clash of Wills in Cairo" *Time,* 12 September 1994, 56.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مذہبی آزادی بین الاقوامی قانون کی ایک شق ہے: ''مذہب اور عقیدے کے اظہار کی آزادی پر صرف وہی قدغنیں لاگو ہوں گی جو قانون میں باقاعدہ تجویز کی گئی ہوں، اور جو تحفظ عامہ، امن و امان، صحت، اخلاقیات یا دوسروں کی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کے لیے ضروری ہوں ۵۷''۔

یہ بیان اقوام متحدہ کے ''مذہب اور عقیدہ کی بنیاد پر برتے گئے عدم برداشت اور امتیاز کے خاتمہ کے اعلامیہ'' میں شامل ہے۔ اسی وجہ سے اقوام کی حاکمیت ــــ اور اس میں اسلامی ممالک بھی شامل ہیں ــــ ان من موجی آبادی پالیسیوں سے مامون محفوظ ہے جو مغربی لیڈر صاحبان زبردستی تھوپنا چاہتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی ۱۹۶۶ء کی ایک قرارداد کہتی ہے: ''اس اصول کا خیال رکھا جائے کہ اقوام کا یہ حاکمانہ اختیار کہ وہ آبادی پالیسیاں مرتب اور نافذ کریں، افرادِ خاندان کی تعداد کے ضمن میں خود متعلقہ خاندان کے آزادانہ اختیار کے تابع ہے ۵۸''۔

کچھ اور بھی ایسے تکلیف دہ معاملات ہیں جو کسی مرحلہ پر تحدید آبادی کے اداروں کے لیے مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ بہ ظاہر تو یہی لگتا ہے کہ سیاسی لیڈر، آج تک امداد دینے والوں کی طرف سے مسلط کی گئی تحدید آبادی کی پالیسیوں کو ٹالنے میں ناکام رہے ہیں، لیکن وہ یہ کوشش کر سکتے ہیں کہ ایک زیادہ متعلق بین الاقوامی معاہدہ کا حوالہ دے کر شرکت کار سے گریز کی راہ نکال لیں۔ یہ ۱۹۴۸ء کا نسل کشی کی ممانعت کا معاہدہ ہے جو عام طور پر Convention on the Prevention and Punishment of the Crime of Genocide کہلاتا ہے۔ اس معاہدہ کے تحت نسل کشی انسانیت کے خلاف جرم ہے جو بین الاقوامی قانون کے تحت مستوجب سزا ہے۔ اس میں نسل کشی کے اقدامات کی واضح ممانعت ہے بلکہ نسل کشی میں [بالواسطہ] شرکت، اور کسی کو ایسی حرکت پر اکسانا یا سازش کرنا بھی قابل سزا ہے۔ کنونشن کے تحت نسل کشی کی تعریف

57. Declaration on the Elimination of All Forms of Intolerance and Discrimination Based on Religion or Belief, U.N. General Assembly Resolution 36/55, 25 November 1981.
58. United Nations General Assembly Resolution 2211 (XXI), 17 December 1966.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں من جملہ یہ بھی ہے کہ: ''وہ اقدامات جن کے تحت کسی لسانی، نسلی یا مذہبی گروہ کو کلیۃً یا کسی حد تک مٹانا مقصود ہو''۔ آرٹیکل II کے الفاظ میں ان اقدامات میں ''یہ بھی شامل ہے کہ کسی گروہ کے افراد قتل کر دیے جائیں، یا ایک گروہ کے افراد کو سخت جسمانی یا ذہنی اذیت اور نقصان پہنچایا جائے، کسی گروہ کو ایسے حالات سے دوچار کر دیا جائے کہ وہ کلیۃً یا اس کا ایک حصہ تباہ ہو جائے، ایک گروہ کے بچوں کو جبراً دوسرے گروہ میں شامل کر دیا جائے، یا ایسے جبری اقدامات کیے جائیں جن کا مقصد کسی گروہ میں ولادت اطفال کو روکنا ہو[۵۹]''۔

یہ سوچنا یقیناً نری سادگی ہوگی کہ امریکی اصحاب اقتدار اس طرح کی تنقید کے سامنے سرخم کر دیں گے۔ مغرب کی طاقت ور اقوام نے بین الاقوامی قانون کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ طریق انصاف تو ان کی نظر میں اور بھی بے قدر چیز ہے۔ لہٰذا امریکہ اور اس کے اتحادی ایٹمی ہتھیاروں کے انبار لگا کر بھی اس خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ باقی دنیا بھی اسی طرح خوفزدہ ہو جائے کہ کہیں شمالی کوریائی، پاکستانی یا عراقی یہ صلاحیت حاصل نہ کر لیں۔

آخری تجزیہ میں تحدید آبادی کا تعلق اصلاً قوت اور اختیار سے ہے۔ اس پر مذاکرات ممکن نہیں اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بیرونی دنیا میں بڑھتی آبادی کے جواب میں جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کی مثال سرد جنگ کی ابتدا میں کمیونزم کے خلاف وسائل کی فراہمی اور استعمال میں ہی ملتی ہے۔ گزشتہ دہائی یا کم و بیش عرصہ میں تحدید آبادی کے پروگرام کو جو حد درجہ اہمیت دے دی گئی ہے، اس سے یہ حقیقی تشویش ظاہر ہو رہی ہے کہ اگر ''تیسری دنیا'' میں ضبط ولادت پر تیزی سے عمل نہ ہوا تو سارا پروگرام ناکام بھی ہو سکتا ہے۔ تقریباً نصف صدی ہو رہی ہے کہ فرانسیسی ماہر آبادیات الفریڈ ساوی (Alfred Sauvy) نے تنبیہ کی تھی کہ مالتھوسی پروپیگنڈا الٹا گلے پڑ سکتا ہے۔ اس کا کہنا یہ تھا کہ ''بے بہا آبادی'' کی مضحکہ خیز تصویر کشی جو کم شرح آبادی والے معاشروں کے سامنے آ رہی ہے

59. Convention on the Prevention of the Crime of Genocide, United Nations General Assembly, 9 December 1948. Emphasis added.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے اثرات بیرونی دنیا کی بہ نسبت خود ان [مغربی] ملکوں میں زیادہ گہرے ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جو کچھ سوچا جا رہا ہے نتیجہ اس سے قطعی الٹ نکل سکتا ہے۔ اس کا نظریہ جو فی الوقت کافی مقبول ہے، بتاتا ہے:

> یہ خوف کہ دوسرے اس رفتار سے بڑھ رہے ہیں [ہماری] قوت حیات میں کمی لاتا ہے۔ ایسے میں وہ قوم کہ آبادیاتی بڑھاپے نے پہلے ہی جس کا رس نچوڑ لیا ہے، دوبارہ مالتھس کے نظریاتی طریق عمل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ اس دوران وہ آبادیاں جن کی وجہ سے یہ خوف پیدا ہوا، غیر متاثر رہتی ہیں۔...... نصیحت کنندگان کے ڈراوے پہلے سے سر تسلیم خم کرنے والوں [یعنی مغربی معاشروں] کو اپنی تعداد ایک کے بعد دوسری نسل میں مزید کم کرنے کے خطرے سے دوچار کر دیتے ہیں۔ چنانچہ قوموں، علاقوں اور سماجی طبقات وغیرہ میں تولیدی سطح کا فرق مزید کچھ بڑھ جاتا ہے حالانکہ اصل ہدف تو اس فرق کو کم کرنا تھا[٦٠]۔

اس امر کے باوجود کے تحدید آبادی کے عزم اور ارادوں میں بے انتہا پھیلاؤ آیا ہے (صنعتی دنیا کا قریباً ہر ملک اس میں شریک ہے)، اور ایسا ہی ترقیاتی امداد اور قرض کے جابرانہ ہتھکنڈوں کی کیفیت ہے، پھر بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ تحدید آبادی کا منصوبہ کامیاب ہوگا۔ کل کی دنیا پر ایک اور تبصرہ کچھ اس قسم کا ہے:

> یک قطبی (unipolar) سے کثیر قطبی دنیا کی طرف لے جانے والا مرحلہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لیے چیلنج ہوگا کہ وہ ایک ایسی پالیسی وضع کرے جو ایک طرف اس کے نسبتی زوال کو روکے اور ساتھ ہی اُن مواقع کا خاتمہ کرتی جائے جن

60. Alfred Sauvy, "Le Faux Probleme de la population mondiale, "*Population* 4 no. 3 (Spring September 1949), reprinted in English in *Population and Development Review* 16 no. 4 (December 1990), 765.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

> سے دوسری مملکتوں کو امریکہ کے خلاف متوازن ہونے کی تحریک ملتی ہو۔ نسبتی زوال کے اسباب داخلی بھی ہیں اور خارجی بھی۔ اس کا مقابلہ ایسے اقدامات کے ذریعے ہو سکتا ہے جن کا نشانہ کوئی ایک یا دونوں طرح کے اسباب ہوں۔ اگر امریکہ کی کوشش یہ ہو کہ اپنی نسبتی طاقت کو برقرار رکھنے کے لیے وہ نئی عظیم قوتوں کے ظہور کو روکنے کے لیے زور لگاتا رہے تو ایسا کرنا اس کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس طرز عمل سے امریکہ کی بے روک طاقت کے کینہ ور اثرات کے متعلق دوسروں کے خدشات بڑھ سکتے ہیں، جس کا امکانی نتیجہ یہ ہوگا کہ نئی عظیم طاقتوں کے عروج کا عمل تیز تر ہو جائے گا۔[61]

لہٰذا سوال یہ نہیں کہ ''تحدید آبادی آخر کیوں؟''۔ بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ آیا اس کے مطلوبہ نتائج اتنے کم سے کم وقت میں حاصل کیے جا سکتے ہیں کہ ''نئی'' طاقتوں کے ظہور و عروج کی راہ روکی جا سکے۔ اس سے بھی زیادہ اہم سوال ایک اور ہے: اگر تحدید آبادی کا مشن آبادی کے تموّج کو روکنے میں کامیاب نہ ہوا اور نتیجہ صرف نفرت اور بے زاری کی شکل میں سامنے آیا، تب کیا ہوگا؟

61. Christopher Layne, "The Unipolar Illusion: Why New Great Powers will Emerge", *International Security* 17, no. 4 (Spring 1993): 45.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

آبادی اور اقتصادی ترقی:۱۸۲
آبادی اور ترقی کے درمیان غلط تعلق:۹۴
آبادی اور ترقیات کی عالمی کانفرنس:۱۸۸
آبادی اور زمینی وسائل کا عدم تناسب:۵
آبادی اور عالمی بنک:۱۱۲
آبادی اور عالمی نظام پر اس کے اثرات:۴۰
آبادی اور قدرتی وسائل:۱۶۷
آبادی اور مقتدرہ کا تعلق:۴۵
آبادی اور وسائل میں توازن:۶
آبادی پالیسی تشکیل کے آلات:۹۸
آبادی پروگرام:۷۷
آبادی پروگرام بیرونی دخل اندازی کا ایک ذریعہ:۷۹
آبادی ریفرنس بیورو:۱۳۰
آبادی صحت اور خوراک:۱۱۷
آبادی کا تناسب اور عالمی تبدیلیاں:۱۲
آبادی کا عالمی لائحہ عمل:۱۱۷
آبادی کی بدلتی ہوئی شرح افزائش:۴۵
آبادی کی حرکیات:۹۰،۸۳
آبادی کی حرکیات اور ترقی کا باہمی تعلق:۹۰
آبادی کی نمو اور اقتصادی ترقی: پالیسی سوالات:۱۴۲
آبادی کے مسائل کا حل تحدید پیدائش:۷۰
آبادی معاہدہ:۱۵۷
آبادی میں اضافہ ترقی کی راہ کا سنگِ گراں ہے:۱۶۲
آبادی میں اضافہ سے ترقیاتی عمل کو تحریک ملتی ہے:
۱۷۱
آبادیاتی امور میں دخل اندازی کی حتمی حکمت عملی:۷۱
آبادیاتی ایمرجنسی:۱۷۳،۱۱۷
آبادیاتی بڑھاپا:۱۹۱
آبادیاتی پالیسی پروپیگنڈہ:۱۶۱
آبادیاتی پالیسی یونٹس:۱۰۹
آبادیاتی تبدیلی: ترقی یافتہ دنیا کے لیے ایک طویل مدتی مسئلہ:۶۲
آبادیاتی رجحانات:۵۲،۲۴،۱۵
آبادیاتی عظیم طاقتیں:۵۴
آپریشنز کوآرڈی نیٹنگ بورڈ:۱۶۱،۳۵
آپریشنز اویلوایشن ڈیپارٹمنٹ:۱۱۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپریشنز ٹاسک فورس: ۵۵
آپریشنل پالیسی آلات: ۹۷
آپریشنل پالیسیاں: ۹۸،۹۵
آپریشنل پالیسیوں کی تشکیل اور تجزیہ: ۹۴
آپریشنل ریسرچ: ۱۳۱
آپریشنل فنڈز: ۱۲۶
آپشنز (options) (یوایس ایڈ پراجیکٹ): ۹۳،۹، ۹۴، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۱۰۲، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۳۷، ۱۴۱، ۱۶۹
آفس آف پاپولیشن ریسرچ: ۶۴
آفس آف دی ڈائریکٹر آف نیٹ اسسمنٹ: ۴۹
آکسفورڈ: ۴۷، ۱۱۹، ۱۷۱
آکسفورڈ یونیورسٹی پریس: ۲۸
آئی ایم ایف: ۶۲، ۶۸، ۱۰۹
آئی یو ڈی (IUD's): ۹۱، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۷۴
آئزک، اسٹیفن ایل: ۱۱۹
آئزن ہاور، صدر: ۲۳، ۳۱، ۳۲
آئندہ نسلوں کی لسانی ترکیب: ۱۸۰

ابلاغی پروپیگنڈا مہم: ۱۵۷
ابلاغی محاذ: ۸
اپرووولٹا: ۸۴
اٹلی: ۴۸، ۱۳۹
اختلافی شرح پیدائش نسلی خود آگاہی کو بڑھاتی ہے: ۵۶
اخلاقی قدریں: ۱۳۱، ۱۳۴
ادارتی ابلاغی نیٹ ورک: ۱۵۲
ارزاں لیبر: ۲۱
اری پورنامی، سیتا: ۱۱۶
اسپیشل افریقہ فنڈ: ۳۲
استعمار/ استعماری غلبہ/ استعماری نظام/ استعماریت: ۵، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۳۵، ۷۱، ۷۳، ۷۹، ۱۵۲، ۱۷۷، ۱۸۱
استقرار حمل کے لیے ٹیکس مراعات: ۱۷۲
اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ اسکیمیں: ۱۷۹
اسرائیل: ۴۳
اسکالرشپ برائے لیڈرشپ: ۱۳۴
اسکالرشپ پراجیکٹ: ۹۸
اسقاط حمل: ۸۸، ۱۱۶، ۱۷۶
اسلام: ۳۴، ۱۸۶
اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی: ۸۶
اسلام کا نظم مؤاخات: ۳۳
اسلام کی اپیل قدرتی: ۳۳
اسلامی آبادیاں: ۳۴
اسلامی بنیاد پرستی: ۱۸۶، ۱۸۷
اسلامی تعلیم: ۱۸۷
اسلامی قومی حکومت: ۳۴
اسلامی ممالک: ۱۸۹
اصلاح نسل (eugenic): ۱۲۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافی مزدور قوت: ۱۱۹
''اطلاعات،تعلیم اور ابلاغ'': ۱۱۶
اطلاعاتی مہمات: ۱۰۲
افریقانی: ۱۵۵
افریقن اسٹڈیز ایسوسی ایشن: ۱۵۶
افریقن امریکن انسٹی ٹیوٹ: ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۷
افریقن لیڈر شپ فورم: ۱۵۷
افریقہ: ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۹، ۵۰، ۷۱، ۷۲، ۷۹، ۸۰، ۸۳، ۸۴، ۸۸، ۹۰، ۹۸، ۹۹، ۱۰۱، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۴، ۱۶۹، ۱۷۸، ۱۸۶
افریقہ، براعظم: ۸۷
افریقہ ریسرچ گروپ: ۱۵۴، ۱۵۶
افریقہ کی تزویراتی قدر وقیمت: ۳۳
افریقہ کی مسلم آبادی: ۴۱
افریقہ میں آبادی اور ترقی: ۱۲۸
افریقہ میں بیرونی اثرات کا پروگرام: ۳۶
افریقی عوام: ۱۲۲
افریقی امور میں تخصص: ۱۵۵
افریقی براعظم: ۳۱
افریقی تجارت: ۲۰
افریقی ترقیاتی بنک: ۹۳، ۱۱۰، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸
افریقی ترقیاتی فنڈ (اے ڈی ایف): ۱۱۰، ۱۲۲
افریقی حکومتیں: ۷۹، ۱۲۸
افریقی کیتھولک آبادیاں: ۱۸۸
افریقی کیتھولک چرچ: ۱۸۷
افریقی عدم بارآوری: ۸۸
افریقی مطالعات/مطالعاتی پروگرام: ۱۵۵
افریقی معاشرے/سماج: ۷۹، ۸۸، ۱۵۳
افریقی ممالک: ۹، ۱۴۹، ۹۴، ۱۷۹
افزائش آبادی کے رجحانات: ۱۰۶
افزائش آبادی کی متقابل شرحیں: ۵۰
افزائشِ نسل سے طاقت کا توازن: ۱۷
اقتصادی امدادی بجٹ: ۸۰
اقتصادی امدادی فنڈ (ESF): ۸۰
اقتصادی کمیشن برائے افریقہ: ۳۵
اقوام کی نسبتی قوت میں اضافہ: ۴۵
اقوام متحدہ: ۶، ۷، ۹، ۱۱، ۳۵، ۳۷، ۵۴، ۵۷، ۶۱، ۶۲، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۷۵، ۸۸، ۱۱۸، ۱۳۹، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۸۱، ۱۸۸، ۱۸۹
اقوام متحدہ کا پاپولیشن پروگرام: ۶۶
اقوام متحدہ کا پاپولیشن فنڈ (UNFP): ۶۶، ۷۵، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۳۹، ۱۷۰
اقوام متحدہ کی ایجنسیاں: ۶۷
اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی: ۱۸۹، ۱۹۰
اقوام متحدہ کی عالمی آبادی کانفرنس ۱۹۹۴ء: ۹۳، ۱۸۸
اقوام متحدہ کی علاقائی آبادی کانفرنس: ۱۳۹
اقوام متحدہ کے آبادی مطالعات: ۸۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکبر، ایم جے: ۱۸۶
اکسادی، جارج ٹی: ۷۹
الورین: ۱۵۱
الی نوایس: ۱۷۶
امپیکٹ پراجیکٹ: ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۴۱
امتیاز کا خاتمہ: ۱۸۹
امریکن انٹر پرائز انسٹی ٹیوٹ: ۵۳
امریکن میٹل کلائمکس کارپوریشن: ۱۵۵
امریکہ، ریاست ہائے متحدہ: ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۲۰،
۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۳۱، ۳۲، ۳۵، ۳۶، ۳۹، ۵۱، ۵۷،
۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۲، ۶۴، ۶۵، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۲، ۷۳،
۷۴، ۷۶، ۷۷، ۸۰، ۸۲، ۸۷، ۹۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۹،
۱۱۰، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۱،
۱۴۷، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲،
۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۳،
۱۷۴، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲
امریکہ کی جنگی مشین: ۱۶۵
امریکہ کے بیرونی تعلقات: ۳۱
امریکی اقتصادی مفادات: ۱۶۸
امریکی امداد سے چلنے والے تعلیمی پروگرام: ۱۵۲
امریکی بالادستی کو لاحق خطرہ: ۱۶۴
امریکی بیورو برائے مردم شماری: ۱۴۱
امریکی تحدید آبادی پروگرام: ۱۳۳
امریکی تربیت یافتہ اور تنخواہ یافتہ کارندے: ۱۰۳
امریکی تزویراتی معدنی اہداف: ۱۶۷
امریکی حکومت: ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۴۱، ۵۵، ۶۱،
۷۴، ۷۶، ۸۱، ۸۵، ۸۷، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۷، ۱۰۱، ۱۱۰،
۱۱۱، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۲
امریکی خارجہ امور: ۱۶۱
امریکی خارجہ پالیسی: ۳۱، ۳۳، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۱۰
امریکی خارجہ پالیسی کی تشکیل وتنفیذ: ۴۸
امریکی خفیہ کارروائیاں: ۱۰۱
امریکی سرکاری ایجنسیاں: ۱۳، ۷۱
امریکی سرکاری ادارے: ۱۱، ۱۳۹
امریکی سرمایہ کاری: ۳۹، ۱۰۹
امریکی سلامتی: ۵۷، ۵۸، ۱۶۷
''امریکی سلامتی اور سمندر پار مفادات پر عالمی شرح
آبادی کے اثرات'': ۷۱
امریکی سیکرٹری آف اسٹیٹ: ۱۲۳
امریکی فوجی کانفرنس برائے طویل المیعاد منصوبہ بندی:
۱۶۱
امریکی کارپوریشنوں کو ٹیکس مراعات: ۱۳۳
امریکی کانگریس: ۱۱۱، ۱۶۱، ۱۷۷
امریکی کردار کی پردہ پوشی: ۱۰۷
امریکی مداخلت: ۳۵، ۷۴، ۱۳۹
امریکی مشن: ۴۷
امریکی مفادات: ۳۹، ۴۴، ۴۵، ۸۱، ۱۰۹، ۱۳۷، ۱۶۳
امریکی وزارت خارجہ (اسٹیٹ آفس): ۱۱، ۳۲، ۳۵،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷، ۷۱، ۱۲۴، ۱۴۸، ۱۵۵، ۱۶۷
امریکی وزارت خزانہ (Treasury): ۱۰۹
امریکی وزارت دفاع (پینٹا گان): ۱۱، ۴۹، ۵۰، ۵۱،
۶۷، ۷۱، ۱۴۸، ۱۷۸
امین، بمیر: ۲۲
انٹرا امریکن ڈویلپ منٹ بنک: ۱۱۰
انٹرنیشنل ایڈز ٹاسک فورس: ۱۷۸
انٹرنیشنل جنرل آف انٹیلی جنس اینڈ
کاؤنٹر انٹیلی جنس: ۱۶۷
انٹرنیشنل جرنل آف گائینو کالوجی اینڈ
آبسٹیٹر کس: ۱۷۶
انٹرنیشنل ڈیٹ لائن: ۱۷۸
انٹرنیشنل سیکیورٹی: ۲۵، ۴۰، ۱۹۴
انٹرنیشنل یونین فار دی سائنٹیفک اسٹڈی آف
پاپولیشن: ۸۸
انٹیلی جنس ڈویژن: ۱۵۵
اندرا گاندھی، وزیر اعظم: ۱۷۳
انڈو چائنا: ۱۶۶
انڈونیشیا: ۹۳، ۹۶، ۱۰۰، ۱۱۵، ۱۸۵
انڈونیشی: ۵۳، ۹۶
انڈونیشی آبادی پروگرام: ۱۱۶
انڈونیشی آبادیاتی پالیسی تشکیل: ۱۰۰
انڈونیشی قانونِ آبادی: ۱۰۰
انسانی حقوق، بنیادی: ۶، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۸۵، ۱۸۹
انسائیڈ انڈونیشیا: ۱۱۶
انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز (آئی پی ایس): ۹، ۱۰
انسٹی ٹیوٹ آف پولیٹکل اسٹڈیز: ۵۶
انفارمیشن پراجیکٹ فار افریقہ: ۹، ۱۳، ۱۳۹
انگلستان/ انگلینڈ: ۵، ۱۹، ۲۰
انگولا: ۸۸
اوباسانجو، اولوسیگون: ۱۵۷
اوجنگا، اوڑ نگا: ۸۹، ۱۲۳
اورگانسکی، اے ایف کے: ۶۱، ۱۶۵
اورگانسکی، کیتھرین: ۶۱، ۱۶۵
اوسط پسندیدہ تولیدی صلاحیت: ۸۶
اوسط عمروں کا بڑھ جانا: ۵۰
اوشیانا: ۱۶۲
اونچی تولیدی شرح میں زوال: ۴۹
اوگوٹ، گریس: ۱۲۳
اہرنرخ، باربرا: ۱۷۵
ایتھوپیا: ۸۳
ایٹم بم: ۱۶۶
ایٹم بم کی تخلیق و تعمیر: ۱۶۵
ایٹمی ہتھیاروں کے انبار: ۱۹۰
ایڈز: ۱۷۷، ۱۷۹
ایسٹ ویسٹ پاپولیشن انسٹی ٹیوٹ: ۱۳۴
ایسوسی ایٹڈ پریس: ۱۷۵
ایسوسی ایشن فار والنٹری سرجیکل کونٹرا سپشن: ۱۳۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسوم، ڈونلڈ:۱۵۷
ایشیاء:۴۰،۷۱،۱۰۱،۱۳۱،۱۳۲،۱۳۴،۱۷۷
ایشیائی:۲۳،۴۲،۵۵،۸۰
ایشیائی ممالک:۱۰۰،۱۶۱،۱۶۲
ایشین ڈویلپ منٹ بنک:۱۱۰
ایکواڈور:۹۳،۹۶
ایم ایس میگزین:۱۷۴
ایمپلیفائیڈ پراجیکٹ ڈسکرپشن:۱۳۸
این کنا:۹۳
اینڈریسن، رابرٹ بی:۳۱

بابرا، مہان پور:۱۷۵
بارآوری کے رجحانات:۹۹
بالٹی مور:۵۵،۱۴۷،۱۵۰
بالٹی مور سن:۱۵۰
بانجھ پن کی اونچی شرح:۸۸
باہم تعاون کی فاؤنڈیشن برائے افریقہ (ساؤتھ آف صحارا):۳۵
باہم سلامتی کی قانون سازی:۳۲
بائیں بازو کو استعمار مخالف سوویت کیمپ میں لانا:۲۷
بچوں کے اموات میں ڈرامائی اضافہ:۱۷۹
بچوں کی زندگی کے تحفظ پر مبنی پروگرام:۹۹
بچوں کی صحت اور بہبود:۶۶
بحرالکاہل:۱۳۴
بحراوقیانوس:۶۴
بخارسٹ:۷۰،۷۱،۱۱۸
بخارسٹ پاپولیشن کانفرنس:۷۰،۷۶،۱۱۸،۱۲۵
بدلتی نسلی تشکیل:۴۴
برازیل:۵۷،۱۶۴
برازیلین:۵۳
براؤن ولیم او:۱۵۵
برتر تولیدی صلاحیت:۱۴۳
برصغیر (پاک و ہند):۱۹،۴۲،۷۰
برطانوی نسل:۶۳
برطانیہ:۲۶،۶۲،۶۳
برطانیہ کی ثقافت اور اثرات:۶۳
برطانیہ میں برتھ کنٹرول کی مقبولیت:۶۳
برطانیہ میں موجود آبادی کے رجحانات:۶۲
برطانوی صنعت:۲۰
برکینا فاسو:۸۳،۸۴،۹۲،۹۳،۹۴،۹۶،۱۳۸
بریڈی، جیمز ایچ:۱۵۰
بریٹن ووڈ:۱۰۹
بریٹن ووڈ کانفرنس:۶۲
برینٹ، فرینک آر:۱۴۸
بڑی آبادی کا چھوٹی آبادی پر کنٹرول:۴۱
بش جارج سینئر:۱۳۳
بقا کی جدوجہد:۶،۴۳
بلغراد:۷۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بماکو (مالی): ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۶

بنگلہ دیش: ۱۰۵، ۱۷۵، ۱۸۵

بنگلہ دیشی خواتین: ۱۸۲

بنیادی انسانی ضروریات: ۱۱

بنیادی جدت کے امکان سے محرومی: ۲۲

بوتسوانا: ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۱۴۴

بوسٹن: ۱۲۱

بوسٹن گلوب: ۱۷۵

بوسٹن یونیورسٹی: ۱۵۵

بوگز، ماریون ڈبلیو: ۳۱

بولڈر: ۱۰۱

بولیویا: ۹۳، ۹۶

بھارت: ۹۳، ۱۰۸، ۱۱۷، ۱۴۳، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۵، ۱۸۶

بھارتی حکومت: ۱۷۳

بے ٹیل: ۸۳، ۸۹، ۹۲

بے ٹیل پاپولیشن اینڈ ڈویلپ منٹ پالیسی (PDP): ۸۳

بے ٹیل ہیومن افیئرز ریسرچ سنٹرز: ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۹۵، ۱۰۸

بیرلسن، برنارڈ: ۱۷۳

بیرونی آقا: ۲۱

بیرونی صنعتی چوکیاں: ۲۱

بیرونی مشاورتی پینل برائے آبادی: ۱۰۸

بیرونی مشاورتی گروپ: ۱۰۸

بیلجیم: ۸۸

بین الاقوامی اقتصادی تعلقات: ۳۹

بین الاقوامی امدادی تحقیق: ۱۵۲

بین الاقوامی امور کا ہارورڈ سنٹر: ۱۵۶

بین الاقوامی امور میں اختیار کی از سر نو تقسیم: ۳۹

بین الاقوامی برتری: ۴۰

بین الاقوامی جنگ: ۴۵

بین لاقوامی قانون: ۱۸۹، ۱۹۰

بین الاقوامی قرض نادہندہ، مالیاتی ادارے: ۳۵

بین الاقوامی کانفرنس روم: ۷۰

بین الوزارتی کوارڈی نیٹنگ ایجنسی (کینیا): ۱۱۴

بینن جمہوریہ: ۸۷، ۱۵۱

بیوروآف ریسرچ اینڈ انٹیلی جنس: ۱۵۵

بیوروآف ڈی فینس: ۱۶۰

پاپ ساحل: ۱۲۱

پاپائے روم: ۷۱

پاپوانیوگنی: ۹۳، ۹۴، ۹۶

پاپولیشن اسٹیبلشمنٹ: ۱۴

پاپولیشن اسٹڈیز سنٹر: ۱۰۸

پاپولیشن انسٹی ٹیوٹ: ۵۷

پاپولیشن ایکشن انٹرنیشنل: ۵۸، ۵۹

پاپولیشن اینڈ ڈویلپ منٹ پالیسی پروگرام: ۸۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاپولیشن اینڈ ڈویلپ منٹ ریویو: ۴۸، ۶۱، ۱۹۱
پاپولیشن پالیسی ڈویلپ منٹ: ۱۰۳
پاپولیشن پراجیکٹس: ۸۹
پاپولیشن ڈویژن: ۶۴
پاپولیشن ریفرنس بیورو: ۱۳۰
پاپولیشن ریفرنس بیورو کو آپریٹو اگریمنٹ: ۱۳۰، ۱۴۱
پاپولیشن کرائسس کمیٹی: ۵۹
پاپولیشن کمیشن: ۹۳
پاپولیشن کمیشنز انٹرنیشنل: ۱۷۸
پاپولیشن کمیونی کیشن سروسز پروگرام: ۱۲۹
پاپولیشن کنٹرول پراجیکٹ: ۱۷۴
پاپولیشن کونسل: ۵۴، ۵۵، ۱۰۸، ۱۳۱، ۱۳۷، ۱۴۱
پاپولیشن کونسل کی رپورٹ: ۸۹
پاپولیشن کونسل ریسرچز: ۱۷۴
پاپولیشن لاکونسل: ۱۰۰
پاتھ فائنڈر: ۱۳۳
پاکستان: ۱۰، ۱۸۶
پاکستانی: ۱۹۰
پاکولا، ہسپتال: ۱۸۴
پالیسی اصلاحات: ۸۱، ۱۰۰
پالیسی ترقیاتی آپریشن: ۱۰۰
پالیسی ترقیاتی اقدام: ۸۰
پالیسی تشکیل: ۷۴، ۹۹، ۱۱۵، ۱۳۵، ۱۵۷، ۱۶۹
پالیسی ڈائیلاگ: ۹۷
پالیسی ڈویلپ منٹ پروگرام: ۱۶۹
پالیسی ریسرچ: ۱۳۸
پالیسی مداخلت: ۹۹
پالیسی ہدایت نامے: ۳۶
پانامہ (نہر): ۴۰
پائیوٹرو، فلس ٹی: ۵۵، ۵۶، ۶۷
پبلک ہیلتھ پروگرام: ۶۶
پراجیکٹ کارکنوں کی تربیت: ۶۷
''پرافٹ'' پروگرام: ۱۳۳
پرانے نظام کی بقا: ۴۵
پرنسٹن یونیورسٹی: ۶۴
پریس میں مداخلت: ۱۵۴
پریسٹن، لیوس: ۱۰۶
پلاٹینم: ۵۷
پوشیدہ معاہدات: ۱۰۱
پی ایس بی: ۱۴۷
پیداکار ملک: ۱۹
پیداواری نظام: ۱۹
پیداواریت: ۲۰
پیداواریت میں اضافہ: ۷
پیدائش اطفال: ۶۳، ۱۷۹
پیدائش اطفال کی شرح کو عوضی سطح تک اٹھانا: ۱۷۲
پیدائش اطفال میں کمی: ۱۲۵، ۱۸۲
پیٹرکلوکوریسی: ۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیجاٹ جین بورڑ وس:۶۱
پیڈاک جونیر، کرنل الفرڈ ایچ:۱۴۸
پیرس:۵۶
پیرو:۹۶،۹۳
تاج برطانیہ:۶۴
تبدیلی کے لیے نوجوان طبقے کا کردار:۴۴
تجارتی ایمپائر:۱۹
تجارتی ترغیبات:۳۰
تحت صحارا افریقہ:۷۹
ترغیب کا دائرہ:۶۸
ترقی پر بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات:۸۲
ترقی پر کلی قدغن:۲۲
ترقی پذیر اقوام:۱۶۸،۵۰
ترقی پذیر دنیا:۲۴، ۲۸، ۳۱، ۴۴، ۵۰، ۵۱، ۵۴، ۵۷، ۱۵۶، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۹
ترقی پذیر سماج:۱۸۱
ترقی پذیر صنعت کاری:۱۶۳
ترقی پذیر علاقے:۷۹، ۱۶۱
ترقی پذیر قومیں:۵۱
ترقی پذیر ممالک:۷، ۱۷، ۱۸، ۴۱، ۴۹، ۵۴، ۵۸، ۵۹، ۶۵، ۶۶، ۷۰، ۷۴، ۷۶، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۹۳، ۹۵، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۴۳، ۱۵۱، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۴،
۱۷۶
ترقیاتی امکانات کی توسیع:۷۳
ترقیاتی بنک:۱۳۷
ترقیاتی منصوبہ بندی میں آبادی کے تغیرات:۸۴
ترقی یافتہ دنیا:۵، ۱۲، ۵۰، ۵۱
ترقی یافتہ علاقے:۱۶۴
ترقی یافتہ ممالک:۲۱، ۲۵، ۴۰، ۴۱، ۴۹، ۵۹، ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۴
ترکی:۲۶
تسلیم، ادرینہ:۱۱۶
تعلیمی اداروں میں خفیہ دراندازی:۱۵۴
تنزانیہ:۸۴، ۹۲، ۱۷۶
توازنِ طاقت:۱۲
تولید اور آبادی میں تبدیلیوں پر کوائف:۶۷
تولیدی سطح کا فرق:۱۹۱
تولیدی صلاحیت کم کرنے والے اقدامات کے فوائد:
۷۴
تھامپسن، وارن ڈی:۴۶
تھائی لینڈ:۵۷
تہذیبوں کا ٹکراؤ:۱۸۶
تیسری دنیا:۵، ۱۵، ۱۹، ۲۲، ۴۴، ۴۵، ۵۳، ۵۶، ۶۵، ۱۳۷، ۱۴۲، ۱۶۳، ۱۶۷، ۱۷۸، ۱۹۰
تیل تک رسائی:۳۹، ۴۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹاپی نوز، چارجز: ۵۶، ۶۷
ٹانگانیکا: ۴۴
ٹائم (میگزین): ۱۸۸
ٹرومین ہیری، صدر: ۲۶، ۲۸، ۱۴۸
ٹوگو: ۹۳، ۹۴، ۹۶
ٹیکسٹائل مصنوعات: ۲۰
ٹیکنالوجی: ۲۰
ٹیکنالوجی میں جدیدیت: ۴۶
ٹیکنیکل انفارمیشن آن پاپولیشن فاردی پرائیویٹ سیکٹر:
۱۳۲
ٹیکنیکل اسپورٹ پروگرام: ۱۳۲

ثقافتی آزادی میں مداخلت: ۱۸۸
ثقافتی اثرات: ۱۶۸
ثقافتی حملے: ۱۴۹

جاپان: ۱۶۲
جارج ٹاؤن یونیورسٹی سیکیورٹی اسٹڈیز پروگرام: ۱۴۸
جان ہاپکنز یونیورسٹی: ۵۵، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴،
۱۵۷
جان ہاپکنز یونیورسٹی آپریشنز ریسرچ آفس: ۱۴۷،
۱۴۹، ۱۵۰
جان ہاپکنز یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ فار انٹرنیشنل پروگرامز:
۱۵۳
جان ہاپکنز یونیورسٹی پاپولیشن انفارمیشن پروگرام: ۱۲۹
جان ہاپکنز یونیورسٹی رابطہ معاہدہ: ۱۵۷
جان شارٹ اینڈ ایسوسی ایٹس: ۱۳۲
جانسن، پال: ۱۳۷
جانسن، سٹینلے پی: ۶۹، ۷۱
جانسن، (لنڈن بی)، صدر: ۱۷۷
جدید مانعاتِ حمل: ۸۶
جدیدیت: ۶۵
جرمن: ۴۸
جرمنی: ۴۸، ۶۴
جغرافیائی اور سیاسی ارتقائی تموج: ۱۵
جمیکا: ۱۰۷
جنرل اکاؤنٹنگ آفس: ۸۰، ۸۱، ۱۰۹
جنرل اسمبلی: ۱۸۱
جنگی آلات کی ترقی پذیر ٹیکنالوجی: ۱۶۵
جنگی حکمت عملی: ۶
جنگی مشین: ۱۶۶
جنوب: ۱۲، ۴۲، ۶۲، ۶۴، ۱۰۷، ۱۶۹، ۱۸۷
جنوب کی اقوام: ۴۷، ۱۶۴، ۱۸۱
جنوب مشرقی ایشیائی ملک: ۹۶
جنوب مغربی نائجیریا: ۱۷۸
جنوبی افریقہ: ۴۳، ۵۷، ۱۸۰
جنوبی افریقی حکومت: ۴۳
جنوبی ایشیاء: ۱۸۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنوبی خطہ/علاقے: ۱۹، ۳۴، ۵۷، ۱۷۹

جنوبی کرہ ارض: ۲۸، ۳۹، ۴۶، ۶۹، ۹۴، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۷۴

جنوبی کرہ ارض کی ابھرتی اقوام: ۱۳

جنیوا کانفرنس: ۶۹

جہاز رانی کی قوت: ۱۹

جہد البقاء پر مبنی ارتقاء کے اصول: ۱۰۵

جیکسن، سی ڈی: ۲۳

جیمیسن، جے ڈبلیو: ۱۰۵

چاڈ: ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۱۳۸

چار نکاتی پلان: ۲۸

چسنائس، جین کلاڈ: ۳۹

چندرا شیکھر، اے: ۱۰۸

چھوٹا گھرانہ مساوی دولت: ۱۵۹

چھوٹے خاندان کا رجحان: ۶۳

چھوٹے کنبے کے فوائد: ۱۲۳

چیپل ہل: ۱۲۴، ۱۳۷، ۱۷۰

چیسٹر، لارن اے: ۱۱۴

چیمبر لین، نیل ڈبلیو: ۴۲، ۴۴، ۱۸۱، ۱۸۲

چین: ۱۱۵، ۱۱۶

چینی: ۵۳

حاشیہ بردار ثانوی سوسائٹی: ۲۲

حاشیہ نشین ریاستیں: ۳۱

حامی (Hemitic): ۳۴

حاکم قوتیں: ۲۱

حبشی (Ethopians): ۳۴

حفظانِ صحت کے اقدامات: ۴۵

حفیظ، وارده: ۱۱۶

حق خود اختیاری: ۱۸۸

حق خود ارادیت: ۲۲

حلقہ ہائے نیابت (constituencies): ۶۲

حساس آپریشن: ۳۷

حیات پسند اسکیمیں: ۱۷۳

حیات پسند پالیسی: ۱۷۲

حیات پسند دینی عقائد: ۸۶

حیاتیاتی اصول: ۵۵

خارجہ امور: ۴۵، ۱۸۱

خارجہ پالیسی اسٹیبلشمنٹ: ۹۷

خالد رحمن: ۱۰

خام مال تک رسائی: ۲۱

خاندانی عدم استحکام: ۱۸۲

خاندانی منصوبہ بندی: ۹، ۱۲، ۱۴، ۵۴، ۵۹، ۶۶، ۶۹، ۷۹، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۹، ۹۰، ۹۷، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۸،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۸۴
خانہ جنگی: ۴۵
خدمات کی تقسیم: ۱۳۳
خرطوم: ۳۴
خصوصی آبادی ٹاسک فورس: ۷۷
خفیہ آپریشن: ۱۸، ۲۹
خفیہ ادائیگیاں: ۱۳
خفیہ پروپیگنڈا: ۱۰۱، ۱۴۹
خفیہ سرگرمیاں: ۳۳
خفیہ سیاسی اقدام: ۱۰۱
خفیہ سیاسی مداخلت: ۱۰۲
خفیہ فنڈ: ۱۰۱
خفیہ لابی: ۸۲، ۱۳۸
خفیہ معلومات اور کوائف اکٹھا کرنا: ۳۳
خفیہ یادداشت: ۳۴
خواتین کے حقوق: ۱۸۲
خوراک بطور قومی طاقت کا ہتھیار: ۷۵
خوراک بطور لیور: ۷۶
خوراک بطور خارجہ پالیسی کا آلہ: ۷۶
خوراک کی برآمد: ۶۰
خوراک کی کمی: ۱۶۱
خوشحال اقوام: ۴۶، ۵۰
خوشحال ملکوں کے خلاف تنفر پھیلانا: ۵۶

دافع حمل ویکسین: ۱۷۵
دانش گاہوں میں نقب: ۱۴۷
دانش وروں میں نفوذ: ۱۳
دباؤ کے ہتھکنڈے: ۶۲
دقیانوسی طبی سوچ: ۱۷۴
دنیا کی آبادی کے لیے پلان آف ایکشن (WPPA): ۷۰
دنیا کی آبادی میں مغرب کا حصہ: ۵۳
دنیا کی حلقہ بندی میں تبدیلی: ۱۲
دنیا کے نسلی اور گروہی تناسب میں ڈرامائی تبدیلیاں: ۱۲
دنیا کے وسائل: ۴۶
دوسری اقوام کا گلہ دبانا: ۱۳۴
دوسری جنگ عظیم: ۲۶، ۱۶۲
دوطرفہ امداد: ۱۸
دولت مند اقوام: ۱۷
دولت، وسائل اور ٹیکنالوجی کی عالمی تقسیم: ۱۲
دھاکہ خیز آبادیاتی صورت حال: ۴۲
دھونس پر مبنی پالیسی: ۹۴
دی پروگریسو: ۱۰۵
دینی فکر و نظر کی تکریم: ۸۷
دیہی ترقی: ۱۲۷

ڈارون، چارلس: ۶
ڈارون کا نظریہ: ۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکار:۱۳۹
ڈالکن شیلڈ:۱۷۴
ڈائریکٹر آف سنٹرل انٹیلی جنس کانگریشنل بریفنگز:۶۰
ڈائریکٹریٹ اسسمنٹ:۵۰
ڈگلس جمز، ایچ جونیئر:۳۱
ڈلس، ایلن ڈبلیو:۳۲،۳۱
ڈلس، جان فاسٹر:۳۴،۳۳
ڈونلڈسن، پیٹر جے:۱۲۴،۱۳۷،۱۷۰
ڈووی، مارک:۱۷۵
ڈویلپ منٹ رپورٹ (۱۹۹۰ء):۱۱۹،۱۷۱
ڈھاکہ:۱۷۳،۱۷۵،۱۸۳،۱۸۵
ڈیبلکو، ڈیوڈ:۱۶۷
ڈیبلکو، جیفری:۱۶۷
ڈیپوپرویرا:۹۱
ڈیی پال:۵۵
ڈیلائٹ اور ہیچ کی اکاؤنٹ فرم:۱۳۳
ڈیوڈ نیل:۱۲۴
''رابطہ'' معاہدہ:۱۵۳
رابنسن، لیونارڈ ایچ جونیئر:۸۳،۸۴،۸۹
راس، جان ایل:۱۱۹
راست سیاسی کنٹرول:۴۷
راشد بخاری، سید:۱۰
راک فیلر، جان ڈی (سوم):۵۴،۱۵۶
راک فیلر فاؤنڈیشن:۱۳۹،۱۵۶
رائل کمیشن آن پاپولیشن:۶۲
ربیعہ:۱۸۳
رپورٹ آف دی آپریشنز کوارڈی نیٹنگ بورڈ (۲۳ اپریل ۱۹۵۸ء):۳۵
رچلسن، جیفری ٹی:۱۰۲
رسک، ڈین:۲۳،۱۲۳
رسل، برٹرینڈ:۱۷
رضا کارانہ بانجھ پن:۱۳۴
رضا کارانہ معاہدات:۶۲
رنگدار افراد:۱۴،۹۷
رنگدار اقوام:۸
روانڈا:۹۳،۹۴،۹۶
روایت پسندی:۱۸۸
روایتی مذہبی لیڈر:۸۶
روایتی معاشرے:۲۲،۱۴۹
روبینسٹن، رچرڈ ایل:۱۲۱
روڈنی، والٹر:۱۷،۲۰،۲۲،۱۲۲
روسی:۲۶
روسی قوت:۲۶
روسٹرکی، ہیری:۲۷،۱۰۱،۱۰۲
رے، ایلن:۱۵۶
رومن کیتھولک:۱۸۷،۱۸۸
ریاست ہائے متحدہ کو وسائل کی کمی کا سامنا:۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاستی طاقت کی شرح نمو کا فرق: ۲۵
ریپڈ (RAPID) پالیسی پروگرام: ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۴۱
ریڈسو: ۱۴۰
ریڈمین، ایکنیز: ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۱۷۹
ریگن انتظامیہ: ۱۷۷
رینڈل، مسٹر: ۳۶

زائر: ۵۷، ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۱۱۷، ۱۴۳
زبان: ۳۴
زبردستی کے نتائج: ۲۴
زبردستی نس بندیاں: ۱۱۷
زچہ بچہ کی صحت: ۹۰، ۱۲۴، ۱۴۲، ۱۴۵
زرعی پیداوار کی موزوں تقسیم وترتیب کا کنٹرول: ۷۶
زرعی منصوبہ بندی: ۱۲۷
زعمائے مغرب: ۲۶
زمبابوے: ۹۳، ۹۶
زنجبار: ۳۴
زیادہ آبادی صنعتی پھیلاؤ کا ذریعہ: ۳۶
زیادہ بارآور معاشرے: ۴۴
زیرہدف حکومت: ۱۰۳
زیرہدف ممالک: ۷۷، ۹۴
زیمبیا: ۵۷، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۱۱۴

ساحل (بحراوقیانوس پر واقع مغربی افریقی ممالک):
۱۳۷، ۱۳۸، ۱۴۵
ساحل میں اندجامینا (N. Djamena) پلان میں
ایکشن برائے آبادی وترقیات: ۱۴۵
ساحلی نیگرو: ۳۴
سالانہ رپورٹ برائے مالی سال ۱۹۸۸ء: ۱۱۰
سالخوردہ یورپین: ۴۲
ساؤنڈرز جان: ۴۵
ساوی، الفریڈ: ۱۹۰، ۱۹۱
سائیکالوجی اسٹریٹجی بورڈ: ۳۱، ۱۴۸
سائیکالوجیکل آپریشنز: ۱۴۸
سائمنڈز، رچرڈ: ۶۹، ۷۰
سٹانز، موریس: ۳۱
سٹائی کوس، میون جے: ۱۲۳
سٹوویسنگر، جان جی: ۱۷، ۴۶
سٹینفورڈ یونیورسٹی: ۶۱
سرپاڈ (CERPOD): ۹۳، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰،
۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۶
سرخ محاذوں کا مقابلہ: ۲۷
سرد جنگ: ۵۴، ۱۰۰، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۹۰
ست افزائشی اقوام: ۵۴
سفاری: ۱۱۶
سفید فام: ۲۳، ۳۴، ۴۳، ۶۱، ۸۹، ۱۵۹، ۱۸۰
سکووکرافٹ، برینٹ: ۷۶، ۱۰۸
سمز، جارج: ۱۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنڈنگ، سٹیون ڈبلیو: ۱۰۷، ۱۱۷
سنٹر فار اسٹریٹجک اینڈ انٹرنیشنل اسٹڈیز: ۱۵۷
سنٹر فار اپلائڈ ریسرچ آن پاپولیشن اینڈ ڈویلپ منٹ: ۱۳۸
سنٹر فار پالیسی اسٹڈیز: ۵۵
سنٹرل افریقی ری پبلکن: ۸۸
سوڈان: ۳۴، ۸۳، ۹۳، ۹۴، ۹۶
سوشل سیکیورٹی اخراجات: ۵۰
سوشل سیکیورٹی سسٹم: ۹۳
سوویت کمیونزم: ۳۷
سوویت یونین: ۱۰۱، ۱۵۱، ۱۶۲
سویز (نہر): ۳۹
سوئس حکومت: ۱۷۲
سی آئی اے: ۱۱، ۱۳، ۲۶، ۲۷، ۳۲، ۳۹، ۴۳، ۴۴، ۴۸، ۴۹، ۵۹، ۶۰، ۷۱، ۷۶، ۷۷، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۴۸، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۸۷
سی آئی اے کا لندن بیورو: ۵۹
سیاسی تفوق واثر اندازی: ۷، ۱۳، ۱۷، ۱۸، ۲۸، ۷۹، ۱۵۰، ۱۶۸
سیاسی جماعتوں کو مالی اور تکنیکی امداد: ۱۰۱
سیاسی قوت کی تقسیم: ۱۴
سیاسی نظم میں اکھاڑ پچھاڑ: ۴۵
سیاہ فام مہدی کا ظہور: ۳۴
سیرالیون: ۹۲، ۱۴۴
سیکرٹری آف دی مدراس چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری: ۹۳
سیکوطورے، احمد: ۱۲۲
سیکیورٹی سروس: ۱۰۱
سیموئل ہنٹنگٹن: ۱۸۵
سینی گالا: ۳۴، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۹۳، ۹۶، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۳۸، ۱۳۹
سینی گالی حکام: ۱۱۳
سینئر پاپولیشن ایڈوائزر: ۱۰۸
شاہ انگلستان: ۶۴
شاہ جارج ششم: ۶۲
شرح آبادی میں تبدیلی سے سیاسی جغرافیہ کی نئی ترتیب: ۳۹
شرقِ اوسط (مشرقِ وسطیٰ): ۳۹، ۴۲، ۴۳، ۷۱، ۱۰۱، ۱۳۲، ۱۸۶
شعبہ جاتی پالیسی تشکیل: ۹۵
شکاگو: ۱۷۶
شمال: ۱۳، ۴۱، ۴۲، ۶۴، ۱۸۷
شمال اور جنوب میں شرح تولید کا فرق: ۶۴
شمالی افریقہ: ۱۸۶
شمالی امریکہ: ۱۶۲، ۱۸۲
شمالی خطے: ۵۷، ۱۶۹
شمالی کرہ: ۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمالی کرہ میں کم تولیدی کے اسباب:۱۶۰
شمالی کوریائی:۱۹۰
شہری اداروں کی تباہی:۲۱
شہری غربت:۱۸۲
شیراک، یارک:۴۱
شیمو لی:۱۷۵

صحارا، جنوبی:۳۳،۱۶۴
صنعت میں جدیدیت:۴۶
صنعتی پیش رفت اور آبادی میں اضافہ:۴۶
صنعتی دنیا/ممالک/معاشرے:۱۲، ۱۸، ۲۳، ۴۱، ۴۹، ۵۷، ۵۹، ۶۱، ۶۲، ۷۲، ۱۰۷، ۱۵۹، ۱۶۳، ۱۸۱، ۱۹۱
صنعتی دنیا میں تولیدی صلاحیت کی کمی:۴۸
صنعتی عمل:۴۶
صنعتی قوت میں اضافہ:۴۶
صنعتی ممالک کی فوجی برتری:۴۷
صنعتی مسئلہ:۱۸۲
صومالی لوگ:۳۴

ضبط ولادت/ برتھ کنٹرول/ امتناع حمل (پروگرام/ اسکیمیں):۸۵، ۹۶، ۱۰۵، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۱، ۱۴۹، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۰
ضبط ولادت کی (مغربی) مہم:۱۱۳، ۱۸۷
ضبط ولادت مطلب:۱۳۲

طاقت کا چند بڑے ملکوں کے ہاتھوں میں ارتکاز:۱۶۵
طاہر عباسی:۱۰
طویل مدتی اہداف:۶۰

عابد جان:۱۲۳، ۱۴۰
عالمی آبادی:۵۴، ۶۹
عالمی آبادی پروگرام:۶۶
عالمی آبادی کا توازن:۴۱
عالمی آبادی کانفرنس (۱۹۹۴ء):۸۰، ۹۶
عالمی آبادی میں استحکام:۷۱
عالمی گزرگاہیں:۳۹
عالمی اتفاق رائے:۷۱
عالمی ادارہ صحت:۱۷۸
عالمی بنک (ورلڈ بنک):۹، ۵۶، ۶۲، ۶۸، ۷۵، ۹۳، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۴۱، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۸۵
عالمی بنک کا شعبہ آبادی:۸۳
عالمی بنک کی آبادی پالیسی:۱۱۴
عالمی بنک گروپ:۱۰۷
عالمی خوراک کی تقسیم پر امریکی اجارہ داری:۷۶
عالمی دولت تک رسائی:۱۵
عالمی سطح پر تبدیلیوں کا ظہور:۴۳
عالمی سیاست:۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی سیاسی اداروں کا کنٹرول:۱۵
عالمی سیاست کے بنیادی مناقشے:۱۸۶
عالمی طاقت کا توازن:۱۶۳
عالمی قوت کے نظام کا بچاؤ:۲۴
عالمی فیڈریشن برائے منصوبہ بندتولیت (انٹرنیشنل پلینڈ پیرنٹ ہوڈ فیڈریشن-لندن):۸۳،۹۱،۱۰۸،۱۷۴
عالمی مسائل کا انتظام:۷۶
عالمی منڈی:۲۲
عالمی نظام:۲۵
''عالمی یوم آبادی ـــ جوابات'':۹۳
''عام خطرات'' (کانفرنس):۱۸۶
عثمان علی:۱۰۵
عددی غلبہ:۴۶
عراق:۱۷۱
عراقی:۱۹۰
عرب:۵۵،۹۶،۱۸۰
عرب آبادی:۴۳
عرب کالم نگار:۱۸۷
عرب عوام:۲۳
عرب ممالک:۹۶
عصری بین الاقوامی مسائل کی تاریخ:۲۶
''عظیم نسل پرستی'':۱۸۰
عقلیت پسندی:۱۲۱
علاقائی آبادی کانفرنس (۱۹۹۲ء):۱۳۹
علاقائی آبادیاتی نمو:۱۸۱
علاقائی بیوروز:۹۴
علاقائی ترقیاتی بنک:۱۰۹،۱۲۶
علاقائی (عالمی) تنازعات:۴۰،۵۱
علاقائی کانفرنسیں:۹۶
علاقائی لیڈر:۱۷۰
علاقائی اداروں میں نفوذ:۱۵۰
علمی محاذ:۱۴۷
عوامل پیداوار:۱۴۳
عیسائی:۶
عیسائی آبادی:۴۳
عیسائی مذہبی تصور:۱۸۷

غربت کا ازالہ/خاتمہ:۸،۱۴۲،۱۶۲
غریب اقوام/ممالک:۲۸،۶۰،۴۴،۷۴،۱۰۶
غلاموں کی تجارت:۱۲۲
غیر افریقی اقوام:۱۲۲
غیر جمہوری ممالک:۴۰
غیر سرجیکل طریقے:۱۷۶
غیر سفید فام اقوام:۶۴
غیر متبرک سوسائٹی:۱۲۱
غیر محدود افزائش:۵۸
غیر مقبول آبادی پالیسیاں:۱۰۶
غیر یورپی ممالک:۲۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارن افیئرز:۴۲، ۱۶۴، ۱۸۰، ۱۸۶
فارن ایریاز کوارڈی نیشن گروپ:۱۵۵
فارن پالیسی:۵۹
فالتو محاصل:۲۰
فجی:۴۳
فرانس:۴۲، ۶۴، ۱۳۹، ۱۷۴
فرانسیسی حکومت:۱۷۲
فرانسیسی سوڈان:۳۴
فرانسیسی صدر:۴۱
فرانسیسی ماہر آبادیات:۱۹۰
فریب کارانہ رابطے:۱۳
فریڈرک، ٹی سائی، ڈاکٹر:۸۳، ۱۰۸، ۱۱۴، ۱۱۷
فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ (۱۹۹۵ء):۱۳، ۶۰
فریڈمین، رونالڈ:۱۰۸
فلاڈیلفیا:۲۰، ۱۷۹
فوجی آمریت:۳۲
فوجی اقدامات:۱۸، ۲۴
فوجی تنظیمات:۵۰، ۵۱
فوجی مردانِ آہن:۳۱
فورڈ، جیراڈ، صدر:۷۶، ۱۰۸، ۱۵۷، ۱۷۷
فورڈ فاؤنڈیشن:۱۳۹، ۱۵۵، ۱۵۶
فوسٹر، جارج ڈی:۵۰
فوسٹر، گریگوری ڈی:۱۷۸، ۱۸۰
فیمگبٹی، رابرٹ:۸، ۹۶، ۱۶۰
فیملی پلاننگ سرجیکل حملہ:۵۸
فیوچرز گروپ:۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۱۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۲

قانونی اور پبلک پالیسیوں میں تبدیلیاں:۱۲۹
قاہرہ:۹۳، ۱۸۸
قحطِ اطفال:۵۲
قدامت پسند عیسائی:۱۸۷، ۱۸۸
قدرتی وسائل:۳۳، ۴۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۷
قصبہ میمن سنگھ:۱۰۵
قفقازی آبادی:۴۷
قلتِ آبادی:۱۳۲
''قوتِ تولید اور قومی پالیسی'' (کانفرنس):۶۵
قوتِ حیات میں کمی:۱۹۱
قوت کی نئی تقسیم:۲۵
قوت و اختیار میں تفوق:۴۰
قوم پرستی:۲۲، ۳۳
قومی آبادی پالیسیوں کی تشکیل و ترویج:۱۳۸
قومی آزادی:۲۱
قومی اور آپریشنل پالیسی:۹۸
قومی پاپولیشن پروگرام:۱۰۲
قومی پالیسیوں کی تشکیل نو:۴۵، ۹۵
قومی ترجیحات کا تعین:۱۵۱
قومی ترقی اور آبادی:۱۵۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی سطح پر مانعاتِ حمل کا استعمال: ۸۵

قومی سلامتی فیصلہ میمورنڈم-۳۱۴: ۷۶، ۱۰۷، ۱۰۸

قومی سلامتی کونسل: ۱۱، ۳۱، ۳۳، ۳۶، ۴۱، ۷۱، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۷۶

قومی طاقت کا ایک آلہ: ۸۱

قومی مشاورتی کونسل (دی نیشنل ایڈوائزری کونسل آن انٹرنیشنل مانیٹری اینڈ فائننشل پالیسیز (NAC): ۱۰۹، ۱۱۰

قومی ہیئت مقتدرہ: ۱۷۰

قیمتی معدنی وسائل: ۵۸

کارٹر، صدر: ۱۷۸

کارڈر، مائکل: ۶۹، ۷۰

کاسترو، فیڈل: ۱۲۳

کالڈویل، پیٹ: ۷۹

کالڈویل، جان سی: ۷۹

کالیر، پال: ۱۲۵

کانگریس: ۵۹، ۸۱

کانگریس آف کلچرل فریڈم: ۲۷

کانگو: ۳۴

کپولا، جی ایم: ۴۷

کٹھ پتلی حکمران: ۳۱

کثرتِ اولاد کے حامی (pro-natalist): ۱۱۴

کثافتِ آبادی: ۳۳، ۵۲، ۱۸۱

کثافت آبادی میں تبدیلیاں: ۱۳

کثیر فریقی اقتصادی ادارے: ۳۵

کثیر فریقی پروگرام: ۳۷

کثیر فریقی تنظیم: ۳۵

کثیر قطبی دنیا: ۱۹۱

کرسٹوفرلین: ۲۵

کروتھار، چارلس: ۱۸۷

کرومیم: ۵۷

کریبین، علاقہ: ۱۳۱

کسنجر، ہنری: ۱۷، ۱۰۶، ۱۵۷

کلشوم: ۱۸۴، ۱۸۵

کلی محتاجی: ۲۲

کم آباد براعظم: ۱۲۳

کم افزائشی آبادی: ۵۴

کم پیداواریت: ۵۰

کم ترقی پذیری: ۱۹

کم ترقی یافتہ اقوام/ممالک: ۱۸، ۳۹، ۵۱، ۵۹، ۷۲، ۷۳، ۹۷، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۸۱

کم ترقی یافتہ اقوام کو مخصوص پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کرنا: ۳۳

کم تولیدی کے نتائج: ۶۴

کم تولیدی کیفیت: ۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیشن آن انٹگریٹڈ لانگ ٹرم اسٹریٹجی: ۵۰
کمیشن برائے تکنیکی تعاون: ۳۵
کمیونزم: ۲۶، ۱۹۰
کمیونسٹ اقوام: ۷۰
کمیونسٹ اکساہٹیں: ۲۶
کمیونسٹ بلاک: ۷۱
کمیونسٹ عناصر: ۲۷
کمیونسٹ کوششوں کی روک تھام/ جواب: ۲۵، ۳۱
کنیاٹا (جومو): ۸۹
کوبالٹ: ۵۷
کوٹ ڈی آئیوری: ۸۷، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۱۲۲
کوریا: ۱۶۶
کولمبیا یونیورسٹی پراجیکٹ: ۱۳۱
کولمبیم: ۵۷
کونسل آن فارن ریلیشنز: ۵۶
کووان، ایل گرے: ۱۵۶
کوبیک (کینیڈا): ۴۳
کیپ ورڈے: ۱۳۸
کیتھولک: ۱۸۸
کیتھولک آرچ بشپ: ۸۸
کیتھولک عیسائی: ۱۸۸
کیسل، کینتھ اے: ۱۶۷
کیلی فورنیا: ۹۳
کیمپ، شیرون ایل: ۵۹
کیمرون: ۸۳، ۸۷، ۸۸، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۱۳۹
کینا کرائن: ۱۷۵، ۱۷۶
کینیا: ۸۳، ۸۸، ۸۹، ۱۱۴، ۱۲۳
کینیڈا: ۴۳
کینیڈی، پال: ۴۳
کینیڈی، جان ایف، صدر: ۲۳، ۴۷
کیوبا: ۱۲۳

گرے، گارڈن: ۳۱، ۳۲
گنی: ۱۲۲
گنی بساؤ: ۱۳۸
گورڈن، جارج چائنیز: ۳۴
گورمین، کرچین: ۱۸۸
گورن اولین یونیورسٹی آف اپسلا: ۱۰۸
گھانا ریویو: ۱۶۹
گھانا نیوز ایجنسی: ۱۶۹
گھٹتی آبادی کا جھگڑا: ۴۲
گھٹتی آبادیوں کے سیاسی مضمرات: ۴۳
گیبون: ۸۸
گیڈس، جان لیوس: ۲۸
گیمبیا: ۱۳۸

لاطینی امریکہ: ۳۹، ۴۴، ۷۱، ۷۲، ۹۳، ۱۰۱، ۱۳۱، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاطینی امریکی: ۵۵، ۹۶، ۱۸۰
لاطینی اقوام: ۱۶۲
لاطینی گروپ: ۱۶۲
لاطینی امریکی ممالک: ۴۵، ۹۶، ۱۶۱، ۱۸۷
لاک ووڈ، میتھیو: ۱۲۵
لاگوس: ۱۲۴
لائبریری آف کانگریس: ۱۴۸
لائبیریا: ۸۳، ۹۶
لبنان: ۴۳
لندن: ۱۵، ۱۷، ۴۲، ۸۳، ۱۰۸، ۱۷۳، ۱۸۲
لے، کرسٹوفر: ۱۹۲
لیاقت بیگ، مرزا: ۱۰
لیاگن، الزبتھ: ۶، ۷، ۹، ۱۱
لیبر یونین: ۱۰۱
لیبیا: ۹۴
لیگ آف نیشنز: ۶۹
لیسوتھو: ۸۴
لیلوش، پیئرے: ۴۱، ۴۲

ماتھیاس، ولارڈ: ۱۵۶
ماحولیاتی آلودگی: ۱۶۱
ماحولیاتی تحفظ: ۱۴۲
ماحولیاتی جوف (niche): ۵۴
ماڈل قانون سازی: ۹۵، ۱۳۱
مارشل پلان: ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸
مارشل، جارج: ۲۵
مارو، روشی کیش: ۱۱۵
مالتھس، تھامس: ۵
مالتھس کا نظریاتی طریقہ عمل: ۱۹۱
مالتھسی پروپیگنڈا: ۱۹۰
مالتھسی نظریہ آبادی: ۵، ۶، ۸
مالدار اقوام: ۱۸۱
مالی: ۱۳۸، ۱۳۹
ماں اور بچے کی صحت: ۸
مانع حمل سوشل مارکیٹنگ: ۱۳۲
مانعاتِ (ضبطِ) حمل (اشیاء/طریقے/سہولیات): ۱۱، ۱۴، ۵۴، ۵۹، ۶۳، ۶۶، ۷۷، ۸۵، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۵، ۱۳۱، ۱۴۵، ۱۶۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۲
مجرم گروہ: ۱۵۹
محب الحق، صاحبزادہ: ۱۰
محکوم اقوام: ۱۷، ۲۱
محکوم بیوروکریسی: ۲۲
محمد احمد، ابن عبداللہ: ۳۴
محمد، مورت اللہ: ۱۵۷
محمڈن ازم: ۳۴
"مددگار" اقوام: ۱۹
مدراس: ۹۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدر جونز: ۱۷۵
مڈغاسکر: ۹۳، ۹۴، ۹۶
مڈلٹن، لسٹر ویلٹ: ۱۵۹
مڈل سیکس، ہرمونڈ سورتھ: ۴۷
مڈل مین یا آڑھتی کا نظام: ۱۹
مذہب: ۳۳، ۳۴
مذہب اور عقیدے کے اظہار کی آزادی پر قدغنیں:
۱۸۹
مذہبی آزادی: ۱۸۹
مذہبی جنگجو: ۴۴
مراعات یافتہ کلاس: ۵۵
مراکش: ۹۳، ۹۴، ۹۶
مرکز برائے پالیسی اسٹڈیز: ۵۴
مزدور قوت نیم بے روزگار: ۵۱
مسلم آبادی: ۴۳
مسلم اقوام: ۱۸۶، ۱۸۷
مسلم دنیا: ۱۸۶
مسلم نوجوان: ۱۸۷
مسلمان: ۶، ۳۴، ۱۸۷، ۱۸۸
مسلمان زعماء: ۱۸۸
مشاورتی کورسز: ۱۳۴
مشاہداتی سفر: ۹۸
مشرق اور مغرب کی کشمکش: ۲۲، ۵۷، ۱۸۵
مشرق بعید: ۳۳
مشرق قریب: ۱۳۱
مشرقی افریقی: ۱۳۲
مشرقی بحیرۂ روم: ۲۶
مشرقی ساحل: ۳۴
مشنری تحریک: ۳۶
مشنری سرگرمیاں: ۳۶
مشنری سکول: ۳۶
''مشی گن فیلوز'' پراجیکٹ: ۱۳۴
مشی گن یونیورسٹی: ۱۰۸، ۱۳۴
مصر: ۳۴، ۹۳، ۹۶، ۱۶۴، ۱۷۱، ۱۸۷
مصری: ۱۶۳
معاشی اقدامات: ۱۸
معاشی بالادستی: ۷
معدنی اشیاء کی پیداوار: ۱۶۷
معدنی وسائل: ۳۹
مغرب: ۱۴، ۱۸، ۲۲، ۵۳، ۶۲، ۶۴، ۷۲، ۹۱، ۹۷، ۱۰۹،
۱۱۱، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۴۲، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۸،
۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۵،
۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱
مغرب کی تولیدی صلاحیت: ۵۳
مغرب کی حریف: ۱۷۷
مغرب کے آبادی پروگرام: ۱۸۸
مغرب کے اثر و اقتدار کا زوال: ۱۵
مغرب کے پالیسی ساز: ۱۲۸، ۱۳۵، ۱۶۱، ۱۶۸، ۱۸۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی اتحادی:۱۶۳
مغربی استعمار:۱۳۷
مغربی استعماری ادارے:۳۳
مغربی افریقہ:۳۴، ۱۳۸
مغربی افریقی ملک:۱۱۱
مغربی اقدار کی ترویج:۶۴
مغربی اقوام:۶۴، ۱۹۰
مغربی انسان کی توسیع:۴۷
مغربی انقلاب کی آبادیاتی بنیاد:۴۷
مغربی پالیسی پروپیگنڈا:۱۶۲
مغربی تصورات اور ثقافت کی ترویج اور بقا:۶۴
مغربی تعلیم کے پروردہ زعماء:۳۶
مغربی تہذیب کی حامل اقوام کا مشترک بحران:۶۳
مغربی ثقافت:۵۳
مغربی جرمنی:۱۷۲
مغربی دخل اندازی:۳۵
مغربی ساحل:۳۴
مغربی صنعتی برتری:۴۰
مغربی طاقتیں:۶۹، ۱۸۶
مغربی لیڈر (زعما):۲۳، ۱۶۴، ۱۸۹
مغربی مفکرین:۸
مغربی ممالک:۴۸، ۱۹۱
مغربی منصوبہ ساز:۱۴
مغربی نظریہ ہائے علم:۶
مغربی یورپ:۲۷، ۲۹، ۴۸، ۱۷۲
مغربیت کا عالمی انقلاب:۴۷
مفادات کا ایک غیر معمولی سنجوگ:۱۸۸
مقامی صنعتوں کا زوال:۲۱
مقروض اقوام کے ترقیاتی منصوبے:۷۵
مل بنک میموریل فنڈ:۶۵
ملاوی:۱۱۴، ۱۱۵
ملٹی نیشنل کارپوریشنیں:۱۱
ملک گیری:۱۴
منٹز، مورٹن:۱۷۴
منقطہ حارہ:۶۳
منظم ترقی:۱۴۲
منکن سٹیفن:۱۷۵
موریطانیہ:۳۴، ۸۷، ۱۳۸
موزمبیق:۸۸
میدوگوری:۱۵۱
میٹر، کورڈ:۵۹
میک ڈرموٹ، جم:۱۷۸
میکسیکو:۸۰
میکنامارا:۱۷۳
میمی، البرٹ:۱۷
مین کائنڈ کواٹرلی:۱۰۵
مینکیز:۵۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناری گرنتھا بھارتنا:۱۸۵
ناولز، جیمز سی:۹۶
نائیجر:۹۲،۹۳،۹۴،۹۶،۱۳۸
نائیجیریا:۳۴، ۵۷، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۶،
۱۱۴، ۱۲۴، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۷، ۱۶۴
نائیجیرین:۵۳، ۸۶
نائیجیرین ثقافت:۸۵
نائیجیرین خواتین:۸۶
نائیجیرین دانشور (اسکالر/محقق):۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴
نائیجیرین رابطہ امداد:۱۵۳
نائیجیرین مشیر:۱۱۵
نائیجیرین یونیورسٹیاں:۱۵۲، ۱۵۴
نجی امریکی اداروں کا بڑھتا کردار:۳۶
نجی بیرونی سرمایہ کاری:۳۶
نجی ترغیب کار گروہ:۵۸
نجی سرمایہ کاری:۱۷۰
نجی شعبہ کا کردار:۹۷
نجی فاؤنڈیشنیں:۱۱
نس بندی:۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷
نسبتی زوال:۱۹۱، ۱۹۲
نسل پرستی (امتیاز/ برتری/ بقاء/قوت/ خاتمہ):۵، ۸،
۳۴، ۴۳، ۵۵، ۹۶، ۱۰۵، ۱۲۱، ۱۶۸، ۱۸۰، ۱۸۹
نسل کشی انسانیت کے خلاف جرم:۱۸۹
نسل کشی کی ممانعت کا معاہدہ ۱۹۴۸ء:۱۸۹، ۱۹۰

نشہ آور ادویات:۱۸۲
نظام تعلیم:۲۱
نظریاتی اثرات پھیلانے کی مہم:۲۸
نظریاتی صف بندی:۱۸۵
نظریہ ارتقاء:۶، ۵۴
نفسیاتی جنگی حربے (محاذ/مہمات وغیرہ):۱۴۷، ۱۴۸،
۱۴۹، ۱۵۰
نظریاتی حکمت عملی کا ادارہ (PSB):۱۴۷
نکسن رچرڈ، صدر:۳۲، ۱۰۶، ۱۵۷، ۱۷۷
نوآبادیات:۷۰، ۱۲۳
نوآبادیاتی استعمار:۲۱، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۳۷
نوآبادیاتی حکمران:۱۳۵
نوآبادیاتی دور:۲۱
نوآبادیاتی طاقتیں:۶۴، ۷۰
نوٹیسٹن، فرینک:۶۴، ۶۵، ۶۶
نوجوان عامل (نوجوان کی قلت/ ناراض اور مایوس
نوجوان):۴۴، ۴۸، ۵۷
نورپلانٹ:۱۷۴، ۱۷۵
نوئر، تھامس جے:۲۳
نئی عظیم قوتیں:۱۹۲
نیٹو:۵۱
نیا اسلحہ بندی کا نظام:۵۲
نیا عالمی نظام:۱۸۶
نیا عمرانی تناؤ:۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیروبی:۸۸

نیشنل اکیڈمی آف سائنسز:۱۴۲،۱۷۱

نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی:۱۶۶

نیشنل ریسرچ کونسل:۱۴۲،۱۷۲

نیشنل سیکیورٹی اسٹڈی میمورنڈم ۲۰۰ (NSSM 200): ۷۱،۷۲، ۷۶، ۷۷، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۷

نیشنل سیکیورٹی کونسل اسٹڈی:۳۵

نیلوئی قبائل(Nelatic):۳۴

نیم ترقی یافتگی:۲۲

نیم ترقی یافتہ اقتصادیات کی تشکیل:۲۱

نیم گرم خطے:۶۳

نیوکلیائی ہتھیار بندی:۵۸

نیومین:۱۱۷

نیو،ہیون:۲۳

نیو یارک:۱۵، ۱۷، ۳۷، ۴۲، ۴۳، ۴۶، ۴۷، ۵۵، ۵۶، ۶۱، ۶۵، ۶۷، ۶۹، ۷۴، ۸۸، ۸۹، ۱۰۰، ۱۰۸، ۱۲۳، ۱۴۱، ۱۶۵، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۲

نیویارک ٹائمز میگزین:۱۳۷

نیو یارک کی آبادی کونسل:۸۸

وارسا معاہدہ:۵۱

واردک،ڈونلڈ پی:۸۹

واشنگٹن،ڈی سی:۹، ۱۵، ۱۷، ۲۳، ۲۸، ۵۱، ۵۳، ۵۷، ۵۸، ۷۱، ۷۳، ۷۹، ۸۲، ۹۴، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۴۲، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۴، ۱۸۱

واشنگٹن پوسٹ:۱۷۴، ۱۸۷

واشنگٹن ٹائمز:۵۹

واشنگٹن کوارٹرلی:۵۰، ۱۷۸

وان لاؤ،تھیوڈورایچ:۴۷

وائٹ ہاؤس:۷۷، ۱۰۸

وائرڈا،لیڈ اسکوائرہ:۴۵

وائرڈا،ہارورڈ جے: ۴۵

وائس آف امریکہ:۱۸

ورسک،ڈونلڈ پی:۱۲۳

وزارت صحت (کینیا):۱۱۴

وزارت صحت وخاندانی منصوبہ بندی (بھارت):۱۰۸، ۱۷۳

وسائل کی تقسیم (کنٹرول):۱۴، ۹۵، ۹۶

وسطی ایشیاء:۴۲

وصول کنندہ ملک:۲۹

وطن پرستی:۵۴

ولادت افزاء قانون سازی:۴۸

وہیلن،رابرٹ:۱۷۳، ۱۷۴

وہیلر،رابرٹ ایچ:۱۷۶

ویٹن برگ،بن:۵۲، ۵۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویٹیکن: ۷۱
ویسٹ چیسٹر: ۴۵
ویسٹ ویو پریس: ۲۷

ہالینڈ: ۱۳۹
ہاؤس کمیٹی آن فارن افیئرز: ۸۰
ہرٹ مین، بیٹسی: ۱۰۵
ہکسلے، جولین: ۱۲۱
ہنٹ، مائیکل ایچ: ۲۳، ۲۴
ہنٹنگٹن، سیموئل پی: ۴۰، ۱۸۶
ہنکاک، گراہم: ۱۷۷
ہندوستانی: ۵۳
ہندوستانی تجارت: ۲۰
ہوانا کلچرل کانگریس: ۱۲۳
ہومز: ۳۴
ہیٹی: ۹۳، ۹۴، ۹۶
ہیومن رائٹس گروپ: ۱۷۵

یک قطبی دنیا: ۱۹۱
یلسن، برنارڈ بیری: ۱۰۸
یو ایس ایڈ (امریکی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی)،
(اے آئی ڈی): ۹، ۱۱، ۵۴، ۷۱، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳،
۸۴، ۸۹، ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۱۰۰، ۱۱۵، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۷،
۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۵۱،
۱۵۲، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۴
یو ایس ایڈ آبادی پروگرام: ۸۱، ۱۷۴
یو ایس ایڈ آفس آف پریس ریلیشنز: ۱۷۴، ۱۷۷،
۱۷۸
یو ایس ایڈ کنٹریکٹر: ۱۵۱
یو ایس ایڈ مرکز برائے آبادی (AID-OP): ۸۰،
۸۳، ۱۳۰، ۱۷۴
یو ایس ایڈ مشن: ۹۰، ۹۴، ۱۴۰
یو ایس ایڈ معاہدہ: ۱۳۳
یورپ: ۷، ۸، ۱۹، ۲۰، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۴۷، ۴۸،
۶۱، ۶۳، ۶۴، ۱۰۱، ۱۶۴، ۱۷۰، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۸
یورپ کی تعمیر نو: ۲۸
یورپ کا صنعتی انقلاب: ۴۷
یورپی: ۵، ۲۸، ۴۷، ۶۱
یورپی آبادکار: ۴۷
یورپی آبادی: ۴۲، ۶۳
یورپی ادارے: ۱۳۹
یورپی اقتصادیات: ۲۰
یورپی اقوام: ۲۱، ۱۸۷
یورپی امداد: ۲۶
یورپی برادری: ۶۸
یورپی پالیسی ساز: ۵
یورپی تہذیب: ۶۱
یورپی ثقافت: ۵۲

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یورپی شہروں کی تعمیر نو: ۲۶
یورپی صنعتی ڈھانچے کی تباہی: ۲۷
یورپی غلبہ: ۲۱
یورپی فرد: ۸
یورپی ممالک: ۵۴، ۱۷۳
یورپی نسل: ۵۵، ۶۳، ۱۸۰
یورپی نوآبادیاتی طاقتیں: ۳۶
یونان: ۲۶، ۱۷۳
یونگسٹن ٹی مرچنٹ: ۳۱
یونیسکو: ۱۲۱
یونیسیف: ۱۳۹
یونیورسٹی ڈویلپ منٹ لنکجز پراجیکٹ (UDLP): ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴
یہودی: ۶، ۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15811

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

• آبادی منصوبہ بندی پر زیادہ تر بحث مذہبی، اخلاقی اور نظریاتی حوالوں سے ہوتی رہی ہے، لیکن الزبتھ لیاگن نے اس کتاب میں قطعاً معروضی انداز میں اقوام متحدہ اور امریکہ کی ایجنسیوں کی تیار کردہ ہزاروں رپورٹوں اور دستاویزات کی بنیاد پر تحدید آبادی کی مہنگی مہمات اور پروگراموں کو ایک سوچی سمجھی سیاسی اور جنگی حکمت عملی اور بنیادی انسانی حقوق کی سنگین ترین خلاف ورزیاں قرار دیا ہے۔ ان کے خیال میں آبادی کی بہبود اور انسانیت کی بھلائی کے نام پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے جو کروڑوں ڈالر اور بیش بہا انسانی و مادی وسائل پسماندہ قوموں اور ترقی پذیر ممالک میں بے دریغ خرچ کیے جا رہے ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف اپنی سیاسی برتری اور معاشی بالادستی کو قائم رکھنا ہے۔ لیاگن نے ثابت کیا ہے کہ آبادی میں اضافے سے ترقی کا جو تعلق ہے اس کی نوعیت منفی نہیں ہے۔ گزشتہ دو/ تین صدیوں میں جس دوران مغربی یورپ اور امریکہ نے پائیدار ترقی اور خوشحالی کی منازل طے کی ہیں ان کی آبادی میں شرح اضافہ آج کے کچھ ترقی پذیر ممالک کی آبادی میں شرح اضافہ سے بھی زیادہ تھی اور ان کی اس ترقی میں بڑھتی آبادی اور افرادی قوت نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔

• انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد ایک آزاد علمی و تحقیقی فورم ہے۔ اگرچہ انسٹی ٹیوٹ کے دائرہ کار میں اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی، سیاسی، ٹیکنالوجی اور حکمت عملی سے متعلق مسائل شامل ہیں، تاہم یہ ایک غیر سیاسی ادارہ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ پالیسی سے متعلق مسائل پر غیر حکومتی سطح پر مکمل آزادی کے ساتھ تحقیق اور بحث مباحثہ ہو اور پالیسی ساز ادارے اس تحقیق اور تجزیے کی روشنی میں بہتر فیصلے کر سکیں۔

جناح سپر مارکیٹ، نصر چیمبرز، بلاک ۱۹، مرکز ایف سیون، اسلام آباد،
فون: ۳-۲۶۵۰۹۷۱ فیکس: ۲۶۵۰۷۰۴